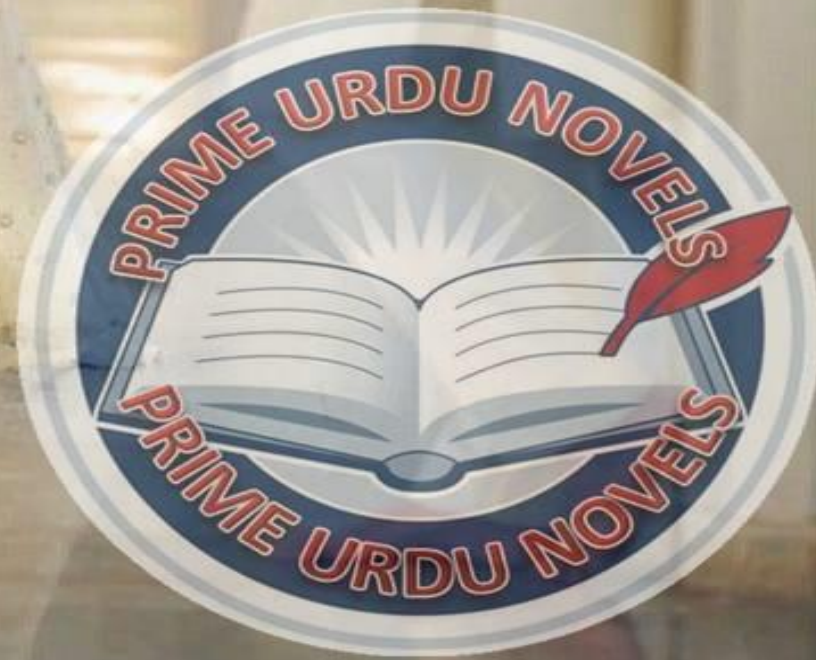


عید کا خاص ملن

از قلم ایمن خان



WEDDING
VISUALS
92 333 3505584



اسلام علیکم معززین!

سب سے پہلے تو آپ سب کا بہت بہت شکریہ کہ آپ لوگوں نے میرے کام کو پڑھا اور سراہا میں اپنے آپ کو خوش قسمت تصور کرتی ہوں کہ میری پہلی دو تحریریں "دل دھڑکنے تک اور جنون سے عشق کی راہ آپ لوگوں نے پسند کیں اور اس کا بے حد خوبصورت الفاظ میں اعتراف بھی کیا۔ اب میں آپ سب کے لیے اپنی ایک نئی تحریر لے کر آئی ہوں چونکہ عید آنے والی ہے تو میری تحریر بھی اسی سلسلے میں ہے یہ میری تیسری تحریر ہے "عید کی خاص ملن" یہ دو ایسے لوگوں کی کہانی ہے جن کی آپس میں ایک منٹ بھی نہیں بنتی ان کا زیادہ تر وقت ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے اور ایک دوسرے کو نیچا دیکھانے میں گزرتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ رشتے کیسے نبھاتے ہیں امید ہے آپ لوگوں کو پسند آئے گی آپ لوگوں کے فیڈبیک کا مجھے انتظار رہے گا فیس بک والے قارئین مجھے انسٹاگرام پر فلو کر سکتے ہیں کیونکہ میں فیس بک پر موجود نہیں ہوں اور تھر او فیشل ایمن خان کے نام سے میرا پیج ہے وہاں آپ لوگ مجھے اپنی رائے سے آگاہ کر سکتے ہیں آپ سب کا بے حد شکریہ۔

ایمن خان

وہ اپنے کمرے میں بیٹھا اپنے آخری سمسٹر کے آخری سپر کی تیاری میں مشغول تھا جب اسے اپنے کمرے کی کھڑکی پر زور سے کچھ لگنے کی آواز آئی۔ آواز بے حد تیز تھی لیکن چونکہ وہ بے حد مصروف تھا تو اس نے دھیان نہ دینا ہی مناسب سمجھا تھا ابھی وہ لیپ ٹاپ پر کچھ سرچ کرنے ہی لگا تھا کہ آواز دوبارہ اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔ اب کی بار وہ شدید قسم کا جھنجھلا گیا تھا۔

"کس کو مصیبت آگئی ہے اس وقت جو جاہلوں کی طرح پتھر مار رہا ہے اس نے لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پر رکھا اور سیلپر پہن کر کھڑکی کی جانب گیا پر وہ ہٹا کر نیچے دیکھا تو اس کا غصے سے میٹر شاٹ کر گیا تھا ابہا اس کی کھڑکی پر دو پتھر بڑے ہی دھڑلے سے مار چکی تھی۔

"ابہا کی بچی کیا تکلیف ہے تمہیں کیوں جاہلوں کی طرح پتھر مار رہی ہو میری کھڑکی پر؟"

وہ غصے سے ابرو اچکا کر اس سے پوچھ رہا تھا جو اپنے ازلی حولیے بلو جینز پر بلیک کرتا پہنے بالوں کی پونی ٹیل بنائے دوپٹے سے بے نیاز غصے سے لال چہرہ لیے اسے گھور رہی تھی۔

"اچھا میں جاہل ہوں تو تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے جہالت میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رکھی ہے تم نے یہ سزا تھی جو تم نے معما سے میری شکایت لگائی تھی نہ میں تمہیں وارن کرنے آئی ہوں ملک البشم حسن کہ اپنی خیر مناد تم ابہا مر تھی تمہیں چھوڑے گی نہیں۔"

وہ گلی میں چلا چلا کر اس سے کہہ رہی تھی۔

"کیوں ابہا مر تھی کیا کوئی گوند ہے جو مجھے چپک گئی تو چھوڑے گئی نہیں ہوں۔۔"

وہ نتھے پھلا کر اس پر طنز کر رہا تھا۔

"ابشم تم!۔۔۔"

وہ انگلی دیکھا کر سرخ چہرہ لے کر واپس مڑ گئی تھی جبکہ ابشم کے طنز بھرے ہتھ نے اس کا تب تک پیچھا کیا تھا جب تک وہ اپنا گیٹ عبور نہیں کر گئی تھی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ چھوڑے گی تو وہ بھی نہیں اسے۔ وہ غصے میں اپنے گھر میں داخل ہوئی تھی نیمہ بیگم کیچن میں کھانا بنا رہی تھی اوپن کیچن میں سے انہوں نے ابہا کو غصے میں آتے دیکھا تھا سمجھ تو وہ بھی گئی تھیں کہ پھر سے ابشم کے ساتھ کوئی نیا جھگڑا کر کے آئی ہو گئی۔

"اب کیا نیا کارنامہ کر کے آئی ہو جو منہ لٹکا ہوا ہے تمہارا ضرور ابشم کے سر پر ہی توپ چلا کر آرہی ہو گئی پتہ نہیں کیا بیر ہے تمہارا اس معصوم بچے سے؟"

وہ اب پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھیں۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan

"معصوم اور وہ؟ معما کیا ہو گیا ہے آپ کو کم از کم بات تو وہ کریں جس پر میرے جیسا بندہ یقین کر لے اس کا تو میں وہ حال کرونگی کہ یاد رکھے گا کہ پنگا کس کے ساتھ لیا ہے اس نے مینڈھا کہیں کا ہر وقت بھیں بھیں کرتا رہتا ہے۔"

وہ خود ہی اپنی بات پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑی اور پاس پڑی ہوئی فروٹ باسکٹ سے ایک سیب نکال کر بڑا سا بائٹ لے کر کھانے لگی۔

"شرم کر لو ابھی کتنا بڑا ہے وہ تم سے مجال ہے جو تم اسے بھائی بول دو اور اوپر سے کیسے بد تمیزی سے اس کے بارے میں بول رہی ہو۔"

نعیمہ بیگم تو بے پروائی ڈالتے ہوئے افسوس سے اس سے کہہ رہی تھیں۔
"بھائی!۔۔"

اس نے لفظ بھائی کو تھوڑا لمبا کھنچا تھا۔

"آپ بھائی کی بات کرتی ہیں میں تو اس مینڈھے کو اپنا چہڑا ہی نہ رکھوں۔"

"چھوڑیں آپ اسے یہ برہان نہیں آیا ابھی تک؟"

"بس آنے ہی والا ہے تم بھی تو یونیورسٹی سے سیدھا اس بیچارے البشم سے لڑنے چلی گئی تھی۔"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

انہیں پھر مظلوم ابثم یاد آگیا تھا جبکہ وہ انجان تھیں کہ یہ ابثم کوئی معصوم و صوم نہیں ہے ایک نمبر کا لفتا انسان ہے ایسا صرف ابہا سوچ پائی تھی اگر معما سے کہتی تو یقیناً اس کی جان نکال دیتی۔



اس کے جانے کے بعد وہ واقعی ہی دل کھول کر ہنسا تھا اسے ہمیشہ ابہا کو تنگ کر کے اسے تکلیف پہنچا کر جیسے راحت سی ملتی تھی وہ کھڑکی بند کر کے واپس اپنے بیڈ پر آیا تھا جہاں اس کی کتابیں کھولی ہوئی پڑی ہوئی تھیں۔

"بھائی!"

آنرا اسے پکارتی ہوئی اس کے کمرے میں آئی تھی۔

"کیا ہے اب تمہیں کیوں گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہی ہو۔"

وہ اب منہ بنا کر اس سے کہ رہا تھا۔

"وہ دادو بلار ہی ہیں آپ کو اور معما نے کھانا لگا دیا ہے۔"

"اچھا تم چلو میں آتا ہوں۔"

آنزہ باہر نکل گئی تھی اور وہ نیچے جانے کے لیے اپنی کتابیں سمیٹنے لگا۔ کتابیں سمیٹ کر وہ سیڑھیاں پھلانگ کر نیچے پہنچا تھا دادو اپنے تخت پر براجمان تسبیح کرنے میں مصروف تھیں اس کا پارا تب چڑھا جب اس نے دادو کے پاس بیٹھی ابہا کو دیکھا جو معنی خیز نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ اسے نظر انداز کر کے سیدھا دادی کی جانب متوجہ ہوا تھا جو اس سارے عرصے میں اسے ایسے گھور رہی تھیں جیسے ابھی کہ ابھی کچا چبا جائیں گئیں اسے کافی حد تک معاملہ سمجھ میں آچکا تھا کہ یہ چھیلتر سی لڑکی ضرور دادی سے اس کی شکایت لگانے ہی آئی ہوگئی اس کے منہ میں لمہوں میں کرواہٹ گھل گئی تھی۔

"جی دادی آپ نے بلایا مجھے؟"

دادی نے پہلے کچھ دیر اسے کافی جی بھر کر گھورا تھا اور جب ان کا اسے گھورنے کا شغل ختم ہوا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔

"یہ سلینہ گنی گو مزنی کون ہے؟"

دادی نے ایسے کانفیڈینس سے اس سے سوال پوچھا تھا کہ کچھ دیر تک تو ابشم چہرے پر حیرت لیے منہ کھولے دادی کو دیکھتا رہ گیا تھا اور پھر بھی جب کچھ بھی سمجھ نہ آیا تو بول پڑا۔

"یہ سلینہ گنی گو مزنی کون ہے دادی؟"

چہرے پر از حد معصومیت سجائے وہ حیرت سے دادی سے پوچھ رہا تھا ابہا کو اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو رہا تھا وہ بڑی ہی مشکل سے دادی کے پیچھے بیٹھی اپنے قہقروں کا گلہ گھوٹنے میں مصروف تھی۔

"غضب خدا کا پتہ نہیں لوگوں نے مسلمان لڑکیوں کے کیسے نام رکھے ہیں تو بہ تو بہ ہے تجھے کیا کوئی ڈھنگ کی لڑکی نہیں ملی تھی نام ہی ڈھنگ کا رکھ لیتی۔"

دادی تو اپنی فل فارم میں آچکی تھی۔

"دادی کیا آپ مجھے بتائیں گئی کہ یہ لڑکی کون ہے جس کا ذکر آپ اتنے نیک الفاظ میں کر رہی ہیں؟"

اب کی بار اس نے جھنجھلا کر پوچھا تھا۔

"ارے تیری وہ کیا کہتے ہیں۔۔۔ ہاں گنرل فرینڈ ہے نہ۔"

دادی کے منہ سے گنرل فرینڈ سن کر ابشتم حیرتوں کے سمندر میں غوتے کھاتے کھاتے بچا تھا۔

"دادی گنرل فرینڈ نہیں ہوتا گنرل فرینڈ ہوتا ہے۔"

اس نے اپنی ہنسی دبا کر بڑی ہی مشکل سے ان کی اصلاح کی تھی۔

"ہاں توجو بھی ہوتا ہے تیری تو ہے نہ وہ گو منی پتہ نہیں کیا اتنا دکھا سا نام ہے اس کا۔"

اب کی بار ابشتم قہقہہ لگا کر ہی ہنسا تھا۔

"دادی وہ کر سٹن ہے اور اس کا نام سلینہ گو مزے ہے۔"

اس نے دادی کے علم میں مانواضافہ کیا تھا جس پر دادی تو اپنا سر پیٹ کر رہ گئی تھی۔

"ہائے تجھے عیسائی لڑکی کے علاوہ اور کوئی نہیں ملا تھا آ لینے دے تیرے باپ کو تیری ساری کرتوتیں گن گن کر بتاتی ہوں اسے۔"

دادی اب اپنی عینک سے اسے گھورتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"اف دادی وہ ایک امریکن سنگر ہے۔"

"ہائے مرا سی بھی ہے ابشم تیرا بیرا تر جائے آ لینے دے تیرے باپ کو بس اب تو۔"

دادی کی تو آنکھوں سے جیسے آنسو ہی نکل آئے تھے ابہا کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا اس کا مزید اب وہاں بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا ابشم نے اپنا سر تھاما ہوا تھا اور وہ غصیلی نگاہوں سے ابہا کو دیکھ رہا تھا جس نے دادی کو پتہ نہیں کیا الٹی سیدھی پٹیاں پڑھائی تھیں۔

"اچھا نانو میں چلتی ہوں معما ویٹ کر رہی ہو گئی۔"

وہ ان سے اجازت لے کر خود گیٹ کی جانب بڑھی تھی لان میں پہنچ کر وہ اس قدر ہنسی تھی کہ اسے اپنا

پیٹ دکھتا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ نیچے بیٹھ گئی تھی ہنستے ہنستے اس کی آنکھوں سے پانی نکل آیا تھا۔

"آئزہ نے اسے لان کی طرف جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا وہ اس کے پیچھے آئی تھی۔

"ابھی آپ کی کیا ہوا ہے آپ ایسے کیوں ہنس رہی ہیں؟"

آنزہ نے اسے ہنستے ہوئے دیکھ کر حیرت سے اس سے پوچھا تھا۔

"باہا کچھ نہیں آنزہ میں تو بس ایسے ہی ہنس رہی تھیں چلو چلتی ہوں میں۔"

وہ کہ کر ملک ہاوس کا گیٹ عبور کر گئی تھی۔



لاہور کے ایک پوش علاقے میں وہ دو بڑے بڑے بنگلے بالکل آمنے سامنے تھے درمیان میں صرف ایک سڑک کا فاصلہ تھا دونوں بنگلے درختوں سے ڈھکے ہوئے تھے سائڈوں پر خوبصورت لمبی لمبی کیاریاں بھی تھیں۔ دونوں گھروں پر ملک ہاوس بڑے بڑے حروف میں لکھا ہوا تھا ایک کے باہر نیم پلیٹ تھی جس پر ملک حسن احمد لکھا ہوا تھا اور اس کے نیچے ہی ملک مبشر احمد درج تھا ملک ہاوس کی سربراہ کنیز فاطمہ بیگم تھیں جو کہ حسن احمد اور مبشر احمد کی والدہ محترمہ تھیں اور گھر کی اہم رکن اس گھر کا پتا بھی ان کی مرضی کے خلاف نہیں ہلتا تھا۔

ان کی ایک بیٹی تھی جس کا گھر ان کے گھر کے بالکل سامنے تھا انہیں اپنی بیٹی سے شدید محبت تھی اور اسی وجہ سے وہ اپنی نواسی سے بھی بے پناہ انسیت رکھتی تھیں ابہام رتضی ان کی لاڈلی تھی۔

حسن صاحب کے تین بچے تھے دو بیٹے اور ایک بیٹا بڑا بیٹا ملک شہرام حسن اور چھوٹا بیٹا ملک البشم حسن اور ایک بیٹی تھی آنزہ حسن جبکہ ملک مبشر کے ایک ہی بیٹی تھی رتاج مبشر۔ حسن صاحب کی بیگم رزوانہ جبکہ

مبشر صاحب کی بیگم شگفتہ تھیں رتاج البشم سے بڑی جبکہ شہرام سے چھوٹی تھی۔

سامنے والے گھر پر مرتضیٰ ملک لکھا ہوا تھا جس کا مطلب صاف تھا کہ اس گھر کے مالک مرتضیٰ ملک تھے جن کی بیگم البشم اور شہرام کی نعیمہ پھوپھو تھیں اور ان کے دو بچے تھے بڑی بیٹی ابہا اور اس سے تین سال چھوٹا برہان۔

ابہا مرتضیٰ ایک خوش شکل لڑکی تھی بڑی بڑی بھوری آنکھیں جن پر خام دار پلکیں سجدہ ریز رہتی تھیں بھورے شولڈر کٹ بال جو ہر وقت اونچی پونی ٹیل میں قید رہتے تھے گوری اور صاف رنگت اور گلابی ہونٹوں والی وہ لڑکی مقابل کو زیر کرنے کا ہنر رکھتی تھی پوری سڑیٹ کی وہ رونق تھی حالاکہ لاہور کے پوش علاقوں میں لوگ ایک دوسرے سے زیادہ ملنا جلنا پسند نہیں کرتے لیکن ابہا مرتضیٰ کو اس سوسائٹی میں ہر کوئی جانتا تھا کیونکہ اس کی حرکتیں ہی ایسی تھیں اسے آج تک کبھی کسی نے شلوار قمیض میں ملبوس نہیں دیکھا تھا وہ ہمیشہ کرتوں اور جینز میں ہی پائی جاتی تھی وہ ملنسار تھی مگر ایک شخص سے اسے شدید والی نفرت تھی اور وہ کوئی اور نہیں البشم حسن تھا کوئی نہیں جانتا تھا کہ ابہا اور البشم کا ایک دوسرے سے کیا جھگڑا ہے مگر وہ ایک منٹ بھی کہیں اکٹھے نہیں رہ سکتے تھے بچپن سے سب دیکھتے آرہے تھے کہ وہ دونوں کیسے لڑتے ہیں شروع شروع میں سب نے بہت منع کرنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر بھی جب ان دونوں پر کوئی اثر نہ ہوا تو سب نے کہنا چھوڑ دیا مگر اصل بات تو کوئی تھی بھی نہیں بس وہ ہمیشہ ایک

دوسرے سے ابتر رہنے کی کوشش میں رہتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام کو حسن صاحب آئے تو اس کی پیشی دادی نے ان کے سامنے کروادی تھی سب گھروالے لاونج میں موجود تھے اور وہ ان کی عدالت میں سر جھکائے کھڑا تھا۔

"کیا بتا رہی ہیں اماں کہ تم کسی کر سٹین لڑکی کے چکر میں ہو؟"

وہ چہرے پر غصہ لیے اس سے پوچھ رہے تھے بدلے میں وہ خاموش تھا اسے ابہا پر بے حد غصہ آرہا تھا جو ناجانے کیا آگ بھڑکا گئی تھی۔

"اب بولتے کیوں نہیں ہو بولو نہ خاموش کیوں ہو۔" وہ اب کی بار غصے سے بولے تھے۔

"بھائی جان! آرام سے بات کریں بچے سے۔"

مبشر صاحب نے انہیں ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تھی۔

"بابا ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ امریکہ کی ایک سنگر ہے سٹار ہے سلینہ گو مزے اور وہ اس ابہا کی بچی نے دادی کو بے وقوف بنایا اور ویسی دادی ہیں جنہوں نے اس کی بات پر یقین کر لیا اور پھر میری کوئی بات بھی نہیں سنی۔"

"ابہی نے مجھے خود بتایا تھا کہ اس کا کسی عیسائی لڑکی سے چکر ہے۔"

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

"دادی وہ جھوٹ بول رہی تھی آپ کو پاگل بنا رہی تھی بس۔"

"اماں ابشم ٹھیک کہ رہا ہے ابھی نے ایسے ہی مذاق کیا ہو گا آپ کے ساتھ ورنہ میں اپنے بیٹے کو جانتی ہو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے مگر عیسائی لڑکی سے اس کا چکر نہیں ہو سکتا۔"

رزوانہ بیگم بھی فوری بیٹے کی حمایت میں بولی تھیں۔

"جاوا ابشم بیٹا تم اپنے پیپر کی تیاری کرو۔"

"جی چاچو۔"

وہ کہہ کر وہاں سے نکل گیا تھا مگر بدلہ لینے کا جنون اس کے اندر بڑھ گیا تھا۔ اسے ابہام رتضی سے بے حد نفرت کا احساس ہو رہا تھا اور وہ اس کے ساتھ کچھ بہت ہی برا کرنے کا سوچ چکا تھا کچھ ایسا جو ابہام رتضی کو ہلا کر رکھ دے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح صبح وہ یونیورسٹی کے لیے تیار ہو رہا تھا بلیک پینٹ پر گرے شرٹ پہنے اپنے گھنے کالے سیاہ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے وہ آئینے میں اپنا جائزہ لے رہا تھا شہد رنگ آنکھیں سرخ و سپید رنگ کسرتی جسم وہ خوش شکل نوجوان تھا یونیورسٹی میں بے پناہ لڑکیوں کا نگاہ مرکز ملک ابشم حسن لڑکیوں سے دور ہی بھاگتا تھا اس

Eid ka khas milan by Aiman Khan

لیے اس کی ابہا سے بھی نہیں بنتی تھی۔ اس نے ڈریسنگ ٹیبل سے گاڑی کی چابی اٹھائی اور اپنا بیگ لے کر نیچے ناشتے کی میز پر آگیا جہاں تقریباً سب بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے

"اسلام علیکم صبح بخیر دادی جان!"

اس نے دادی کا ماتھا چوما اور شہرام کے ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا اس کے بابا جان بھی موجود تھے وہاں جو آرام سے اسے ملاحظہ کر رہے تھے۔

"صاحبزادے پیپر کی تیاری بھی کی ہے یا بس ایسے ہی؟"

انہوں نے پڑاٹھے کا لقمہ توڑتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"نہیں بابا میں نے تیاری کی ہے میرا پیپر اچھا ہو گا انشاء اللہ۔"

اس نے سلائس منہ سے کترتے ہوئے پر امید لہجے میں ان سے کہا تھا۔

"آخری پیپر دو آج اور کچھ بزنس کی طرف بھی توجہ دو تمہارا بھائی اکیلا سمجھتا ہے سب کچھ۔"

وہ اسے تنبہ کرتی ہوئی نگاہوں سے کہہ رہے تھے مگر وہ البشم ہی کیا جو ان کی کسی تنبہ پر کان دھرتا انتہائی

ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا۔

"ارے بابا چاچو بھی تو ہیں نہ ساتھ اور پھر آپ بھی تو ہیں کہاں بیچارے بھائی کے کندھوں پر ہے بوجھ۔
ابھی آج ہی تو میں پیپر دونگا پھر کچھ ریٹ کرونگا آفس جوائن کرنے کے بارے میں ابھی میں نے سوچا
نہیں ہے۔"

اس نے جلدی سے ناشتہ ختم کیا اور بیگ لے کر کرسی سے اٹھ گیا مبادا کوئی اور بات ہی نہ کہ دے۔
"بھائی جان بچہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے ابھی اس کے کھیلنے کو دن کے دن ہیں پھر ہم سمجھا ہی تو رہے ہیں
سب کچھ۔"

مبشر صاحب نے ایک بار پھر سے اس کی طرف داری کی تھی جس پر حسن صاحب گہرا ہنکارا بھر کر رہ گئے
تھے۔

"ساری عمر اس کا بچپن ہی ختم نہیں ہونا آج خیر سے اس کا سی۔ اے ختم ہو جائے گا اور ان کے ہیں کہ
کھیلنے کو دن کے شوق پورے ہی نہیں ہو رہے ہیں۔"
وہ سنجیدگی سے کہہ رہے تھے وہ واقعی ہی ایشم کی وجہ سے بہت پریشان تھے جو زندگی کو سنجیدگی سے لے ہی
نہیں رہا تھا۔



آج وہ لائٹ بلو کرتا وائٹ جینز کے ساتھ پہنے ہوئی تھی بالوں کی حسب معمول پونی ٹیل بنائے بغیر کسی میک اپ کے بھی وہ ایسی لگتی تھی کہ لوگوں کی نظر ٹھہر جاتی تھی وہ ابھی ابھی یونیورسٹی پہنچی تھی ابھاکا دوسرا سمسٹر تھا وہ زولوجی میں اونرز کر رہی تھی جبکہ البشم اسی یونیورسٹی سے سی اے کر رہا تھا۔ وہ جیسے ہی یونیورسٹی پہنچی اس کی نگاہوں نے الویرا کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ الویرا ابھاکا کی اکلوتی سہیلی تھی جو اس کے ساتھ سکول کے وقت سے پڑھ رہی تھی ابھاکو ہمیشہ سے زیادہ دوست بنانے سے چڑھتی اس لیے وہ ہمیشہ کم ہی دوست بنایا کرتی تھی۔

وہ ابھی کلائی میں پہنی ہوئی کھڑی دیکھ ہی رہی تھی کیونکہ پیپر شروع ہونے میں بس دس منٹ رہ گئے تھے جب اسے دور سے البشم آتا ہوا دیکھائی دیا تھا اس نے دیکھا تھا کہ کیسے اس کے گیٹ سے اندر آتے ہی لڑکیاں اسے مڑ مڑ کر دیکھ رہی تھی ان کی آنکھوں میں وہ البشم کے لیے ستائش واضح دیکھ سکتی تھی ان کے چہروں سے حسرت ٹپک رہی تھی۔

"ڈفر لڑکیاں اس مینڈھے میں پتہ نہیں کیا نظر آتا ہے انہیں جو ایسے اسے تاڑنے کھڑی ہو جاتی ہیں۔" وہ خود سے ہی بڑبڑا رہی تھی تب تک اس کی نظر الویرا پر پڑ چکی تھی جو ان باقی لڑکیوں کے ساتھ البشم کے دیدار میں مصروف تھی اسے بے ساختہ ایک جھر جھری آئی تھی وہ غصے سے اس کے سر پر پہنچی تھی۔

"اگر اشورجی کے دیدار سے فارغ ہو گئی ہو تو اندر پیپر کو بھی شرف بخش لیں ہم؟"

اس نے اس پر طنز کے خاصے تیر چھوڑے تھے جس پر الویر اپنے ٹرانس سے باہر آئی تھی۔

"یار ابھی تمہارا یہ اینٹگری یگ مین کزن کتنا ہنڈ سم ہے یار قسم سے جب چل کر آتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا

ہے ساری دنیا ہی جیسے رک گئی ہو دل چاہتا ہے اس سے نظر ہٹے ہی نہ بس۔"

وہ گالوں پر ہاتھ رکھ کر کھوئے کھوئے لہجے میں اس سے کہہ رہی تھی جبکہ ابہا کو تو آگ ہی لگ گئی تھی۔

"آریو سیریس الویرا؟ تمہیں اپنی آنکھیں چیک کرانے کی اشد ضرورت ہے وہ کہاں سے ہینڈ سم ہے

مینڈھا کہیں کا۔"

اس نے پھر سے اپنے جلتے ہوئے دل کے پھپھولے پھوڑے تھے۔ اس کی بات سن کر تو الویرا کو غش

آتے آتے رکے تھے۔

"تم پاگل تو نہیں ہو اتنے ہنڈ سم بندے کو تم مینڈھا بول رہی ہو تمہیں پتہ نہیں کیا بیر ہے ان سے پورے

یونی کی لڑکیاں فدا ہیں ابشم پر اور تم ہو کہ عجیب ہی ہو۔"

"اب اپنا یہ ابشم نامہ بند کرو اور چلو اندر خوا مخواہ میں صبح اس کی شکل دیکھ لی کہا بھی تھا معما کو یہاں

میراڈمیشن نہ کرائے جہاں یہ مینڈھا پڑھتا ہے لیکن نہیں بھائی ساتھ ہو گا تو مجھے فکر نہیں ہو گی بھائی مائی

فٹ اسے خوا مخواہ میں میرا بھائی بنایا ہوا ہے ایک سمجھالا نہیں جاتا یہ دوسرا بھی آگیا ہے۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی ہی کلاس کی جانب بڑھ گئی تھی اس کا موڈ سخت خراب ہو گیا تھا۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan

وہ پیپر دے کر باہر نکلی تھی جب سامنے سے ایک لڑکا آیا تھا اور زور سے اس سے ٹکرایا تھا ابہا کا بازو زور سے اس سے لگا تھا۔

"اوائے اندھے ہو کیا دیکھ کر نہیں چل سکتے آنکھیں ہیں یا بندے فٹ کیے ہوئے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتا۔"

وہ پورے کوریڈور میں زور زور سے اس پر چلا رہی تھی جبکہ رزم راجپوت کا چہرہ ضبط سے سرخ پڑ رہا تھا زندگی میں پہلی بار کوئی لڑکی اس پر اس طرح چلا رہی تھی وہ کسی کی معمولی بات برداشت نہیں کرتا تھا تو اس کی اتنی باتیں کیسے سن لیتا اس نے ایک لمبے کی تاخیر کیے بغیر ابہا کو بازو سے تھاما تھا اور اسے دیوار سے لگایا تھا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔

"تمہاری جرات کیسے ہوئی مجھ سے ایسے بات کرنے کی تم نے کیا سمجھا تھا تم مجھ پر چلاؤ گی اور میں چپ چاپ سن لوں گا نیور میں سوری کرنے والا تھا کہ غلطی سے ہو گیا مگر تم یاد رکھنا میں اپنی بے عزتی کبھی نہیں بھولتا۔"

ابھی بھی ابہا کی کلائی رزم کی گرفت میں تھی اور وہ ایسے ہی دیوار سے لگی حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی ابشم نے کوریڈور میں کھڑے سٹوڈنٹس اور پھر اس کے بعد ابہا کو دیوار سے لگے اور اس کی کلائی

Eid ka khas milan by Aiman Khan

رزم کے ہاتھ میں دیکھی تو اس کا خون ایک دم کھول اٹھا تھا وہ تیزی سے ان کی جانب بڑھا تھا اور رزم کی گرفت سے ابہا کی کلائی آزاد کرائی تھی۔

"ہاؤڈے یو ٹوٹچ ہر؟"

اس نے چلا کر کہا تھا اور آج پہلی بار سب سٹوڈنٹس ملک البشم حسن کو غصے میں چلاتے ہوئے سن رہے تھے اس کا سرخ و سپید چہرہ لال ہو رہا تھا۔

"تم کون ہو جو یہاں ٹپک پڑے اس لڑکی نے مجھ سے چلا کر بات کی ہے انسلٹ کی ہے میری سب کے سامنے۔"

رزم نے البشم سے کہا تھا جس پر البشم کو اور غصہ آیا تھا۔

"تو اس کا کیا مطلب تھا تم اس کو ہاتھ لگاؤ آئندہ اگر ہاتھ لگایا نہ تو ہاتھ توڑ دوں گا۔"

البشم نے اسے دھمکی دی تھی لیکن وہ اس بات سے انجان تھا کہ مقابل رزم راجپوت ہے۔

"میں تم دونوں کو چھوڑوں گا نہیں یاد رکھنا تم۔"

اس نے انگلی اٹھ کر تنہی کی تھی جیسے البشم نے ہوا میں اڑایا تھا مگر وہ انجان تھا کہ یہ جھڑپ اسے کتنی مہنگی پڑنے والی ہے۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan

رزم وہاں سے جاچکا تھا جب البشم دیوار کے ساتھ لگی ابہا کی طرف متوجہ ہوا تھا جو اس سارے معاملے سے بے نیاز کھڑی تھی جیسے البشم اس کے لیے نہیں کسی اور کے لیے جھگڑ رہا ہو۔

"آئینہ آگر تم مجھے فضول لوگوں کے ساتھ بٹنگ لیتی نظر آئی نہ تو دیکھنا پھر۔"

اس نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تھا۔

ابہا نے اپنے ہاتھ سے اس کی اٹھی ہوئی انگلی نیچے کی تھی۔

"یہ حکم نہ کسی اور پر جا کر چلانا میں وہی کرونگی جو میرا دل کرے گا سمجھے نہ اور ڈرتی تو نہ میں اس سے ہوں

اور نہ ہی تم سے مجھے اپنی حفاظت کرنی اچھے سے آتی ہے۔"

اس نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا تھا۔ البشم کا ضبط بھی اب جواب دے گیا تھا۔

"لسن مس چمکاؤ کی شکل والی مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے مفت میں تمہاری مدد کرنے کا وہ تو بس پھوپھو

کی عزت کی وجہ سے آگیا اور تم مت سمجھنا کہ میں نے تمہاری کل والی غلطی کی تمہیں معافی دے دی ہے

ایسا ہر گز نہیں ہوا ہے تمہارے ساتھ تو میں وہ کرونگا نہ ابہا مر تھی کے تم ساری زندگی ملک البشم کو یاد

رکھو گی۔"

وہ کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا تیزی سے نکل گیا تھا جب کہ ابہا کے منہ پر طنز بھری مسکراہٹ ابھری تھی

جس میں ملک البشم کا مذاق واضح اڑایا گیا تھا۔

ابنم کے جانے کے بعد وہ وہاں کھڑے سٹوڈنٹس کی طرف متوجہ ہوئی تھی جو سارا شو بڑی ہی دلچسپی سے دیکھ رہے تھے ابہا کے ماتھے کے بل کچھ اور گہرے ہوئے تھے اور پھر ان بلوں کی جگہ غصے نے لے لی تھی وہ ان سب کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"میلہ ختم ہو چکا ہے سب اپنی ٹکٹ کے پیسے یہاں جمع کرائیں اور اپنی اپنی تشریف کاٹو کر اٹھا کر لے جائیں۔"

اس نے کچھ ایسے انداز میں کہا تھا کہ سب شرمندہ سے ہو کر وہاں سے چلے گئے تھے۔
"ہوں جہاں دو لوگ کھڑے نہ ہوئے وہی تماشہ دیکھنے آ جاتی ہے عوام۔"
وہ اپنی بھڑاس نکال کر الویرا کی جانب متوجہ ہوئی۔

"چلو اب تم بھی یہاں سے کہ کوئی جھولا لینا باقی رہ گیا ہے۔"
اس نے ایک تیر اس پر بھی پھینکا تھا جس سے وہ سٹپٹا گئی تھی۔
"توبہ ہے ابہا کبھی سکون بھی کر لیا کرو ہر وقت مرچیں ہی چباتی رہتی ہو۔"
وہ اسے لے کر یونیورسٹی کے گیٹ کی جانب بڑھ گئی تھی۔

وہ غصے کی کیفیت میں ہی اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اسے ابہا پر انتہا سے زیادہ غصہ آ رہا تھا۔

"مجھے بھی کیا ضرورت تھی ہیر و بن کر اس کی مدد کرنے کی بھگتی خود ہی ایویں فضول میں میں اس رزم راجپوت سے الجھا چکا ڈر کہیں کی۔"

ایک بار پھر سے اس کے منہ میں کرواہٹ گھل گئی تھی۔

اس نے گاڑی پورچ میں کھڑی کی اور تیزی سے مین ڈور کھول کر اندر چلا گیا لانچ میں رتاج اور آئزہ دونوں چائے کے ساتھ کوئی ڈرامہ دیکھنے میں مصروف تھیں اسے ایسے غصے سے بھرے ہوئے آتے دیکھا تو دونوں ہی اپنی جگہ حیران رہ گئی تھیں کیونکہ وہ اٹلیسٹ یونیورسٹی سے اتنے خراب موڈ کے ساتھ واپس نہیں آتا تھا۔

وہ صوفے پر بیگ پھینک کر وہی پشت صوفے سے ٹکا کر ڈھیر ہو گیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اسی پوزیشن میں رہا تھا جب پھر بھی وہ سیدھا نہ ہوا تو رتاج نے پریشانی سے آئزہ کی جانب دیکھا تھا جس نے کندھے اچکا کر اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔

"ابنم کیا بات ہے تم ایسے کیوں بیٹھے ہو چائے پیو گئے کیا؟"

اس نے آہستہ سے اس سے پوچھا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی جب اس کو غصہ آتا یا موڈ خراب ہوتا وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔

"کچھ نہیں آپ میرا موڈ بس ایک شخص کی وجہ سے ہی خراب ہو سکتا ہے۔"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

اس نے منہ بنا کر کہا تھا رتاج اور آئزہ نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا اور پھر دونوں ساتھ بولی تھیں۔

"اب کیا کر دیا اس نے؟"

ابشم نے پوری آنکھیں کھول کر ان دونوں کو دیکھا تھا جن کے چہرے پر بیزاری واضح تھی۔

"کچھ نہیں کیا اس صدا کی معصوم چمکا دڑنے بہت معصوم ہے وہ۔"

وہ منہ بنا کر کہہ کر وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا جبکہ وہ دونوں کھکھلا کر ہنس دی تھیں۔

"ان دونوں کا کبھی کچھ نہیں ہو سکتا۔"

آئزہ نے ہنستے ہوئے رتاج سے کہا تھا جس نے اس کی تائید کی تھی دنیا ادھر کی ادھر ہو سکتی تھی مگر ابشم اور ابہا نہیں۔

وہ پھر سے اپنے ڈرامے میں مشغول ہو گئی تھیں۔

وہ اپنے کمرے میں آکر بیڈ پر ڈھیر ہو گیا تھا اس کا خون کھول رہا تھا اسے جلد ہی کچھ کرنا تھا ورنہ بدلے کی

آگ اسے اندر ہی اندر سلگا رہی تھی۔



نعیمہ بیگم اور مرتضیٰ صاحب شام کو لاونج کے ساتھ بنے ڈائینگ ہال میں بیٹھے ہوئے تھے پاس ہی برہان اپنی کوئی اسائنمنٹ بنانے میں مصروف تھا ہفتے کی شام تھی ابہا کے پیپر بھی ختم ہو چکے تھے وہ پاس ہی بلیک ٹی شرٹ گرے ٹراؤز کے ساتھ پہنے بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھے ٹی وی پر کوئی ہارر فلم دیکھنے میں مصروف تھی اس کی مکمل توجہ ٹی وی کی جانب تھی۔ فلم میں کوئی ڈراونہ سین چل رہا تھا اس نے اپنا سر گھٹنوں میں دیا ہوا تھا اور اپنے گھٹنوں کے گرد بازو جھائل کیے وہ بغیر کسی حرکت کے فلم دیکھ رہی تھی۔ پاس پڑے ہوئے لینڈ لائن کی گھنٹی اس خاموش لاونج میں بہت زیادہ گونجی تھی اور اس کے ساتھ ہی ابہا کی چیخ بھی۔

نعیمہ بیگم نے آگے بڑھ کر ٹی وی لاونج کی لائٹ جلائی تھی اور پھر ابہا کو گھورا تھا۔
"حد ہو گئی ہے بھی لائٹ بند کر کے تم یہ فضول سی فلم دیکھ رہی ہو اور ساتھ میں خوفزدہ بھی ہو رہی ہو
اگر اب چیخ ماری نہ تو ٹی وی بند کر دوں گی میں سمجھی نہ؟"
وہ اسے ابھی گھور ہی رہی تھیں جب فون کی گھنٹی ایک بار دوبارہ بجی تھی ابہا نے اپنی امڈتی ہوئی چیخ کو منہ پر ہاتھ رکھ کر بڑی ہی مشکل سے روکا تھا تب تک نعیمہ بیگم فون کی جانب بڑھ چکی تھیں وہ فون سن کر انہوں نے واپس کرائیڈل پر رکھا تھا تب تک ابہا ان کی جانب ہی متوجہ تھی۔
"کیا ہوا کس کا فون تھا؟"

اس نے پاپ کارن منہ میں رکھتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔
"وہ تمہاری نانوتھیں فون پر کہ رہی تھیں دوپہر کو کھانا ان کی طرف کھانا ہے کوئی ضروری باتیں کرنی ہیں تو میرا اور تمہارے بابا کا ہونا ضروری ہے۔"

انہوں نے اسے فون پر ہونے والی گفتگو بتائی تھی۔

"یعنی کہ میں اور برہان گھر پر ہی رہے گئے نہ؟"
وہ جیسے خوش ہو گئی تھی کہ ابشم کی شکل دیکھنے سے بچ جائے گی لیکن نعیمہ بیگم نے اس کی خوشی لمہوں میں غارت کی تھی۔

"نہیں تم دونوں بھی ساتھ چلو گے انہوں نے سب کو کہا ہے آنے کے لیے۔"
ان کی بات سن کر اس نے منہ بنایا تھا اور دوبارہ اپنی فلم کی جانب متوجہ ہو گئی تھی جہاں ایک اور ڈراونہ سین چل رہا تھا۔

"معمایلاٹ بند کر دیں ایسے مزہ نہیں آئے گا۔"

اس نے انہیں لائٹ بند کرنے کو کہا تھا جس پر انہوں نے اسے گھورا تھا اور پھر لائٹ بند کر کے دوبارہ ڈائمنگ ہال کی جانب چل دی تھیں جہاں مرتضیٰ صاحب برہان سے اس کی پڑھائی کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan



رات کا پہر تھا اس کا شیطانی ذہن جلدی سے منصوبہ ترتیب دے رہا تھا بس اسے مدد درکار تھی وہ برہان کو فون کر کے پہلے ہی پتہ کر چکا تھا کہ ابہا کی کیا مصروفیت رہی ہے آج وہ دبے پاؤں اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا اس کا رخ اب شہرام کے کمرے کی جانب تھا۔ اس نے اس کے کمرے کے باہر پہنچ کر ہلکی سی دستک دی تھی وہ جانتا تھا کہ شہرام اس وقت ضرور آفس کا کوئی کام کر رہا ہو گا اندر سے کم ان کی آواز سنائی دی تو وہ دروازہ دھکیل کر اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔

شہرام اسے دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"ابشم تم سوئے نہیں ابھی تک؟"

اس نے ابشم سے پوچھا تھا۔

"شیش! بھائی آہستہ بولیں کوئی سن لے گا۔"

شہرام نے اسے کڑے تیوروں سے گھورا تھا اور بھر اس کی جانب متوجہ ہو کر بولا تھا۔

"تم تو مجھے ایسے خاموش کر رہے ہو جیسے میں تمہاری کوئی گرل فرینڈ ہوں اور رات کے اس پہر تم کسی

غلط نیت سے میرے کمرے میں آئے ہو۔"

شہرام نے جو نقشہ اس لمحے اس کی آمد کا کھنچا تھا اس پر بے ساختہ ابشم کو ایک جھر جھری آئی تھی۔

"لا حول الاستغفر واللہ بھائی کیسی باتیں کر رہے ہیں میں تو کسی اور کام سے آیا تھا یہاں۔"

ابشم نے جھنجھلا کر اسے اپنی آمد کی وجہ بتائی تھی۔

"اچھا کام بولو دیکھو میں کوئی بھی فضول حرکت نہیں کرونگا تمہارے ساتھ مل کر یاد رکھنا تم۔"

اس نے انگلی اٹھا کر پہلے ہی اسے وارن کیا تھا۔

"بھائی! میرے پیارے بھائی!"

اس نے شہرام کی گردن دبوچی تھی۔

"ابشم کیا مسئلہ ہے ضرور کوئی الٹی حرکت کرنی ہوگی۔"

شہرام نے شکی نظروں سے ابشم کو دیکھا تھا۔

"بھائی بس ایک دفعہ ہیلپ کر دیں پلیز اس ابہا کو مزہ تو چکھانا ہی ہے اس نے مجھے دادی اور بابا دونوں سے

ڈانٹ پڑوائی تھی دیکھیں ادھر یہ میری معصوم شکل آپ کے اس معصوم چھوٹے بھائی کی کیسے بابا نے

عدالت لگائی تھی دیکھا تھا نہ آپ نے؟"

چہرے پر معصومیت طاری کیے وہ فل فارم میں شہرام کو ایموشنل بلیک میل کر رہا تھا۔

"اچھا کرنا کیا ہے؟"

شہرام ہمیشہ کی طرح ایک بار پھر اپنے چھوٹے بھائی کے آگے ہار گیا تھا۔

"بھائی کرنا یہ ہے کہ۔۔۔۔ اور پھر اس نے ساری پلینگ شہرام کے گوش گزار کی تھی۔۔"

جسے سن کر شہرام لمبے میں چکرا گیا تھا۔

"پاگل ہو کیا تم اگر وہ ڈر کی وجہ سے بے ہوش و یوش ہو گئی یا اس کا ہارٹ فیل ہو گیا تو؟"

شہرام کے چہرے پر گھبراہٹ واضح تھی۔

"ارے بھائی آپ فکر مت کریں دنیا پر سے بوجھ اتنی جلدی ہٹنے والا نہیں ہے یہ ابہام رضی سب کو مار کر

ہی مرے گی۔"

اس نے تو جیسے ہاتھ جھاڑے تھے۔

وہ دونوں کچھ ہی دیر میں سامان سمیت دبے پاؤں کمرے سے باہر تھے اور پھر سیڑھیاں عبور کرتے ہوئے

مین ڈور کھول کر پورچ کروں کر کے گیٹ کی جانب آئے تھے جہاں چوکی دار بیٹھا اونگ رہا تھا پہلے تو اسے

اونگتے ہوئے دیکھ کر شہرام کو غصہ آیا تھا لیکن البشم نے اس کی بازو کھینچ کر گیٹ کی جانب توجہ مبذول

کرائی تھی تو دونوں آہستہ سے گیٹ کھول کر باہر نکل آئے تھے باہر سناٹوں کا راج تھا ہر طرف گھپ

اندھیرا چھایا ہوا تھا وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے مرتضیٰ ہاؤس کے سامنے تھے۔

"البشم ایک بار پھر سوچ لو بابا یاد دی کو پتہ چلا نہ تو بڑا برا حال ہو گا۔"

شہرام نے اسے ڈرانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ البشم ہی کیا جو ڈر جائے۔

"کچھ نہیں ہوتا آپ نے بس یہاں رک کر دھیان رکھنا ہے میں بس ابھی آیا۔"

وہ شہرام کو وہاں کھڑا کر کے خود پھرتی سے گیٹ پھلانگتا تھا اس کی خوش قسمتی تھی کہ اس لمحے چوکی دار گیٹ پر موجود نہیں تھا ورنہ پھر برا ہو سکتا تھا۔

وہ گیٹ پھلانگ کر پچھلی طرف والی بالکونی کی جانب آیا تھا اس بالکونی میں ہی ابہا کے کمرے کی کھڑکی کھلتی تھی۔ اس نے اپنے بندر ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے پائپ تھامتا تھا اور اسی کا سہارا لے کر اوپر بالکونی میں چڑھتا تھا۔ بالکونی میں پہنچ کر اس نے احتیاط سے اس کی کھڑکی کھولی تھی اور خود اندر کی جانب بڑھتا تھا اندر پہنچ کر اس نے سائیڈ پر پڑی ہوئی رائیٹنگ ٹیبل پر بائیں جانب نیچے کی طرف وہ ٹیپ فٹ کی تھی جو وہ اپنے ساتھ بھر کر لایا تھا اور پھر سب کچھ واپس سیٹ کر کے وہ بالکونی کی جانب بڑھتا تھا۔ اس لمحے اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی اس نے ایک نظر کروٹ میں لیٹی ابہا کو دیکھا اور پھر ایک نظر اس ٹیپ کو۔

"اب آئے گا مزہ بڑا شوق ہے تمہیں مجھ سے پنگے لینے کا اب پتہ چلے گا کہ ملک البشم سے پنگا لینے کا انجام ہوتا کیا ہے۔"

وہ خود سے کہہ کر جلدی سے واپس بالکونی کی جانب آیا تھا اور پھر اسی پائپ سے نیچے اتر گیا تھا اور پھر گیٹ سے باہر آگیا جہاں شہرام اس کا بے صبری سے انتظار کر رہا تھا۔

"کہاں رہ گئے تھے تم اگر چوکی دار واپس آجاتا تو کیا کرتے ہم؟"

"اف بھائی ایک تو آپ ڈرتے بہت ہیں کچھ ہوا تو نہیں نہ کیا چوکی دار واپس آیا؟ نہیں نہ تو۔"

"چلو اب۔"

اس نے اسے چلنے کے لیے کہا تو دونوں اپنے گھر واپس آ گئے۔

"لیکن اب ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ وہاں ہو کیا رہا ہے؟"

شہرام نے تجسس سے اس سے پوچھا تھا۔

"ایسے۔"

اس نے اپنی جیب سے اپنا موبائل نکالا تھا اور ساتھ میں ایک ریموٹ بھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہی تھی جب اچانک کمرے میں پر سرار سی فون کی گھنٹی بجی تھی اسے نیند میں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہو۔ مسلسل بجتی ہوئی گھنٹی سے اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔

اس کے کمرے میں تو لینڈ لائن فون تھا ہی نہیں تو یہ گھنٹی کی آواز کہاں سے آرہی تھی اس کے حواس لمہوں میں بیدار ہوئے تھے اس نے نیند میں ڈوبی ہوئی آنکھوں سے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا تھا لیکن

کہیں سے بھی کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا اسے لمہوں میں فلم میں بجنے والی گھنٹی یاد آئی تھی اور اسی کے ساتھ اسے اپنی جان ہوا ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی گھنٹی کی مسلسل آتی ہوئی آواز ایک دم بند ہوئی تھی۔

وہ پوری کی پوری پسینے میں بھیگ چکی تھی ڈر کے مارے اس نے اپنے منہ پر کمفٹرز سے لے لیا تھا کچھ لمہے خاموشی کی نظر ہوئے تھے اسے اپنا آپ اس لمہے فلم میں کام کرنے والا وہ کردار محسوس ہو رہا تھا جو اسی طرح رات کو اپنے کمرے میں سو رہی تھی اور پھر گھنٹی بجی تھی۔ کچھ لمہوں کے بعد کمرے کی پرسوز خاموشی میں گھنگھروں کی تیز چھنکار گونجی تھی ابہا کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا اس نے ہمت کر کے پوچھا تھا۔

"کو۔۔۔ کون ہے یہاں؟"

خوف کے باعث حلق سے اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی مگر گھنگھروں کی چھنکار مسلسل جاری تھی وہ اپنا بستر چھوڑ کر بیڈ سے نیچے اتری تھی اور چیختے ہوئے کمرے سے باہر بھاگی تھی۔

دوسری طرف البشم اور شہرام موبائل پر اس کے خوف کا ایک ایک منظر دیکھ رہے تھے دونوں کا ہنس ہنس کر ہر حال تھا۔

"البشم بس کرو اب وہ بیچاری بہت ڈر گئی ہے مزید نہیں کرو۔"

شہرام نے اپنی ہنسی کو بریک لگاتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"میرا ایک پرسنٹ بھی اس پر رحم کھانے کا دل نہیں کرتا ہے۔

اس نے عجیب منہ بنا کر کہا تھا جس پر شہرام ایک گہرا سانس بھر کر رہ گیا تھا۔

"ابنم ایک لمبے کے لیے سوچ لو اگر تمہیں ابہا سے محبت ہو جائے پھر؟"

اس نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوال پوچھا تھا اور جواب کے انتظار میں منتظر نگاہوں سے

اس کی جانب دیکھا تھا۔

"محبت نام کا لفظ میری ڈکشنری میں نہیں ہے بھائی اور اگر محبت ابہا سے ہو تو ایسی ڈکشنری کو میں خود آگ

لگا دوں گا۔"

اس نے بے حد سنجیدگی سے کہا تھا اس کی باتیں سن کر شہرام ایک دم چونک سا گیا تھا۔

"اس سے اتنی نفرت کی کوئی خاص وجہ؟"

اب کی بار اس نے سیدھا سوال کیا تھا۔

"لڑکیوں کو نہ اپنی حدود میں ہونا چاہیے لیکن ابہا مر تھی بچپن سے میرے ساتھ مقابلہ کرتی آرہی ہے

بات بات پر لڑنا جھگڑنا بد لہ لینا زبان چلانا یہ سب باتیں مجھے اس سے لڑنے اور نفرت کرنے پر مجبور کرتی

ہیں۔"

ابتم نے تفصیل سے انتہائی سنجیدگی سے اس سے کہا تھا۔

"گڈنائٹ میں چلتا ہوں آپ بھی سو جائیں۔"

اس نے اسے ہاتھ ہلایا اور اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اس کے جانے کے بعد شہرام

صرف اس کی باتیں سوچتا رہا۔

"کیا ساری بولڈ لڑکیوں کو معاشرہ اور لڑکے پسند نہیں کرتے۔"

وہ صرف خود سے سوال کر کے رہ گیا تھا جبکہ جواب اس کے پاس نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پورے گھر میں اس کی دلخراش چیخیں گونج رہی تھیں وہ آندھا دھند بھاگ رہی تھی نعیمہ بیگم اور مرتضیٰ

صاحب کے کمرے کا دروازہ اس نے دھڑام سے کھٹکایا تھا ساتھ میں وہ پیچھے مڑ کر بھی دیکھ رہی تھی تھوڑی

دیر بعد ہی انہوں نے دروازہ کھول دیا تھا اور ابہا کی حالت دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی تھیں وہ مسلسل کانپ

رہی تھی اور گاہے بگاہے پیچھے مڑ کر بھی دیکھ رہی تھی۔

"ابہا میرے بچے کیا ہوا ہے؟"

نعیمہ بیگم نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے پریشانی سے اس سے پوچھا تھا۔

"وہ۔۔۔ وہ معما!۔"

اس کی آواز بمشکل ہی حلق سے نکل رہی تھی۔

"ہاں بولو کیا؟"

انہوں نے ایک بار پھر اسے بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے پوچھا تھا۔

"میرے کمرے میں کوئی ہے معما۔"

اور اسی کے ساتھ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے ضرور تم نے کوئی ڈروانہ خواب دیکھا ہو گا۔"

انہوں نے اپنی طرف سے ایک درست اندازہ لگانے کی کوشش کی تھی۔

"چلو میں چلتی ہوں تمہارے ساتھ دیکھتی ہوں کہ کون ہے۔"

انہوں نے اسے شانوں سے تھاما اور اپنے ساتھ لے کر اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

اس کے کمرے میں پہنچ کر انہوں نے اچھی طرح پورے کمرے کا جائزہ لیا تھا مگر انہیں وہاں کوئی بھی

نہیں دکھا تھا وہ واپس اس کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔

"کوئی بھی نہیں ہے ضرور تم ڈر گئی ہو گی منع بھی کیا تھا وہ فلم مت دیکھو پھر تمہیں ڈر لگے گا مگر تم منع ہو

پھر نہ۔"

وہ خفگی بھرے لہجے میں اس سے کہ رہی تھیں اور ساتھ ہی انہوں نے اسے لیٹنے کا اشارہ کیا تھا وہ لیٹ گئی تھی انہوں نے اس کے اوپر کمفٹر درست کیا اور جانے لگی تھیں جب اس نے پھر سے ان کی کلائی تھامی تھی۔

"معامت جائیں پلیز مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

وہ انہیں اس لمبے بالکل ہی چھوٹی سی بچی لگی تھی جو اوپر سے خوب پھنے خان بنتی تھی پر دل چڑیا جتنا لے کر گھومتی تھیں۔

"او کے میں یہی ہوں تم سو جاو۔"

انہوں نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانی شروع کیں تو اسے بالکل پتہ نہیں چلا کہ کونسے پہر وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح صبح ملک ہاوس میں خوب چہل پہل تھی رزوانہ اور شگفتہ بیگم ملازمین کے ساتھ کیچن میں گھسی دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں سارا مینیو دادی کا ڈیسا بیڈ کیا ہوا تھا۔

حسن اور مبشر صاحب لاونج میں بیٹھے اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے ساتھ میں ٹی وی پر کوئی ٹاک شو بھی چل رہا تھا دن کے ساڑھے گیارہ بجے کا وقت تھا شہرام تو اپنے کسی دوست سے ملنے باہر نکلا تھا جبکہ وہ لمبی تان

کردن چڑھے تک مزے سے خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا اس کی سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہوا الارم کلاک کوئی پانچویں بار الارم بجا رہا تھا مگر ملک البشم حسن تو ایسے سو رہے تھے جیسے صدیوں سے ان کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔ الارم کلاک ایک بار پھر سے اپنا گلا پھاڑنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا مگر حیرت انگیز طور پر اب کی بار وہ نیند سے تھوڑا بیدار ہو ہی گیا تھا۔ نیند میں ڈوبی ہوئی کیفیت میں اس نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر پڑا ہوا کلاک تھاما تھا اور جب اس کی نظر گاڑی کے ہندسوں پر گئی تو اس کی ساری غنودگی لمہوں میں ہوا ہوئی تھی۔

کلاک دن کے ساڑھے گیارہ بج رہی تھی وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔

"مارے گئے اب بیٹا البشم تو نہیں بچتا ملک صاحب کی پھٹکار سے تیری تو خیر نہیں ہونی اب۔"

وہ خود سے ہی کہہ رہا تھا اس نے مزید وقت ضائع کیے بغیر بستر سے چھلانگ لگائی تھی اور واڈروب سے اپنے کپڑے لے کر واش روم کی جانب دوڑ لگائی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا۔ اس نے اوپر ریلنگ سے جھک کر نیچے کا منظر

دیکھنے کی کوشش کی تھی پر یہ کیا ملک صاحب تو لاونج میں ہی بیٹھے ہوئے تھے اسے اپنے چہرے پر ننھے

ننھے پسینے کے قطرے محسوس ہو رہے تھے وہ اخبار پڑھنے میں مشغول تھے ان کے چہرے کے آگے اخبار

Eid ka khas milan by Aiman Khan

تھا مطلب وہ نظر بچا کر نکل سکتا تھا اس نے احتیاط سے پھونک پھونک کر سیڑھیاں پار کیں تھیں آخرہ سیڑھی پر پہنچا تھا وہ ابھی بھی اخبار چہرے کے آگے کیے پڑھنے میں مصروف تھے۔

مبشر صاحب کو اس نے منہ پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا اس کی حالت دیکھتے ہوئے وہ بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ سیڑھیاں اتر کر ان کے صوفے کے پیچھے سے ہو کر ناشتے کی غرض سے کچن میں جانا چاہتا تھا پر ہائے رہے قسمت۔

"صبح ہو گئی ہے آپ کی جناب ابتم صاحب؟"

حسن صاحب نے چہرے سے اخبار ہٹا کر فولڈ کر کے سائیڈ پر رکھا اور اسے گھورتے ہوئے سوال پوچھا تھا۔

"وہ۔۔ وہ قسم لے لیں ملک صاحب میں تو صبح ساڑھے پانچ بجے کا اٹھا ہوا ہوں وہ بس میں ابھی اوپر گیا تھا۔"

اس نے نگاہیں جھکا کر جھوٹ بولنے کی کوشش کی تھی۔

"اچھا صبح پانچ بجے سے اٹھے ہوئے ہیں آپ؟"

انہوں نے اسے سکون سے گھورتے ہوئے پوچھا تھا۔

"جہ جی۔"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

"تو ہم کیا سارے راتوں رات آندھے ہو گئے ہیں جو تم اس گھر میں صبح سے دندنا رہے تھے اور ہمیں نظر نہیں آئے۔"

"ملک صاحب زرا بات سنیں گئے پلیز؟"

رزوانہ بیگم نے البشم کی جان چھڑوانے کے لیے حسن صاحب کو کیچن میں بلا لیا تھا وہ جو نہی اٹھ کر گئے اس کی اکھڑی ہوئی سابس بحال ہوئی تھی۔

"اف ایک نمبر کے ہٹلر بھائی ہیں چاچو آپ کے مجھ معصوم کا صبح صبح ہی خون خشک کر دیا۔"

وہ اب مبشر صاحب کے شانے سے لگ کر دھاہیاں دے رہا تھا۔

"شرم کرو تمہارے بابا ہیں وہ اور تم کیسے انہیں ملک صاحب کہتے رہتے ہو۔"

"ہا ہا جو پیار ملک صاحب کہنے میں ہے وہ بابا میں کہا۔"

اس نے کہہ کر ایک آنکھ دبائی تھی اور وہی صوفے پر ڈھیر ہو گیا تھا۔ بڑی مشکل سے اس کی جان جو بچی تھی۔



رات بھر وہ خوف کے زیر اثر رہی تھی جس کے باعث صبح وہ ہلکی نقاہت اور بخار میں مبتلا ہو گئی تھی وہ ہمیشہ صبح جلدی اٹھنے کی عادی تھی مگر ابھی تک اس کی بستر چھوڑنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی دروازہ ناک ہوا تو اس نے ناک کرنے والے کو اندر آنے کی اجازت دی تھی ملازمہ اس کی معما کا پیغام لے کر آئی تھی۔

"ابہابی بی! بیگم صاحبہ آپ کو بلارہی ہیں نیچے کہ رہی ہیں کہ جانا نہیں ہے کیا؟"

"ٹھیک ہے آپ چلیں میں آتی ہوں۔"

ملازمہ اثبات میں سر ہلا کر باہر نکل گئی اور وہ بستر سے اٹھ کر واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر باہر نکلی تھی بلیک جینز کے ساتھ گرے کرتا پہنے گیلے بالوں کو ڈرائیر سے خشک کر کے انہیں پونی میں قید کیا اور سیڑھیاں اتر کر نیچے چلی آئی جہاں نعیمہ بیگم ملازمہ سے صفائی کروا رہی تھیں۔

"گڈ مارننگ معما!"

اس نے انہیں سلام کیا اور ڈائمننگ ٹیبل پر جا کر بیٹھ گئی۔

"کیا بات ہے ابھی تم آج اتالیٹ کیوں اٹھی؟"

وہ پریشان ہو کر اس سے پوچھ رہی تھیں۔

"جی وہ بس تھوڑا سا بخار ہے۔"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

اس نے لا پرواہی سے کہا تھا۔ وہ پریشانی سے آگے بڑھی تھیں اور اس کا ماتھا چھوا تھا جو بخار سے تپ رہا تھا۔

"یہ تھوڑا بخار ہے؟"

وہ خفگی سے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔

"میں ٹھیک ہوں معما آپ فکر مت کریں اور پلیز مجھے کچھ کھانے کے لیے دے دیں۔"

"اوکے کچھ کھا کر دوا بھی لو سمجھی نہ پھر تمہاری نانو کی طرف بھی جانا ہے ان کا دوبارہ فون آچکا ہے اگر تم

اچھا محسوس نہیں کر رہی ہو تو تم گھر پر ہی رک جاؤ۔"

انہوں نے اس کے آگے ناشتے کی ٹرے رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں میں نہ گئی تو نانو ناراض ہو جائیں گی اور یہ بابا اور برہان نظر نہیں آرہے ہیں کدھر ہے دونوں؟"

اس نے منہ میں لقمہ ڈالتے ہوئے ان سے پوچھا تھا۔

"ارے وہ دونوں تو جا بھی چکے ہیں میں ہی تمہارے اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی مبشر بھائی کی کال آئی تھی

تمہارے بابا کو تو وہ برہان کو ساتھ لے کر چلے گئے ہیں۔"

انہوں نے ارد گرد سے چیزیں سمیٹتے ہوئے کہا تھا۔

"چلیں پھر ہم بھی چلتے ہیں۔"

"ہاں لیکن پہلے دوالے لو۔"

"اوکے آپ ریڈی ہو جائیں میں دواکھا کر آتی ہوں۔"

وہ ان کی جانب مسکراتی نظروں سے دیکھ کر اوپر کی جانب بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملک ہاؤس میں دوپہر کے کھانے پر سب اکٹھے ہوئے ہوئے تھے سب نے مل کر کھانا کھایا تھا آج پہلی بار اکٹھے کھانا کھاتے ہوئے ابشم اور ابہا کی کوئی بھیس کوئی لڑائی نہیں ہوئی تھی اور اس پر سب گھر والے حیران بھی تھے اور وجی ابہا کی طبعیت تھی اس لیے وہ خاموش ہی تھی اور ابشم کو اس کی خاموشی کھٹک رہی تھی۔

"ارے ابھی بیٹا کیا بات ہے آج تم بڑی خاموش خاموش سی ہو؟"

رزوانہ بیگم نے اسے چپ دیکھا تو اس سے پوچھ ہی ڈالا جس پر اس نے مسکرا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔

"کچھ بھی نہیں معمانی جان بس رات سے تھوڑا سا بخار ہے۔"

"ارے اب کیسی طبعیت ہے بیٹا؟"

"جی اب تو بہتر ہوں۔"

ٹیبل کے نیچے سے البشم کے ساتھ بیٹھے شہرام نے اس کے پاؤں پر پاؤں مارا تھا مبالغہ اسے جتا رہا ہو کہ دیکھ لو تمہاری حرکت کی وجہ سے اس کی طبعیت خراب ہو گئی ہے۔ مگر البشم ڈھیٹ بن کر کھانا کھاتا رہا تھا جیسے اسے پہلے سے پتہ ہو کہ جتنا اس نے ڈرنا ہے نہ اس کی خود ہی طبعیت خراب ہو جانی ہے اس نے منہ کے آگے گلاس رکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش کی تھی اور وہ کافی حد تک اس میں کامیاب بھی ہو گیا تھا۔

کھانے کے بعد وسیع و عریض لاؤنج میں سب جمع تھے ساتھ میں چائے کا دور بھی چل رہا تھا بچے بڑے سب موجود تھے۔

"اماں اجازت ہے پھر؟"

حسن صاحب اور رزوانہ بیگم نے بیک وقت اماں کی جانب دیکھا تھا جنہوں نے سر کے اشارے سے انہیں اجازت دی تھی۔

سب لوگ حیرت سے ان دونوں کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"مبشر اور شگفتہ! ہم لوگ آج تم دونوں سے کچھ مانگنا چاہتے ہیں۔"

حسن صاحب نے جیسے تمہید باندھی تھی سب لوگ ان کی جانب متوجہ تھے۔

"جی بھائی صاحب بولیں ہم آپ کے کس کام آسکتے ہیں۔"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

"میں اور رزوانہ اماں کی رضامندی اور اجازت کے ساتھ تم لوگوں سے شہرام کے لیے رتاج کا رشتہ مانگتے ہیں۔"

شہرام اور رتاج نے بیک وقت پہلے ایک دوسرے کی جانب اور پھر اپنے ماں باپ کی جانب دیکھا تھا۔
"ارے بھائی صاحب اس سے زیادہ تو خوشی کی کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی تھی ہمیں ہر گز بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

مبشر صاحب نے شگفتہ بیگم کی جانب دیکھا تھا جو مسکرا رہی تھیں۔
"پھر انتظار کس بات کا ہے جا ابھی فریج سے مٹھائی لے کر آسب کا منہ میٹھا کرا۔"
اماں نے ابہا سے کہا تھا۔

"جی نانو میں ابھی لے کر آتی ہوں۔"

رتاج تو وہاں سے اٹھ کر اندر کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ ابشم نے شہرام کو کوئی ماری تھی جس پر اس نے ابشم کو خاطر خواہ گھوری سے نوازا تھا۔

تو طے یہ پایا تھا کہ اس ویک اینڈ دونوں کی منگنی کر دی جائے اور پھر اگلے دو ماہ میں شادی اور اس بات سے کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا ایک دم سے ماحول خاصا خوشگوار ہو گیا تھا۔

رتاج حیران پریشان اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی سچ تو یہ تھا اس نے کبھی شہرام کے بارے میں ایسا سوچا نہیں تھا یہ ضرور تھا کہ وہ بچپن سے ایک ہی گھر میں رہتے تھے ایک ساتھ پلے بڑے تھے ایک دوسرے سے خوشگوار طریقے سے بات بھی کرتے تھے لیکن ایک دم سے اچانک شادی اور وہ بھی پوچھے بغیر وہ شدید پریشان ہو گئی تھی اور پریشانی سے اپنے لب کاٹ رہی تھی جب ابہا اور آئزہ داخل ہوئی تھی۔

"میں تو چھوڑ چلی بابل کا دیس
پیسا کا گھر پیارا لگے ہائے میں تو
چھوڑ چلی بابل کا دیس پیسا کا
گھر پیارا لگے۔"

آئزہ اور ابہا دروازے میں کھڑی لہک لہک کر گانا گارہی تھی رتاج نے غصیلی نگاہیں ان پر ڈالی تھیں اور پھر ایک کشن اٹھا کر دونوں کی طرف اچھالا تھا۔
"چپ کرو تم دونوں تو ایک تو پہلے ہی میں اتنی ٹینشن میں ہوں اوپر سے تم لوگ اپنے بے سرے راگ لے کر آگئی ہو۔"

وہ منہ بنا کر ان سے کہہ رہی تھی۔

"کیوں آپ ٹینشن میں کیوں ہیں بھابھی ٹوپی؟"

آئزہ نے ابہا کی طرف دیکھ کر ایک آنکھ دبائی تھی اور پھر رتاج سے کہا تھا۔

"آئزہ بکو اس نہ کرو تم میرے ساتھ پلیز اور تم دونوں جاو یہاں سے پلیز۔"

"آئزہ تم جاو باہر میں آتی ہوں۔"

آئزہ سر ہلاتی ہوئی باہر نکل گئی جبکہ وہ بیڈ پر رتاج کے پاس بیٹھ گئی۔

"کیا بات ہے آپ کی آپ خوش نہیں ہے؟"

اس نے سنجیدگی سے اس سے سوال کیا تھا۔ جس پر رتاج نے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"پتہ نہیں ابہا میں بہت کنفیوز ہوں مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ ایک دم اچانک میں کیسے ریکیٹ کروں۔"

وہ بیچارگی سے کہہ رہی تھی۔

"کیا آپ کو شہرام بھیا پسند نہیں ہیں؟"

اس نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے بس کبھی ایسا سوچا نہیں ان کے بارے میں۔"

وہ تاسف سے منہ نیچے کر کے کہہ رہی تھی۔

"تو اب سوچ لیں۔"

ابہا نے کندھے اچکا کر کہا تھا۔

"دیکھیں آپ شہرام بھیا بہت اچھے ہیں اور اس البشم سے تو بالکل ہی مختلف ہیں وہ کانینڈ ہیں لوینگ کئیرنگ

نیچر کے ہیں اور پھر آپ کو اس گھر سے جانا بھی نہیں پڑے گا ہمیشہ ادھر ہی رہیں گئیں۔"

وہ اسے دلائل دے کر قائل کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"اتنی بڑی باتیں کیسے کر رہی ہو تم میں نے تو تمہیں ہمیشہ نٹ کھٹ اور لاابالی سا ہی دیکھا ہے؟"
وہ مسکرا کر ابہا کی جانب دیکھ کر کہہ رہی تھی جس پر وہ مسکرائی تھی۔

"ارے یہ تو بس ایسے ہی اصل میں نہ مجھے شہرام بھیا بہت پسند ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ ان کی دلہن
آپ ہی بنیں کیوں کہ آپ سے بیسٹ ان کے ساتھ اور کوئی نہیں لگ سکتا۔"
"اچھا جی۔"

اس بار رتاج کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جس نے ابہا کو سکون پہنچایا تھا پھر وہ دونوں باہر آگئی تھیں
جہاں منگنی کی ڈیٹ ڈیساٹیڈ ہو گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

لاونج سے رشتہ مانگنے کے بعد سب باری باری اٹھ کر دادی کے کمرے میں چلے گئے تھے جہاں بڑوں نے
کچھ باتیں طے کرنی تھیں جبکہ رتاج تو پہلے ہی اٹھ چکی تھی وہاں سے ابہا اور آئزہ بھی اس کے پیچھے اس
کے کمرے میں چلی گئی تھی جبکہ شہرام اور البشم دونوں ہی لاونج میں رہ گئے تھے۔
"آئے ہائے واہ واہ مزے مزے!"

البشم نے لہر لہرا کر بازو اٹھا اٹھا کر صوفے پر کھڑے ہو کر سٹیپ مارے تھے اور ساتھ میں گلا بھی پھاڑ رہا
تھا۔

شہرام نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے واپس صوفے پر بیٹھایا تھا اور ایک گھوری سے بھی نوازا تھا۔
"کیا؟ ایسے کیوں گھور رہے ہیں میں نے کیا کہا ہے بس ڈانس ہی تو کیا ہے۔"

وہ معصومیت کی حدوں کو چھو رہا تھا۔

"ابنم خدا کا واسطہ ہے تمہیں دو منٹ خاموش ہو جاؤ۔" وہ تپ کر اس سے کہہ رہا تھا جواب قہقہے لگا لگا کر ہنس رہا تھا۔ شہرام نے اسے گلے سے ہی پکڑا تھا اور جھنجھوڑا لایا تھا۔

"کیا ہوا کوئی اور گٹرل فرینڈ ہے کیا دادی کی زبان میں؟"

ایک بار پھر سے وہ ہنس رہا تھا ہستے ہستے وہ صوفے پر ہی شہرام کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔
"ہٹو یہاں سے پاگل کوئی اور گٹرل فرینڈ نہیں ہے میری۔"

اس نے اس کا سر اپنی گود سے دھکیلتے ہوئے کہا تھا۔

"تو پھر رتاج آپی میں کیا پرو بلم؟"

اس نے واپس سر رکھتے ہوئے کہا تھا اب کی بار شہرام نے اس کا سر نہیں ہٹایا تھا۔

"مجھے تو کوئی پرو بلم نہیں پر ابنم مجھے لگتا شاہد رتاج کو مسئلہ ہے وہ جیسے اٹھ کر گئی تھی یہاں سے اور اس کے تاثرات بھی صحیح نہیں تھے۔"

وہ پر سوچ نظریں سامنے میز پر مرکوز کیے ابنم سے کہہ رہا تھا۔

"ارے بھائی! تو اس میں ٹینشن کی کیا بات ہے آپ رتاج آپی سے مل کر بات کر لیں اگر انہیں کوئی ایشو ہو تو آپ کو پتہ چل جائے گا۔"

ابشم نے جیسے اسے ایک مشورہ دیا تھا جس پر شہرام نے سر ہلایا تھا۔ کچھ ہی دیر میں سب بڑے باہر آگئے تھے شہرام اور ابشم ابھی بھی لاونج میں ہی موجود تھے ابہا اور آرزو بھی باہر آگئی تھیں لیکن رتاج نہیں آئی تھی شہرام نے ابہا کے پیچھے دیکھا تھا مگر وہ نہیں آئی تھی اس کی سوچ کچھ اور گہری ہوئی تھی۔ سب کے بیٹھتے ہی دادی بچوں کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔

"ہم نے طے کیا ہے کہ اگلے اتوار کو شہرام اور رتاج کی منگنی کر دی جائے اور پھر اگلے مہینے شادی کسی کو کوئی اعتراض ہو تو بولے۔"

دادی اپنی عینک درست کرتی ہوئی بول رہی تھیں شہرام نے ابشم کی طرف دیکھا تھا جس نے آنکھ سے اسے چل رہے کے لیے کہا تھا۔

"لیکن دادی اتنی جلدی بھی کیا ہے؟"

اب کی بار شہرام نے بے چارگی سے کہا تھا۔

"کہاں جلدی ہے ٹھیک ہی تو ہے اور کیا تجھے بڑھا کر لیں ہم غضب خدا کا پڑھ لکھ لیا ہے زمین سے نکل بھی آیا ہے آفس بھی جاتا ہے اور کیا چاہیے۔"

دادی کی گھوری کا نشانہ اب شہرام تھا۔

دادی کی بات سن کر وہ بس خاموش ہو کر رہ گیا تھا۔

"جا ابھی تو رتاج کو لے کر آباہر رزوانہ شگن رکھے گی اس کی ہتھیلی پر۔"

دادی نے ابہا سے کہا تھا جس پر وہ سر ہلاتی ہوئی رتاج کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"آپی چلیں نانوبلا رہی ہیں آپ کو باہر۔"

اس نے اس کا دوپٹہ درست کرتے ہوئے کہا تھا جس پر رتاج نے حیرت سے ابہا کی جانب دیکھا تھا۔

"یار میں نہیں جاؤنگی مجھے عجیب لگ رہا ہے بہت۔"

رتاج نے انگلیاں چٹختے ہوئے کہا تھا۔

"کچھ نہیں ہوتا میں ہونا آپ کے ساتھ۔"

اور پھر وہ اسے باہر لاؤنج میں لے آئی تھی جہاں سب اس کی آمد کے منتظر تھے۔ وہ جیسے ہی باہر آئی

شہرام نے اس کی جانب دیکھا تھا اس کا دل عجیب لے پر دھڑکا تھا۔

"اوے ابشم چل اٹھ جا یہاں سے اب تو بھابھی کو جگہ دے اپنی شہ بالا بن کر بیٹھا ہوا ہے۔"

دادی سر پر دوپٹہ جماتے ہوئے ابشم سے کہہ رہی تھیں

ابشم برا سا منہ بنا کر اٹھ گیا جبکہ ابہا نے ایک طنزیہ نگاہ اس پر ڈالی تھی جیسے اس کا مذاق اڑا رہی ہو کم از کم

ابشم کو تو ایسا ہی محسوس ہوا تھا۔

رتاج کو ابہا نے شہرام کے برابر میں بیٹھایا تھا دادی نے اپنے پوتا پوتی کی خوب بلائیں لی تھیں پھر رزوانہ

بیگم نے اپنی شادی کا لال دوپٹہ رتاج کو اڑایا تھا اور اس کی ہتھیلی پر شگن کے پیسے رکھ کر اسے ڈھیروں

دعائیں دیں تھیں ابشم یہ سب بڑے غور سے دیکھ رہا تھا اس لیے اس کی زبان میں کھجلی ہو رہی تھی۔

"بس بھائی کے ہاتھ میں بھی تو شگن رکھیں نہ انہیں بھی لال چنری اڑائیں نہ پلیز!"

اس نے زور سے کہا تھا آنکھوں میں شرارت واضح تھی سب ہنس پڑے تھے لیکن شہرام نے اسے گھورا تھا لیکن وہ کہاں باز آنے والا تھا خود ہی آگے بڑھا تھا اور آئزہ کے کندھے سے دوپٹہ لے کر شہرام کی طرف بڑھ گیا تھا اتفاق سے آئزہ نے لال سوٹ ہی پہنا ہوا تھا۔

"ابشم انسان بنو تم"

شہرام نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھا تھا لیکن اس نے اس کی کسی ایک گھوری کا بھی اثر نہیں لیا تھا اس نے وہ دوپٹہ جا کر شہرام کے سر پر اوڑا دیا تھا اور مضبوطی سے پکڑ بھی لیا تھا تاکہ وہ اتار نہ لے رتاج اور آئزہ کا ہنس ہنس کر بر حال ہو رہا تھا جبکہ ابھا غصے سے لال پیلی ہو رہی تھی۔

"چاچو جلدی سے شگن کے پیسے دیں بھائی ہاتھ سے نکل جائیں گئے۔"

وہ مبشر صاحب سے کہہ رہا تھا جبکہ دوپٹہ ابھی بھی شہرام کے سر پر ہی تھا جسے اس نے تھام رکھا تھا۔

مبشر صاحب نے شگن شہرام کی ہتھیلی پر رکھا تھا تب تک برہان نے چارپانچ تصویریں کھینچ لی تھیں جس میں شہرام غصے سے ابشم کو دیکھ رہا تھا۔

لاونج میں قہقہوں کا بازار گرم تھا لیکن ابھا ابھی بھی غصے سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"تم کوئی انسانوں والا کام نہیں کر سکتے کیا حال کیا شہرام بھیا کا تم نے؟"

وہ غصے سے لال پیلی ہو کر اس سے پوچھ رہی تھی مطلب کہ صبح کا جو معجزہ چل رہا تھا کہ ابشم اور ابھا کی لڑائی نہیں ہوئی وہ اب ختم ہو چکا تھا۔

"ہاں تو میرے بھیا ہیں تمہیں بل آرہا ہے میں جو مرضی کروں ان کے ساتھ۔"

"ایسے کیسے جو مرضی کروں بڑے بھائی ہیں تمہیں شرم نہیں آتی۔"

"نہیں آتی شرم پھر؟"

وہ ہاتھ باند کر کھڑا ہو گیا تھا۔

بس پھر کیا تھا ایک طویل بھیس شروع ہو چکی تھی سب اپنا اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام میں وہ لوگ واپس آگئے تھے ابہام رتضی صاحب کے پاس کھڑی تھی جو اسے سمجھا رہے تھے کہ ہر

وقت کا لڑنا اچھی بات نہیں ہے۔

"لیکن بابا آپ اسے بھی تو سمجھایا کریں نہ ہر وقت کیوں فضول پنکے مجھ سے لیتا رہتا ہے ہر مجھے تو غصہ

آئے گا ہی نہ۔"

وہ منہ بنا کر ان سے کہ رہی تھی۔

"بیٹا اس دفعہ لڑائی آپ نے سٹارٹ کی تھی ابشم نے نہیں۔"

انہوں نے اسے نرمی سے کہا تھا۔

"بابا آپ اور معما ہمیشہ اس ابشم کی ہی سائیڈ لیتے ہیں۔"

وہ منہ پھلا کروہاں سے چلی گئی تھی جبکہ برہان نے ایک چورنگاہ اس کی پشت پر ڈالی تھی اسے البشم کو مووی کا بتانے والی حرکت یاد آگئی تھی اگر ابہا کو پتہ چل جاتا تو یقیناً اس کی جان نکال دیتی۔ وہ اٹھ کر ابہا کے پیچھے اس کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔

اس کے کمرے کے دروازے پر پہنچ کر برہان نے دستک دی تھی دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ رائیٹنگ ٹیبل پر بیٹھی ہوئی تھی دروازہ ناک کر کے برہان اندر آ گیا تھا۔

ابہان نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔

"آپ یہ! کیا ہوا ہے یا آپ کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایسے کیوں رکیٹ کرتی ہیں؟"

اس نے اس کے سامنے رائیٹنگ ٹیبل سے ٹیک لگاتے ہوئے نگاہ اس پر مرکوز کیے کہا تھا۔

"تمہیں بھی لگتا ہے کہ میں ہر چھوٹی بات پر رکیٹ کرتی ہوں اس مینڈھے کے بچے سے جان بوجھ کر

لڑتی ہوں یا مجھے کوئی شوق ہے اس سے لڑنے کا۔"

وہ ہاتھ روک کر سوالیہ نظروں سے برہان کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ برہان نے ایک گہرا سانس خارج

کیا تھا اور پھر اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا تھا۔

"نہیں بالکل بھی نہیں لیکن آپ یہ انسان کبھی کبھی نہ چاہتے ہوئے بھی وہ کام کر دیتا ہے جسے

دوسرے محسوس کرتے ہیں جیسے آپ کی اور البشم بھیا کی لڑائی میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ان سے لڑنا چھوڑ

دیں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ اس بات میں لڑیں یا بھیس کریں جس میں آپ کا کنسرن ہو آپ سمجھ رہی

ہیں نہ میری بات؟"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

اس نے جیسے اس سے پوچھا تھا لیکن بدلے میں اس کے خاموش اور سرد تاثرات دیکھ کر وہ خاموشی سے اس کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا اس کے باہر جاتے ہی ابہانے گہرا سانس خارج کیا تھا اور سر رائیٹنگ ٹیبل پر ٹکا دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام میں سب کے جانے کے بعد وہ بھی اپنے کمرے میں آگئی تھی مگر نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی آج جو کچھ بھی ہوا تھا رتاج مبشر اسے سمجھنے سے قاصر تھی اس نے کہاں سوچا تھا کہ یہ سب اتنی جلدی ایسے اچانک سے ہو جائے گا مگر اب تو شگن بھی رکھا جا چکا تھا۔ وہ اپنا دوپٹہ کندھے پر ڈال کر اپنے کمرے سے باہر نکل آئی تھی اس کا رخ کیچن کی جانب تھا کیچن میں آکر اس نے اپنے لیے ایک کپ گرم گرم کریبی کافی کا بنایا اور لے کر لان میں آگئی گرمیوں کا وسعت تھا دن کے وقت دھوپ رہتی تھی مگر آج موسم اچھا تھا رات میں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی عنقریب تھا کہ بارش ہو جائے وہ ہوا میں معلق ہلکی نرم مٹی کی بھینی بھینی خوشبو کو آنکھیں بند کر کے اپنی سانسوں میں اتار رہی تھی وہ اپنے دل کو مطمئن کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس کے بڑوں کا اس کے لیے کیا فیصلہ بالکل درست ہے۔

اس کے کیچر میں قید سیاہ بال ہوا کے دوش سے اڑ رہے تھے وہ تھک کر کرسی پر بیٹھ گئی تھی اور اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مگ میں سے ایک سپ کافی کا لیا دور اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑے شہرام کو رات

کی اس تاریخی میں وہ کرسی پر بیٹھی کوئی چاندنی کا ہیولہ ہی لگی تھی وہ اس سے بات کرنے کی غرض سے جلدی جلدی سیڑھیاں پھلانگتا ہوا لان کی جانب آیا تھا جہاں وہ بیٹھی ہوئی تھی۔

شہرام کو اس لمبے اپنا دل تیزی سے دھڑکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور خود میں ڈھیروں ہمت جمع کرتے ہوئے اس کی جانب بڑھا تھا۔

وہ خاموشی سے اس کے پیچھے کھڑا تھا لیکن وہ مسلسل کسی غیر معرانی نقطے پر مرکوز تھی اس نے اس کی آمد کا کوئی نوٹس نہیں لیا تھا شہرام نے گلا کھنکھار کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ رتاج اپنی جگہ اچھلی تھی اور اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو شہرام کو اپنی کرسی کے بالکل قریب کھڑے پایا تھا۔

"آپ! آپ کب آئے؟"

وہ اسے دیکھ کر شاید پہلی بار اتنا کنفیوز ہوئی تھی۔ شہرام کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا۔

"اف یو ڈونٹ مائنڈ کیا میں یہاں بیٹھ جاؤں؟"

اس نے اس سے اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کی اجازت طلب کی تھی۔

"جی پلیز۔۔"

رتاج نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کا کہا تھا شہرام تھینک یو کہ کر اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا دونوں اپنی اپنی جگہ خاموش تھے شاید الفاظ جمع کر رہے تھے رتاج مسلسل اپنی انگلیاں چھٹھا رہی تھی وہ خود پر جمی شہرام کی گہری نظروں سے بے حد کنفیوز ہو رہی تھی۔

"رتاج دیکھو میری بات سنو!"

شہرام نے اسے نرمی سے مخاطب کیا تھا رتاج نے نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔
"کیا تم بڑوں کے اس فیصلے سے خوش ہو؟"

شہرام نے اپنے اندر پلنے والے خوف کو رتاج کے سامنے رکھا تھا مگر وہ بالکل خاموش تھی۔
"کیا تم کچھ بولو گی نہیں آخر ہماری زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ ہے اگر تم خوش نہیں ہو تو ہم انکار کر سکتے ہیں۔"
حالاکہ شہرام کو اب انکار کرنا مشکل لگ رہا تھا مگر وہ رتاج کو خوش دیکھنا چاہتا تھا۔
"پہلے مجھے عجیب لگ رہا تھا کہ ایسے اچانک سے اتنا بڑا فیصلہ میں نے کبھی آپ کے بارے میں ایسا سوچا
نہیں تھا۔"

اس نے انگلیاں چٹختے ہوئے اور نظریں نیچے کر کے ہی اس سے کہا تھا اس کی حالت اور تاثرات دیکھ کر
بے ساختہ شہرام کو ہنسی آئی تھی جسے وہ اپنی سنجیدہ صورت کے پیچھے با آسانی چھپا گیا تھا۔
"اور اب؟ اب عجیب نہیں لگ رہا ہے؟"

ایک بار پھر سے وہ اسے مشکل میں ڈال رہا تھا لیکن اب کی بار وہ خاموش رہی تھی۔ کچھ دیر
وہ اس کے بولنے کا منتظر رہا تھا لیکن جب وہ مسلسل خاموش رہی تو وہ خود ہی بول پڑا تھا۔
"میں نہیں جانتا رتاج کے تم اس وقت کیا سوچ رہی ہو لیکن صرف میں یہ کہوں گا کہ کبھی کبھی زندگی
میں وہ کچھ ہو جاتا ہے جس کے بارے میں کبھی ہم نے گمان بھی نہیں کیا ہوتا لیکن وقت کے گزرنے کے
ساتھ ساتھ جن فیصلوں کو لے کر ہم ڈر رہے ہوتے ہیں وہ اللہ کی مرضی سے بہترین ثابت ہوتے ہیں میں

وعدہ کرتا ہوں ہمیشہ تمہارا ساتھ نبھاؤں گا تمہیں کبھی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دوں گا ہمیشہ تم سے محبت کروں گا۔"

شہرام نے اس کا ہاتھ تھاما تھا اور اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھے تھے رتاج کے چہرے پر سرخی گھل گئی تھی شہرام نے اس کے چہرے کا مکمل منظر بڑی ہی دلچسپی سے دیکھا تھا اور مسکرایا تھا۔
"آہمم!"

دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کی جانب اور پھر سامنے دیکھا تھا جہاں ابشم اور آرزہ چہرے پر مسکراہٹیں لیے کھڑے تھے رتاج نے فوری سے پہلے شہرام کی گرفت سے اپنے ہاتھ آزاد کرائے تھے آرزہ اور ابشم دونوں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔
"تم دونوں کب آئے؟"

وہ تصدیق چاہ رہا تھا کہ کہیں ان دونوں نے اسے رتاج کے ہاتھوں کی پشت پر کس کرتے تو نہیں دیکھ لیا وہ جانتا تھا اگر دیکھ لیا تو ابشم نے زندگی بھر اس کی جان نہیں چھوڑنی تھی اور ساتھ میں بھانڈوں کی طرح سارے شہر میں مشہور کر دینا تھا۔

"جب آپ ہونے والی بھابھی کے ہاتھ چوم رہے تھے۔"
ابشم نے معصومیت سے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے شہرام کی سٹی گم کی تھی۔
"تم ہر جگہ غلط وقت پر ہی کیوں پہنچتے ہو؟"

شہرام عاجز آکر اس سے پوچھ رہا تھا جبکہ رتاج شہرام کی حالت پر مسکرا رہی تھی۔

"غلط نہیں پیارے بھیا بالکل صبح وقت پر پہنچتا ہوں ورنہ مجھے پتہ کیسے چلتا کہ میرے معصوم بھیا اتنے رومینٹک ہیں کہ لڑکی کے مطلب ہاتھ ہی چوم لیے دیکھو زرا ہاؤ"

اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں فل بڑی کی تھی جبکہ دوسرا ہاتھ آئزہ کے کندھے پر تھا۔

"ابشم تم باز آ جاؤ ابھی میں تمہاری وہ چنری والی حرکت ہی نہیں بھولا ہوں اور خبردار جو سارے زمانے میں نشر کیا کہ میں نے رتاج کو۔۔۔"

اس کے آگے کا جملہ اس نے آدھورا چھوڑ دیا تھا جبکہ رتاج مسلسل بلش کر رہی تھی۔

"کہ میں نے رتاج کو کیا بھیا سینٹنس تو پورا کیا کریں آپ بڑی بری عادت ہے آپ کی جملے ادھورے چھوڑنے کی کیوں آئزہ؟"

آخر میں اس نے آئزہ کی تائید بھی چاہی تھی جس کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔

"ویسے ابشم بھیا دیکھیں نہ بھیا کیسے بلش کر رہے ہیں اور بھا بھی تو مطلب نظریں ہی نہیں ملارہی ہیں۔"

آئزہ نے بھی ابشم کی بہن ہونے کا پورا پورا حق ادا کیا تھا۔

"یار تم دونوں کو کیا ہو گیا ہے ایک ہی دن میں رتاج آپنی سے بھا بھی کہنا شروع ہو گئے ہو۔"

رتاج رونے والی ہو گئی تھی۔

"ہاں تو جو ہے وہی کہیں گئے نہ۔"

شہرام نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔ رتاج نے ایک خفگی بھری نگاہ شہرام پر ڈالی تھی جس پر

سب کا مشترکہ قہقہہ بلند ہوا تھا۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan



آج اس کے نئے سمسٹر کی پہلی کلاس تھی وہ جلدی جلدی صبح اٹھی تھی فریش ہو کر بلیک جنیز کے ساتھ ڈارک گرین کرتا پہنے بالوں کو پونی ٹیل میں قید کر کے پیروں میں سنیکرز پہنے کندھے پر بیگ لٹکا کر وہ جلدی سے ڈائینگ ٹیبل پر آئی تھی جہاں مرتضیٰ صاحب اور برہان ناشتہ کر رہے تھے جبکہ نعیمہ بیگم کیچن میں پراٹھے بنا رہی تھیں۔

"گڈ مارنگ بابا ہائے برہان۔"

"مارنگ آپہ۔"

اس نے مصروف سے انداز میں جواب دیا تھا۔

"بیٹا آج نیا سمسٹر سٹارٹ ہو رہا ہے؟"

"جی بابا آج سے نیو سٹارٹ ہے۔"

"معما میرا ناشتہ؟"

اس نے ٹیبل بجاتے ہوئے کیچن میں موجود نعیمہ بیگم کو آواز دی تھی۔

"صبر رکھو ابھی لا رہی ہوں۔"

پھر وہ کیچن سے ہاتھ میں ناشتہ کی پلیٹ لیے ہوئے باہر آئی تھیں اور پلیٹ اس کے سامنے رکھی تھی جس میں چیز آملیٹ اور دو فرنیچ ٹوسٹ موجود تھے۔

ابہانے جلدی جلدی کھانا شروع کیا تھا۔

"معما آپ بھی آجائیں باقی زبیدہ سر و کر دے گی۔"

نعیمہ بیگم سر ہلاتی ہوئی اپنی کرسی پر بیٹھ گئی تھیں۔

"ابھی یونیورسٹی سے واپس آؤ گی تو شاپنگ پر چلیں گئے شہرام کی منگنی کے لیے کچھ شاپنگ کر لیں گئے تم بھی اپنے لیے لے لینا کچھ۔"

نعیمہ بیگم نے اسے کہا تھا جس پر اس نے نہایت ہی برا سامنہ بنایا تھا۔

"میرے پاس بہت کپڑے ہیں معما سو میں ہر گز کسی قسم کی شاپنگ پر نہیں جاؤ گی آپ ڈرائیور کے ساتھ خود چلی جائیے گا اور بابا آپ آفس جاتے ہوئے مجھے یونیورسٹی ڈراپ کر دیں پلیز۔"

نعیمہ بیگم پہلے سے ہی اس کا جواب جانتی تھیں اس لیے وہ خاموش ہو گئی تھیں مگر وہ ابہا کی ان حرکتوں سے بے حد تنگ تھیں۔

مرتضیٰ صاحب گاڑی کی چابی اٹھا کر باہر نکل گئے تھے تو وہ بھی اپنا بیگ سمجھالیتی نعیمہ بیگم کے گال چومتی ان کے پیچھے ہی باہر نکل گئی تھیں۔

"جلدی کرو تم بھی برہان کالج سے لیٹ ہو رہا ہے۔"

انہوں نے برہان کو ٹوکا تھا جو مسلسل کھائے جا رہا تھا۔

"او کے اللہ حافظ!"

وہ بھی اٹھ کر جلدی سے باہر نکل گیا تھا جبکہ نعیمہ بیگم پیچھے ابہا کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہی تھیں جس میں کوئی لڑکیوں والی حرکت نہیں پائی جاتی تھی۔

وہ آج پھر سے ابھی تک سو رہا تھا ناشتے کی میز پر سب بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے حسن صاحب، مبشر صاحب اور شہرام آفس جانے کے لیے تیار تھے جبکہ آنرہ کالج یونی فارم میں بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔

"صاحبزادے ابھی تک خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں؟"

حسن صاحب نے رزوانہ بیگم سے پوچھا تھا جو شگفتہ بیگم اور رتاج کے ساتھ کپچن میں موجود تھیں رزوانہ بیگم جلدی سے باہر آئی تھیں۔

"وہ ابھی تو فارغ ہوا ہے پیرز سے نیند پوری کرنے دیں اسے۔"

رزوانہ بیگم نے ڈرتے ڈرتے ہی کہا تھا صبح صبح وہ کوئی بد مزگی نہیں چاہتی تھیں جبکہ اماں سکون سے ناشتہ کر رہی تھیں جیسے جانتی تھیں کہ اگلے پانچ منٹ میں کیا ہونے والا ہے۔

"شہرام!"

انہوں نے شہرام کو مخاطب کیا تھا۔

"جی بابا!"

"جاو جا کر صاحبزادے کو اٹھا کر نیچے لاؤ۔"

وہ سر ہلاتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلا گیا جبکہ حسن صاحب کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔

شہرام نے ابشم کے کمرے کے باہر پہنچ کر گہرا سانس بھرا اور ہینڈل کی ناب گھمائی تو دروازہ کھلتا چلا گیا کمرے میں نیم اندھیرا تھا اور اے سی کی کولنگ سے کمرے کا ماحول خاصا خواب ناک بنا ہوا تھا ابشم مزے

سے کمفٹ اوڑھ کر تکیے کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنا کر سویا ہوا تھا اس کے سلکی بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے شہرام کو بے ساختہ اس پر پیار آیا تھا اس نے آگے بڑھ کر اسے بازو سے تھام کر ہلایا تھا۔

"محترم جناب البشم صاحب اٹھیں آپ کو بابا بلارہے ہیں۔"

اس نے زور زور سے کہا تھا۔

"کیا ہے یار بھیا آہستہ بولیں ملک البشم کوئی بہرے نہیں ہیں۔"

اس نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر ہلکی غنودگی کی کیفیت میں کہا تھا۔

"جی ملک صاحب یقیناً آپ بہرے نہیں ہیں مگر اگلے دو منٹ میں اگر آپ نہ اٹھے تو ملک حسن احمد آپ کو بہرہ کر دیں گئے۔"

اس کے کہنے کی دیر تھی وہ چھلانگ لگا کر بستر سے اٹھا تھا۔

"کیا کہ رہے ہیں یار بھیا کیوں صبح صبح ملک صاحب کے ہاتھوں میری درگت بنوائے گئے۔"

وہ روہانسی ہو رہا تھا۔

"اپنی درگت بنوانے والی حرکتیں آپ خود کرتے ہیں البشم صاحب اب فٹائپ نیچے آجا ورنہ اس سے پہلے بابا اوپر آجائیں۔"

"ہائے اچھا تو چلتے فیر میں آیا۔"

البشم اسی کی سپیڈ سے اٹھا تھا جبکہ شہرام مسکراتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر نیچے آیا تھا جہاں حسن صاحب اسی کے منتظر تھے۔

"ننیں کھل گئی ہیں آپ کی؟"

انہوں نے طنز میں بجھا ہوا تیر اس کی جانب اچھالا تھا۔

"وہ ملک صاحب اصل میں رات نیند تھوڑی دیر سے آئی تھی۔"

اس نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔

"کیوں رات بھر آپ کیا مچھروں اور چوہوں کے ساتھ بھائی کی منگنی کا جشن منا رہے تھے جو آپ کی آنکھ دیر سے لگی تھی۔"

وہ اس کی جانب سنجیدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"وہ۔ وہ ملک صاحب۔"

"بکو اس بند کرو تم اور پانچ منٹ کے اندر تیار ہو کر آفس پہنچو ورنہ بھول جاؤ کہ تمہیں کوئی پاکٹ منی ملے گی سمجھے نہ۔"

"لیکن بابا!"

"شٹ اپ اینڈ میٹ می ان آفس آفٹر فائیو منٹس انڈرسٹ۔"

وہ کہ کر مبشر صاحب کے ہمراہ باہر نکل گئے تھے جبکہ البشم صرف شہرام کو دیکھتا رہ گیا تھا جس نے کندھے اچکائے تھے اور باہر نکل گیا تھا۔

"معما! یار کیا مصیبت ہے بابا کو کیا مسئلہ ہے ابھی تو میں فارغ ہوا ہوں پیپر سے۔"

وہ روہانسی شکل بنا کر رزوانہ بیگم سے کہہ رہا تھا۔

"اے شرم کر لے ابشم کیوں حسن سے جوتیاں کھانی ہیں تو نے دفع بھی ہو جا آفس اب۔"
دادی اپنا ڈنڈا سمجھالتی ہوئی اس سے کہ رہی تھیں۔

"دادی آپ تو ہمیشہ میرے پیچھے پڑی رہتی ہیں ہر وقت میری شکایتیں کرتی ہیں ملک صاحب سے۔"
وہ اب براسا منہ بنا کر دادی سے کہ رہا تھا۔

"ارے نہ میرا لال تو ناراض نہ ہو میں تو تیرے بھلے کے لیے ہی کہتی ہوں جاشا باش دفتر ہو آور نہ میرا
سپوت تیری جان کو آجائے گا۔"
"لیکن دادی ناشتہ تو کرنے دیں۔"
رزوانہ بیگم بس تاسف سے سر ہلا کر رہ گئی تھیں۔

"لے کر لے میرا پتر جلدی کر لے اور جا پھر رزوانہ بچے کو دے فٹافٹ۔"
رزوانہ بیگم دادی کی فکر پر مسکرائی تھیں جن کی لڑائی بھی اس گھر میں سب سے زیادہ ابشم سے ہوتی تھی
اور سر بھی سب سے زیادہ اس سے ہی تھی آفٹر آل ابشم دادی کا کرائم پاٹرن تھا دادی کا واحد راز دار۔
یونیورسٹی میں پہنچ کر وہ اپنی کلاس میں داخل ہوئی تھی جہاں پہلے سے ہی لیکچر سٹارٹ ہو چکا تھا وہ چپ
چاپ الویرا کے ساتھ اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی لیکچر ختم ہوتے ہی وہ اپنی کتابیں
سمیٹ کر باہر آگئی تھی۔

"ابھی یار کینیٹین چلیں مجھے بھوک لگ رہی ہے؟"
اس نے ایک نظر الویرا پر ڈالی اور پھر براسا منہ بنایا۔

"کبھی کھانے سے باہر نکل کر بھی سوچ لیا کرو ہر وقت بس کھانا اس کے علاوہ تمہارے دنیا میں آنے کا کوئی اور مقصد نہیں ہے۔"

اس نے چڑ کر الویر اسے کہا تھا جس پر وہ ہنس پڑی تھی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کینٹین کی جانب چل پڑی کینٹین میں حسب توقع بے شمار رش تھا ابہا کو ایک بار پھر سے الویر پر بے حد غصہ آرہا تھا۔

"تم جاو جا کر جو بھی کھانا ہے لے لو میں یہاں باہر بیٹھی ہوں اندر بہت رش ہے۔"

ابہا نے الویر اسے کہا تو وہ سر ہلاتی ہوئی اندر کی جانب بڑھ گئی جبکہ وہ خود سائیڈ پر بنے ہوئے ایک بیچ پر بیٹھ گئی اور اپنے نوٹس مکمل کرنے لگی وہ کام کرنے میں اتنی مگن تھی کہ کوئی اسے غصیلی اور طنز بھری نگاہوں سے دیکھ رہا ہے اسے بالکل اندازہ نہیں ہوا تھا۔ رزم قدم قدم چلتا ہوا بالکل اس کے قریب آچکا تھا۔

"ہائے مس لڑا کا کیسی ہو تم؟"

وہ چہرے پر بشاش مسکراہٹ سجائے اس سے کہ رہا تھا۔ ابہا کی تیوری ایک منٹ میں چڑی تھی اور اس نے تقریباً گھورتے ہوئے اس کی جانب دیکھا تھا۔

"تم! تم یہاں کیا کر رہے ہو اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے مخاطب کرنے کی؟"

وہ غصے سے آگ بگولا ہو رہی تھی اسے اس کی ہاتھ لگانے والی حرکت سرایت سے یاد آئی تھی اور ایک منٹ میں اس کا غصے کا گراف بڑھا تھا۔

"کہا تھا مس کہ ہمت کی بابت کبھی مت پوچھنا کیونکہ ہمت تو رزم راجپوت میں اتنی ہے کہ تمہاری جیسی نازک مزاج لڑکی ایک لمبے میں مسلی جائے گی۔"

اس نے اپنی انگلیوں کی پوروں کو اپنے انگھوٹے سے چھو کر اسے دیکھایا تھا۔

"نازک مزاج سمجھنے کی غلطی مت کرنا مسٹر ایکس۔ وائی۔ زی کیونکہ یہی نازک مزاج لڑکی تمہارا وہ حال کرے گی نہ کہ اسے نازک مزاج کہنے پر تمہاری زبان صدا بچھتا رہے گی۔"

اس نے اپنے نوٹس لمبوں میں سمیٹے تھے اور اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"آئی لائک اٹ ڈیر تمہارے ساتھ مقابلے میں مزہ آئے گا۔"

اس نے اپنی شہادت کی انگلی اس کے گال پر پھیری تھی ابہانے فوری اپنا چہرہ پیچھے کیا تھا اور غصیلی نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔

"جسٹ شٹ اپ یو بلڈی ایڈٹ ہاؤ ڈیر یو ٹوچ می؟"

وہ شعلہ جوار بنی ہوئی اس پر برس رہی تھی ارد گرد کے سٹوڈنٹس رک کر ان دونوں کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔

"ہا ہا سویٹ ہارٹ بہت کڑوی ہو تم ویسے۔"

اس نے خباثت سے ایک آنکھ دبائی تھی الویر ابھی تب تک کینیٹین سے آچکی تھی ابہانے اس کا ہاتھ تھاما تھا اور تیزی سے وہاں سے نکلی تھی۔ غصے سے اس کا تنفس بگڑ رہا تھا وہ خود کو کمپوز کرنے کے لیے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

"آریو او کے ابہا کیا ہوا تھا کیا کہ رہا تھا وہ؟"

الویر نے ابہا کی جانب دیکھتے ہوئے اس سے پوچھا تھا جس کا رنگ غصے سے سرخ پڑ رہا تھا۔

"ڈیم اٹ اڈیٹ اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی ڈفر سمجھتا کیا ہے خود کو۔"

ابہا کا غصہ کسی طور بھی کم نہیں ہو رہا تھا۔

"ریلیکس ہو جاو یا وہ صرف باتیں ہی کر سکتا ہے اور کچھ نہیں چلو چلتے ہیں کلاس کا وقت ہو رہا ہے۔"

وہ سر ہلاتی ہوئی اس کے ساتھ کلاس کی جانب چل پڑی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ٹھیک پندرہ منٹ میں انتہائی ہڑبڑی میں آفس پہنچا تھا وہ خود کے باپ کا آفس ہونے کے باوجود آج کوئی

تیسری بار آفس کی شکل دیکھ رہا تھا اسے تو ٹھیک سے آفس کا نقشہ بھی یاد نہیں تھا وہ ہونقوں کی طرح

ر سپیشن پر کھڑا تھا مکمل فارمل گیٹ اپ میں براون ٹوپس سکن ڈریس شرٹ کے ساتھ پہنے ڈارک

براون ٹائی لگائے اپنے سیاہ سلکی بالوں کو جیل لگا کر سیٹ کیے ہوئے ہلکی بڑی ہوئی داڑھی اور شہد رنگ

آنکھوں کی چمک کے ساتھ وہ دل دھڑکانے کی حد تک خوبصورت اور وجہیہ لگ رہا تھا وہ خود ہونقوں کی

طرح ر سپیشن پر کھڑا تھا جبکہ ر سپینسٹ اس کا جائزہ لینے میں محو تھی وہ منہ کھولے ملک البشم حسن کا

ایکسرے کرنے میں مصروف تھی۔ البشم نے الجھن بھری نگاہیں اس پر مرکوز کی تھیں۔

"ایکسیوزمی مس! اگر میرا مکمل جائزہ لے لیا ہو تو پلیز آپ مجھے بتائیں گی کہ شہرام صاحب کا روم کس

طرف ہے؟"

وہ چہرے پر الجھن لیے اس رسیشنسٹ سے شدید جھنجھلا کر پوچھ رہا تھا۔

"سوری سربٹ آپ کون ہیں؟"

وہ رسیشنسٹ شاہد وہاں نئی تھی اور خیر سے ابثم تو کبھی آفس ہی نہیں آیا تھا تو کیسے پتہ ہوتا اسے۔

"فار یور کائینڈ انفارمیشن مس جو بھی آپ کا نام ہے بائے داوے یور گڈ نیم پلیز!"

"مریم سر۔"

لڑکی نے جلدی سے گڑبڑا کر اپنا نام بتایا تھا۔

"او تو مس مریم فار یور کائینڈ انفارمیشن میں ان کا چھوٹا بھائی ہوں ملک ابثم حسن۔"

اس نے مسکرا کر اپنا تعارف کرایا تھا۔

"او ایم سو سوری سرائیکسٹریملی سوری مجھے بالکل نہیں پتہ تھا وہ سرائیٹ سائیڈ سکینڈ روم شہرام سراسی

روم میں ہوتے ہیں۔"

لڑکی نے معذرت خوانہ لہجے میں اسے شہرام کے کمرے کا بتایا تھا۔

"او کے تھینکس مس مریم نائٹس ٹومیٹ یو۔"

وہ مسکرا کر سر کو خم دیتا ہوا راسیٹ سائیڈ پر ٹرن ہو گیا تھا جبکہ رسیشنسٹ اس کی پرسنلیٹی پر عیش عیش کر

اٹھی تھی۔

"ہائے قسم سے کتنا ہینڈ سم بندہ ہے شہرام سر تو ہیں ہی لیکن یہ تو ان سے بھی زیادہ ہے۔"

وہ تاسف سے سوچتی رہی اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی تھی۔

اس نے شہرام کے کمرے کے باہر پہنچ کر دروازہ ناک کیا۔
"یس کم ان۔"

اندر سے شہرام کی آواز آئی تو وہ دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہو گیا شہرام کچھ فائلوں میں سر دیے
مصروف نظر آرہا تھا ابشم چلتا ہوا اس کے سامنے والی کرسی پر دھڑم کر کے گرنے والے انداز میں بیٹھا
تھا۔ شہرام نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا جو شدید آواز لرگ رہا تھا۔
"او تو ملک ابشم صاحب نے آفس کو شرف ملاقات بخش ہی دیا۔"
وہ چہرے پر چڑانے والی مسکراہٹ کے ساتھ اسے کہہ رہا تھا۔

"اف بھیا آپ مجھے یہ بتائیں کہ اب میں کروں کیا کیونکہ ملک صاحب کے پاس تو میں ہر گز نہیں جا رہا۔"
وہ شدید جھنجھلا کر کہہ رہا تھا کیونکہ وہ اپنی تازہ ہونے والی بے عزتی نہیں بھولا تھا۔
"لیکن جانا تو تمہیں پڑے گا میرے بھولے بادشاہ ورنہ بابا تمہیں بخشیں گے نہیں۔"
اس نے فائلیں بند کر کے ایک طرف رکھ کر سر کو دائیں بائیں کرتے ہوئے اس سے کہا تھا۔
"پلیز بھیا ڈوسم تھنگ!"

"نوجا و بابا کے روم میں۔"

شہرام نے اسے ہری جھنڈی دیکھائی تھی۔
"او کے فائن۔"

وہ اٹھ کر باہر کی جانب بڑھ گیا تھا اب اس کا رخ حسن احمد کے کمرے کی جانب تھا۔ اس نے حسن احمد کے کمرے کے باہر پہنچ کر خود کو مزید لعنت ملامت کے لیے تیار کیا کیونکہ کام تو اسے بر حال کرنا ہی تھا اس نے دروازہ ناک کیا تھا اندر سے ان کی سیٹری باہر آئی تھی ابشم اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"ایکسیوزمی مس آپ کے سر کا موڈ کیسا ہے؟"

اس نے ڈرتے جھجھکتے ہی پوچھا تھا وہ سیٹری حسن احمد کی پرانی سیٹری تھی اس لیے وہ ابشم کو بھی جانتی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔

"سر ان کا موڈ تو آپ کو اندر جا کر ہی پتہ چلے گا۔"

سیٹری کندھے اچکاتی ہوئی باہر نکل گئی تھی جبکہ ابشم نے تھوک نکل کر اپنا حلق تر کیا تھا اور دروازہ دھکیل کر اندر کی جانب چل دیا تھا۔ اندر جا کر وہ خاموشی سے کھڑا ہو گیا تھا وہ ان کی نظر کا منتظر تھا۔ حسن صاحب نے اپنی عینک اتار کر ایک طرف رکھی اور سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جو شریفانہ طریقے سے کھڑا زمین کو گھور رہا تھا۔

"بیٹھو۔"

انہوں نے اپنے میز کے سامنے رکھی کرسی کی جانب اشارہ کیا تو وہ چپ چاپ سر جھکائے وہی بیٹھ گیا اس لمبے ملک ابشم حسن وہ شریف انسان لگ رہا تھا جس کی شرافت کی مثالیں پورا زمانہ دے رہا ہو لیکن اصل میں وہ کیا تھا یہ تو میز کی دوسری جانب بیٹھا اس کا باپ اور اس طرف وہ خود بیٹھا ہی جانتے تھے۔

"کیا ارادہ ہے پھر آفس اور کام کو سنجیدگی سے لینا ہے آپ نے یا نہیں؟"

وہ اپنے ہاتھ میز پر رکھتے ہوئے زرا سا جھک کر کہہ رہے تھے۔

"بلاؤ دھمکا کر لیا ہے آپ نے پھر یہ سوال پوچھنے کا تردد کیوں۔"

یہ صرف وہ سوچ ہی پایا تھا اگر کہ دیتا تو یقیناً حسن صاحب اس کی روح قبض کر لیتے۔

"آپ فکر مت کریں بابا میں آج سے ہی کام شروع کر دوں گا۔"

اس نے جلدی سے مودب بن کر کہا تھا۔

"مجھے امید تو تم سے کسی اچھے کام کی نہیں ہے لیکن پھر بھی تم کہہ رہے ہو تو اعتبار تو کرنا ہی پڑے گا۔"

انہوں نے کرائیڈل سے ریسپور اٹھا کر شہرام کے روم کا نمبر ڈائل کیا تھا کچھ ہی دیر میں شہرام ان کے آفس میں موجود تھا۔

"جی بابا آپ نے بلایا مجھے؟"

شہرام نے حسن صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"یہ ابشم آج سے تمہارے انڈر کام کرے گا پہلے اس کی پروگرس دیکھو اور پھر ہی اسے اپنا الگ روم ملے

گاتب تک یہ تمہارے روم میں ہی بیٹھے گا۔"

انہوں نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"جی بابا جیسا آپ کہیں۔"

اور پھر یکے بعد دیگر دونوں ان کے کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔

"حد ہے بھئی صبح صبح نیند خراب کر کے آفس بھی بلا لیا اور الگ روم بھی نہیں دیا۔"

وہ منہ بسورتے ہوئے کہ رہا تھا شہرام کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"کوئی بات نہیں تم کچھ دن کام کرو میں تمہارے لیے الگ روم کا رینج کروادونگا۔"

شہرام نے اس کے کندھے پر ہاتھ پھیلا کر کہا تھا اور دونوں اس کے کمرے کی جانب بڑھ گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ شدید تپتی ہوئی گھر واپس آئی تھی حسب توقع نعیمہ بیگم گھر پر موجود نہیں تھیں جس شاپنگ کے لیے وہ کہہ رہی تھیں وہ وہی گئی ہوئی تھیں اس بات کا اندازہ ابہا کو تھا وہ گھر آکر لاونج میں بیگ رکھ کر وہی صوفے پر لیٹ گئی تھی۔

"زبیدہ باجی!"

اس نے ملازمہ کو آواز دی تھی۔

"جی ابہا بیٹیا!"

وہ کیچن سے ہاتھ پونچھتی ہوئی آئی تھیں۔

"ایک گلاس ٹھنڈا پانی پلائیں پلیز۔"

"جی پر بیٹیا کھانا کب لگاؤ؟"

وہ ادھر ہی ٹھہر کر اس سے کھانے کی بابت پوچھ رہی تھیں۔

"مجھے بھوک نہیں ہے فل حال کوئی موڈ نہیں ہے میں روم میں سونے جا رہی ہوں کوئی ڈسٹرب نہ

کرے۔"

پانی کا گلاس خالی کر کے وہ میز پر رکھ کر اپنا بیگ سمجھالتی اوپر چلی گئی تھی۔

کمرے میں آکر وہ گرنے کے سے انداز میں بیڈ پر بیٹھی تھی وہ رزم راجپوت کی آج کی جرات پر حیران تھی وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ یہ رزم اس سے آخر چاہتا کیا ہے اسے بچ راستے میں روک کر اس پر فضول قسم کے جملے کس کر وہ کیا ثابت کرنا چاہتا ہے۔

فل حال وہ رزم راجپوت کو بالکل نہیں سوچنا چاہتی تھی کیونکہ کل رتاج اور شہرام کی منگنی تھی اور اسے اس کے لیے سوچنا تھا کہ کیا پہننا ہے لیکن ابھی کے لیے اسے سونا تھا ابھی وہ لیٹی ہی تھی کہ آئزہ اور رتاج دنداناتی ہوئی اس کے کمرے میں آگئی۔

"کیا یہ آپ کی کوئی ٹائم ہے سونے کا؟"

آئزہ نے دھڑم کر کے اس کے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"تو اور کونسا ٹائم ہوتا ہے سونے کا اب بندہ یونیورسٹی سے آکر ہی سوتا ہے۔"

وہ منہ پر کشن رکھتے ہوئے اس سے کہہ رہی تھی۔

"ابہا؟"

اب کی بار رتاج نے بھی اسے بلایا تھا۔

"کیا ہے آپ کی؟"

اسی حالت میں لیٹے ہوئے جواب دیا تھا۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan

"پلیز چلونائے امی اور معما تمہیں بلارہی ہیں کہ رہی کل منگنی ہے کوئی ہلہ گلہ کریں کوئی ڈھولک شوک بجائیں۔"

رتاج اسے ہلاتے ہوئے کہ رہی تھی۔

"آپ کو پتہ تو ہے میں کہاں ایسے ہلے گلے کرتی ہوں۔"

وہ اب اٹھتے ہوئے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہ رہی تھی۔

"پتہ ہے ہمیں کہ آپ نہیں کرتی ایسا کچھ لیکن پھر بھی چلیں نہ ایسے ہی انجوائے منٹ ہی سہی۔"

آنرہ نے بھی اس پر زور دیا تھا۔

"اچھایار چلو میں بس چینیج کر لوں۔"

وہ کشن پھینکتی ہوئی بستر سے اٹھی تھی اور پانچ منٹ بعد لائٹ پنک کرتا بلو جینز کے ساتھ پہنے ہوئے باہر

تھی وہ تینوں ملک ہاوس کی جانب چل پڑی تھیں۔

"اسلام علیکم معمانی جان!"

اس نے اندر آتے ہی رزوانہ بیگم کو سلام کیا تھا جو لاونچ میں ہی ملازموں سے کہ کر دریاں پچھو رہی

تھیں۔

"وعلیکم اسلام! ابھی تمہیں خود خیال نہیں تھا کہ گھر میں شادی ہے میں ادھر ہی رہوں جبکہ تم تو آئی ہی

نہیں۔"

"اچھا معمانی جان سوری آتو گئی ہوں بس ایکچولی آج سے میرا سمسٹر سٹارٹ ہو گیا تھا تو میں یونی گئی تھی۔"

اس نے مسکراتے ہوئے وضاحت دی تھی۔

"ارے ابھی آگئی تو کوئی حیا ہے تجھ میں اتنی دیر سے آرہی ہے؟"

اماں بھی اندر سے اپنا ڈنڈا سمجھالتی ہوئی برآمد ہوئی تھیں۔

"بس نانو میں یونیورسٹی گئی تھی نہ اس لیے لیٹ ہو گئی۔"

اس نے ان کے گلے میں باہیں ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

"چل ہٹ پرے کام کے وقت تجھے وہ موہی وہ ور سٹی یاد آ جاتی ہے۔"

اماں ناک منہ کا زاویہ بھرپور طریقے سے بگاڑتے ہوئے کہہ رہی تھیں جس پر ابہا مسکرائی تھی۔

"نانو یونیورسٹی!"

اس نے ان کی اصلاح کی تھی۔

"بس بس زیادہ عالم فاضل بننے کی ضرورت نہیں ہے میرے ساتھ تم لوگ سمجھتے ہو میں بڑھیا جاہل ہوں

اپنے وقت کی پوری دو جماعتیں پڑھی ہوئی ہوں وہ الگ بات ہے کہ پرچے نہیں دیے تھے لیکن پڑھا تو

ہوا ہے نہ؟"

وہ اب تائید چاہ رہی تھیں۔

"جی جی نانو بالکل۔"

پھر وہ رتاج اور آئزہ کے ساتھ ہی باہر بیٹھ گئی تھی۔

شام میں نعیمہ، مرتضیٰ صاحب اور برہان بھی آگئے تھے اور پھر ڈھولک رکھی گئی تھی وہ سب لاونج میں بیچ و بیچ ڈھولکی رکھ کر بیٹھی ہوئی تھیں ڈھولک دادی بجا رہی تھیں جبکہ نعیمہ بیگم چچ بجا رہی تھیں باقی آہا، آرزو، رتاج، رزوانہ اور شگفتہ بیگم بھی پاس ہی نیچے بیٹھی ہوئی تھیں۔ مرتضیٰ صاحب اور حسن صاحب سامنے صوفے پر بیٹھے تھے جبکہ مبشر صاحب، شہرام اور ابثم ابھی آفس سے واپس نہیں آئے تھے۔

دادی اپنا ہی کوئی سہرا گارہی تھیں جس کے بول کچھ یوں تھے۔

"جیوے بنرا عمراں ہزاریاں

جیوے بنرا تیرے سہرے تو

میں واریاں وے سہرے والے

تو من ہاریاں وے جیوے بنرا

عمراں ہزاریاں وے جیوے بنرا

دادی صرف اکیلی ہی گارہی تھیں جبکہ باقی سب تالیاں پیٹ رہے تھے ابھی وہ سب گاہی رہی تھیں جب ابثم اور شہرام اندر آتے ہوئے دیکھائی دیے پیچھے مبشر صاحب بھی تھے۔

"واہ دادی آپ تو بڑا ہی سریلا گاتی ہیں۔"

وہ اپنا کوٹ اتار کر ابہا کے منہ پر اچھال کر دادی کے پاس جا کر بیٹھ گیا تھا یہ دیکھے بغیر کہ ابہا کا غصے سے گراف بڑھ رہا ہے۔

"یہ کیا بد تمیری ہے تمہیں تمیز نہیں ہے جاہل مینڈھے۔"

وہ کسی کو بھی دیکھے بغیر شروع ہو چکی تھی۔

"اوچگاڈ کے منہ والی اوچھبکی کی جڑواں بہن یہ کوٹ میں نے اپنی بہن کے اوپر پھینکا تھا لیکن تمہاری تو

پرانی عادت ہے ہر کسی کے بھڈے میں پڑنے والی۔"

وہ کندھے اچکا کر بڑی ہی آسانی سے اپنی بات سے مکر گیا تھا۔

"اوے بس کرو تم دونوں اب آواز نہ آئے جب دیکھو چوہے بلی کی طرح لڑنا شروع اے ابشم اب کوئی

الٹی حرکت کی نہ تو دیکھو میں تیرا منہ بگاڑ دوں گی اور ابہا تو بھی سن لے اب کسی بھی قسم کی آواز آئی نہ تو

تم دونوں کو کمرے میں بند کر دوں گی پھر اچھی طرح لڑتے رہنا۔"

دادی آخر میں تھوڑی زو معنی گفتگو کر رہی تھی اصل میں ایک خیال ان کے ذہن میں آیا تھا جسے عملی

جامہ پہنانا تھوڑا مشکل تھا پر شاہد وہ کر ہی لیں۔

ابہا اور ابشم تو دادی کی بات سن کر اچھل ہی گئے تھے نا جانے کتنی بار ابہا اور ابشم نے استغفر واللہ کہا تھا

جیسے اس بات نے ان دونوں کے ہی منہ میں کڑواہٹ گھول دی تھی۔

"جاو آئزہ سب کے لیے چائے بنا کر لاؤ۔"

رزوانہ بیگم نے آئزہ کو اشارہ کیا تو ابہا بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ گئی اسے اب اس ابشم کے سامنے بیٹھنا اپنی

توہین محسوس ہو رہا تھا۔ شہرام کی نگاہوں کی تپش سے رتاج بے حد کنفیوز ہو رہی تھی وہ لائٹ پنک

Eid ka khas milan by Aiman Khan

کڑھائی والی قمیض میں ملبوس تھی بالوں کی ڈھیلی چوٹی آگے کو ڈالے جس میں سے چند لٹیں نکل کر اس کے چہرے پر آرہی تھیں دادی کی کسی بات پر ہنس رہی تھی اور وہ مکمل محو ہو کر اسے دیکھ رہا تھا۔
"بس کر دیں ایسے گھور رہے ہیں کیا نظر لگانی ہیں انہیں۔"

ابشم نے بھی بچ میں ٹھوکا لگایا تھا۔

"تم مجھ پر نظر رکھنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کر سکتے کیا؟"

شہرام نے ابشم کو گھورا تھا لیکن وہ ڈھیٹوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

"نہیں یونو آج کل آپ کا اور ٹوپی رتاج بھابھی ہوٹ ٹاپک ہے اور مجھے لو برڈز کو تاڑنا بڑا مزے کا کام لگتا ہے۔"

اس نے صوفے کا کشن اپنے بازوؤں میں پیچ کر ایک آنکھ دبا کر کہا تھا۔

"قسم سے بہت ہی چھچھورے ہو تم۔"

شہرام نے اسے کوئی مارتے ہوئے کہا تھا۔

"تھینک یو آپ کا ہی بھائی ہوں۔"

رتاج اتنی دیر میں اٹھ کر کیچن میں چلی گئی تھی جبکہ حسن صاحب دونوں کو سامنے صوفے پر بیٹھ کر ملاحظہ کر رہے تھے۔

"یہ کیا کھسر پھسر لگائی ہوئی ہے تم دونوں نے؟"

جب ان کی سرگوشیاں ان کی برداشت سے باہر ہو گئی تو پوچھ ہی بیٹھے۔ ان کی آواز سن کر دونوں ہی کو سانپ سونگ گیا تھا۔

"کچھ نہیں بابا ہم تو بس ویسے ہی بول رہے تھے۔"

شہرام نے جلدی سے بات سمجھالی تھی اتنی دیر میں آئزہ، ابہا اور رتاج لوازمات کے ساتھ چائے لے کر آگئی تھیں خوشگوار ماحول میں سب نے چائے پی تھی اور پھر کافی دیر گپ شپ کے بعد وہ لوگ گھر آنے کے لیے اٹھ رہے تھے۔

"اے ابھی تو یہی رک جارات کل بہت سے کام ہونے ہیں۔"

اماں ابہا کو رکنے پر زور دے رہی تھیں لیکن وہ وہاں رکنے پر بالکل بھی رضامند نہیں تھی لیکن پھر نعیمہ بیگم کے کہنے پر ناچار اسے رکنہ ہی پڑا تھا۔ نعیمہ بیگم، مرتضیٰ صاحب اور برہان کے جانے کے بعد وہ رتاج کے کمرے میں ہی آگئی تھی رتاج واش روم میں تھی ابہا بیڈ پر بیٹھی مسلسل رزم کے بارے میں سوچ رہی تھی اسے اندر ہی اندر اس کی تنظیہ باتیں اس کا خون کھولا رہی تھیں رتاج واش روم سے باہر آئی تو اس نے ابہا کو کسی گہری سوچ میں گھرے پایا۔

"کیا بات ہے ابھی کیا سوچ رہی ہو؟"

اس نے ہاتھوں پر کریم لگاتے ہوئے ابہا سے پوچھا تھا۔

ابہا ایک دم چونکی تھی۔

"کچھ بھی نہیں آپی بس ایسے ہی۔"

ابہانے اس بات کو ٹالا تھا اور رتاج کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔
"چھوڑیں آپ بتائیں پھر کیسا لگ رہا ہے کل شہرام بھیا کے نام کی انگھوٹی آپ کی اس انگلی میں ہوگی۔"

اس نے اس کی تیسرے نمبر کی انگلی اوپر کر کے کہا تھا جس پر رتاج مسکرائی تھی۔
"ہائے بنورانی کو شرم آرہی ہے۔"

وہ تکیہ گود میں رکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔
"جب تمہاری شادی ہوگی نہ تو پھر پوچھوں گی تم سے۔"
رتاج نے الٹا اسی پر چوٹ کی تھی۔

"مجھے اس شادی کے جھنجھٹ میں پڑنا ہی نہیں ہے"
ابہانے اپنے منہ کے زوایے بگاڑ کر کہا تھا۔

"بیٹا جی یہ تو وقت ہی بتائے گا۔"
رتاج نے اس کے سر پر چت لگائی تھی۔

"ہاں تو ٹھیک ہے نہ کچھ کاموں کو وقت کے لیے بچا کر رکھنا چاہیے۔"
اس نے کندھے اچکا کر کہا اور لیٹ گئی دوسری طرف رتاج بھی لیٹ گئی تھی۔

اسے لیٹے ہوئے ابھی آدھا گھنٹہ ہی ہوا تھا جب اسے عجیب سی کھٹ پٹ کی آواز آئی تھی وہ ایک دم ہڑبڑا کر اٹھی تھی آواز باہر سے آرہی تھی وہ اپنا دوپٹہ سمبھالتی ہوئی پیروں میں سلیپر پہن کر دبے پاؤں دروازہ کھول کر باہر نکلی تھی۔

کارڈور کی ساری بتیاں بند تھیں جس کا مطلب تھا کہ سب سوچکے ہیں آواز ایک بار پھر آئی تھی اس نے آواز کا پیچھا کیا تو البشم کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی اور آواز بھی ادھر سے ہی آرہی تھی وہ ایک دم دیکھنے کے لیے آگے بڑھی تھی اس کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔
"یہ منحوس مینڈھا اس وقت کیا کر رہا ہے خود تو جاہل نے سونا نہیں ہوتا دوسروں کی بھی نیند حرام کی ہوئی ہیں ہوں فضول انسان۔"

وہ منہ میں بڑبڑاتی ہوئی اس کے کمرے کے دروازے کی جانب بڑھی تھی اس نے اندر جھانکا تو کمرہ پورا خالی تھا اس نے پورے کمرے پر نظر دوڑائی تھی مگر کمرہ پھر بھی خالی ہی ملا تھا۔ وہ مڑ کر واپس جانے والی تھی جب کسی نے اس کی آنکھوں پر عینک لگائی تھی۔ سب کچھ اتنی اچانک ہوا تھا کہ اسے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آیا تھا عینک لگانے کے ساتھ ایک ہی لمبے میں دیوار گیر ایل ای ڈی اون ہوئی تھی اور پھر کوئی خون خرابے والی زومبی مووی چل پڑی تھی جس میں عجیب شکل کے لوگ تھے جن کے بدن خون سے بھرے ہوئے تھے اور زبانیں باہر کو لٹکی ہوئی تھیں عینک کے اندر سے ابہا کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سارے اس کی طرف ہی آرہے ہو اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار تھری ڈی تھیٹر پر کوئی چیز دیکھی تھی

اس لیے اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ عینک پہننے سے آپ کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ساری چیزیں حقیقت میں ہوں۔

ابہاسن سکتے ہیں سٹل وہی کھڑی تھی ایک خون خوار زومبی ہاتھوں میں خنجر لیے تیزی سے اس کی طرف آ رہا تھا فاصلہ بس کچھ پل کا رہ گیا تھا ابہا اپنی پوری قوت سے چیخی تھی اس کے پیچھے ابشم کھڑا حیرت کی تصویر بنا ہوا تھا کہ یہ چیخ کیوں نہیں رہی ہے ڈر کیوں نہیں رہی اب اسے کیا معلوم تھا کہ وہ ڈر کے باعث فریز ہو گئی تھی وہ تیزی سے دو قدم پیچھے ہوئی تھی اور سیدھی ابشم کے سینے سے اس کی پشت ٹکرائی تھی ابشم نے اسے کندھوں سے تھام کر سہارا دیا تھا اور پھر اس کے مسلسل چیختے ہوئے منہ پر اپنا بھاری مردانہ ہاتھ رکھا تھا۔

"اوچھاڑ اپنا یہ اتنا کھلا گلہ پھاڑنے کے علاوہ تمہیں کوئی اور کام نہیں ہے کیا جب دیکھو پورا منہ کھول کر چیختی رہتی ہو۔"

وہ جھنجھلا کر اور ہنس کر کہہ رہا تھا۔

"ابشم کے ہاتھ ابھی بھی ابہا کے کندھے پر ہی تھے وہ ایک جھٹکے میں مڑی تھی اور رکھ کر اپنا پاؤں اس کی ٹانگ پر مارا تھا ابشم تو بلبلا ہی گیا تھا اس کے ہاتھ کندھے سے جھٹکتے ہوئے وہ غصے سے پھنکاری تھی۔

"تمہیں بھی کوئی اور کام نہیں ہے جو تھرڈ کلاس مردوں کی طرح بدلہ لینے کے بارے میں سوچتے ہو

مینڈھے کہیں کے آئینہ اگر مجھے ڈرانے کی کوشش کی نہ تو یاد رکھنا جتنا درد اب تمہاری ٹانگ میں ہو رہا ہے نہ اس سے بھی زیادہ برداشت کرنا پڑے گا۔"

وہ دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ البشم کو وہ اور تاود لاگئی تھی اس نے اپنی مٹھیاں پینچھی تھیں۔
"صبح ایک ہنگامے سے ہوئی تھی ہر طرف شور و غل کا سما تھا آج شہرام اور رتاج کی منگنی تھی منگنی کا سارا
ارتیج منٹ لان میں کیا گیا تھا آج شام کو منگنی تھی تو صبح سے ہی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں کیٹرنگ والے
لائٹنگ والے سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف دیکھائی دے رہے تھے حسن اور مبشر صاحب صبح سے
مختلف کاموں میں الجھے ہوئے تھے جبکہ وہ پھر سے مزے کی نیند سو رہا تھا شہرام خود لان میں ٹیبلز لگوا رہا
تھا اور ساتھ میں برے برے منہ بھی بنا رہا تھا۔

"یار دلہا ہو میں دیکھو زرا کوئی عزت ہی نہیں ہے اپنی منگنی پر بھی یہ کرسیاں لگوا رہا ہوں اور وہ البشم مزے
سے سو رہا ہے جیسے اس کی منگنی ہو۔"

شہرام کو ایک بار پھر سے البشم پر غصہ آیا تھا وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر سیدھا اس کے کمرے کی جانب بڑھا
تھا۔ دھڑام سے دروازہ کھولنے کے بعد وہ اندر داخل ہوا تھا حسب توقع وہ مزے سے سو رہا تھا شہرام کو
اور زیادہ غصہ آیا تھا۔

وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا اور اس کے اوپر سے کمفر ہٹا کر اسے بازو سے تھام کر جھنجھوڑ ڈالا تھا۔
"کیا یار کون ہو سونے دو۔"

شہرام کو اس کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی تھی۔

"میں ہوں تمہارا اکلوتا بھائی اور تم کس قدر کے بے شرم ہو۔"

وہ منہ پھلا کر اس سے کہہ رہا تھا البشم نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔

اور شہرام کے پھولے ہوئے منہ کو دیکھ کر اس نے بڑی ہی مشکل سے اپنا قہقہہ روکا تھا۔

"تو آپ کیا چاہتے ہیں مجھ سے کہ میں لال جوڑا پہن کر آپ کی باہوں میں باہیں ڈال کر پھیروں۔"

اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"استغفر واللہ ایسی صحت مند اور کسرتی جسم کی مالک دلہن سے بہتر ہے میں زہر کھالوں۔"

شہرام نے جھر جھری لی تھی۔

"ہا ہا بھیا کیا مصیبت ہے اب بولیں۔"

وہ بستر چھوڑ کر اٹھ گیا تھا۔

"مصیبت یہ ہے کہ چل کے لان میں سیٹنگ کر او میں دلہا ہوں آج میری منگنی ہے تو میری عزت کرو زرا

میں اب مزید کوئی کام نہیں کرونگا۔"

اس نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے سر کو دائیں بائیں نفی میں ہلایا تھا۔

"اچھا بھئی کوئی بات نہیں اپنا ٹائم آئے گا پھر دیکھنا میں پورے گھر کو اور خاص کر آپ کو اپنی انگلیوں پر

فرکی کی طرح گھماؤں گا کیونکہ تب آفر آل ملک ابشم حسن دلہا ہو گئے کوئی مذاق تھوڑی نہ ہو گا بھلا۔"

اس نے شہرام کو دیکھتے ہوئے بڑے ہی انداز سے کہا تھا۔

"چھوٹے ملک صاحب زرا خوابوں کی دنیا سے باہر تشریف لائیں اور کرسیاں لگوائیں جا کر۔"

شہرام نے ایک منٹ کے اندر اندر اسے حقیقت کا آئینہ دیکھایا تھا۔

"اچھا بڑے ملک صاحب آپ نے بھی آج کے دن جتنی عیاشی کرنی ہے کر لیں میرے سر پر اس کے بعد تو رتاج آپ نے آپ کو ایسی لگام ڈالنی ہے کہ بس سوا دہی آجانا ہے مجھے۔"

وہ ہاتھ مسلتے ہوئے چھٹخارے لیتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اوے بکو اس نہ کرو ہر وقت بک بک کام کرو کام۔"

شہرام نے اسے بستر سے نیچے دھکیلا تھا وہ دھائیاں دیتا ہوا اثر روم کی جابب بڑھ گیا تھا

"اف پتہ نہیں یہ لڑکاسیریس کب ہو گا ہر وقت مستی مذاق بس اس کے علاوہ اسے کوئی کام ہی نہیں ہے۔"

شہرام بڑبڑاتے ہوئے اس کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام میں چار بجے کے قریب رتاج کو پار لرجانا تھا لیکن وہ اکیلے جانے کے لیے مان ہی نہیں رہی تھی ابہا تھوڑی دیر پہلے ہی گھر گئی تھی آئزہ کو دادی جانے نہیں دے رہی تھیں کہ اتنا کام ہے گھر میں وہ کس نے کرنا ہے۔

ابشتم نے لان پورا ڈیکوریٹ کروا دیا تھا صرف یہی نہیں اس نے کیٹرنگ اور لائٹنگ کے کام بھی بڑی ہی آسانی سے انجام دیے تھے۔

اب وہ تھک کر کچھ دیر آرام کرنے اندر جا رہا تھا جب دادی کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔

"اے ابشتم سن!"

دادی اپنی چھڑی سمبھالتی ہوئی لاونج میں ہی صوفے پر براجمان تھیں۔ اس کے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے قدم ایک پل میں رکے تھے۔

"جی دادی!"

اس نے سوالیہ نظروں سے دادی کی جانب دیکھا تھا۔

"جامیر اپتزر اسامنے سے ابھی کو بلا لاوہ رتاج نے بیوٹی پارلر جانا ہے کہ رہی ہے ابھی کے ساتھ جائے گئی۔"

دادی اپنے مصنوعی میٹھے لہجے میں اسے قائل کرنے کی کوشش شروع کر چکی تھیں۔

"کیوں وہ چمگادڑ کیار تاج آپ کی بوڈی گارڈ ہے جو اسے لے کر جانا ہے ساتھ عجیب بات ہے دادی دفع کریں اسے خود تو اسے تیار ہونے کا کوئی ڈھنگ ہے نہیں خوا مخواہ میں اگر رتاج آپ کے ساتھ پارلر چلی گئی تو انہیں بھی کہیں جو کرنے بنوالائے ہا۔"

اپنی بات کر کے وہ خود ہی قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

"بکو اس نہ کر ہر وقت فضول بولتا ہے جا بلا کر لاور نہ اٹھو پھر میں۔"

دادی اسے اپنی چھڑی دیکھاتی ہوئی کہ رہی تھیں۔

"رہنے دیں آپ دادی اٹھنے کی زحمت ہر گز مت کریے گا ورنہ جب تک آپ نے اٹھنا ہے نہ اس صوفے سے تب تک میں نے دوبار اس چمگادڑ کو بلا لانا۔"

"دفع بھی ہو اب بکو اس کری جارہا ہے کری جارہا ہے خبیث انسان"

دادی تو اپنے اشتعال میں آگئی تھیں۔

وہ ہنستا ہوا سیڑھیاں اتر کر باہر کی جانب بڑھ گیا تھا اب اس کا رخ مرتضیٰ ہاوس کی جانب تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ سامنے ملک ہاوس سے واپس آئی تو اسے اپنے کپڑوں کی بھی فکر لاحق ہوئی کہ وہ شام میں کیا پہنے گی وہ

جلدی سے نعیمہ بیگم کو سلام کر کے اپنے کمرے میں آئی تھی اس نے سب سے پہلے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا

ہوا اپنا اپری کوٹ سکریب اٹھایا تھا۔

"ابھی بہت وقت ہے تب تک ماسک لگالیتی ہوں منہ پر تھوڑی فریشنس آجائے گی۔"

اس نے یہ سوچتے ہوئے ہی آرام سے ماسک اپنے منہ پر لگایا تھا اور الماری کی جانب بڑھ گئی تھی الماری

کھولی تو قطار در قطار اس کے بے شمار کرتے لٹکے ہوئے تھے ایک جانب فارمل تھے تو دوسری جانب کبجول

ان کے نیچے ہی بے شمار رنگوں میں جینز طے کر کے رکھی گئی تھیں اس نے فارمل کپڑوں والی سائیڈ سے

ایک خوبصورت لائٹ ریڈ کلر کا کرتا نکالا تھا جس پر نفیس بلیک موتیوں سے کڑھائی کی گئی تھی اس کے

ساتھ اس نے بلیک جینز نکال کر بیڈ پر رکھی اور خود نیچے کیچن کی جانب آگئی۔

کیچن سے اس نے ایک کھیر الیا اور چھری سے اس کے دو بڑے بڑے قتلے کاٹ کر لاؤنج میں رکھے

صوفے پر آ بیٹھی اور سامنے پڑے ہوئے میز پر ٹانگیں پھیلا کر وہ قتلے اپنی آنکھوں پر رکھ کر آنکھیں موند

گئی۔

وہ بڑے ہی آرام سے سیٹی پر کوئی دھن بجاتا مرنقصى هاوس كے لاونج ميں داخل هوا تھا وہ اپنے دھيان آرہا تھا جب اس كى نظر اچانك سے ابها كے ماسك زدہ چہرے اور كھيرے كے قتلے لگى آنكھوں پر پڑى ساآھ ميں اس كے بال اس لمبے كھلے ہوئے آھے ابشم كى آو سىٹى ايك منٹ ميں كم ہوئى آھى۔ اور اس كے بعد اس نے زوردار چنچ مارى آھى۔

"آں۔۔۔ امى چڑيل آها بچا وبچا۔"

وہ لاونج ميں اچھل رہا تھا اردگر كے شور سے ابها جس كى آنكھ ابھى دو منٹ پہلے ہى لگى آھى ہڑا كراٹھ بيٹھى آھى آنكھوں پر ركھے ہوئے كھيرے كے قتلے زمين بوس ہوئے آھے اور وہ الجھن بھرى نظروں سے اچھلتے ہوئے ابشم كو ديكر رہى آھى۔

ابها كو بات سمجھ ميں آگئى آھى اس ليے وہ اس كى جانب بڑھى آھى ابشم نے ابها كو اپنى طرف بڑھتے ديكاآو اسے برىك لگى آھى۔

"ميرے پاس مت آو تم بھوتنى پھوپھو! رو كىں اسے پتہ نہيں كون بھوتنى كھس آئى ہے اوپر سے يهاں مزے سے صوفے پر كيلولا فرما رہى آھى يہ۔"

نعيمہ بيگم كو اس نے آتے ہوئے ديكاآو انہيں بتانا شروع هو كيا جبكہ ابها كو اپنے قہقے رو كنا مشكل لگ رہا آھا۔ "اوے پاگل يہ ابھى ہے ماسك لگا كر بيٹھى ہوئى آھى۔"

نعيمہ بيگم نے اسے بتاياآو ابشم كامنہ اور بھى بن كيا جبكہ ابها اب قہقے لگا رہى آھى۔

"معما بڑى بڑى ڈينگيں مارنے والے مينڈھے بھوتوں اور چڑيلوں سے ڈرتے ہيں۔"

وہ ہنستے ہنستے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

"اور جو چمگادڑیں پہلے ہی اتنی ڈراونی لگتی ہیں وہ ایسے منہ رنگین کر لیں نہ تو بھوتوں اور چڑیلوں کی سرغنہ لگتی ہیں پھوپھو۔"

وہ اب صوفے پر بیٹھ کر لمبے لمبے سانس خارج کر رہا تھا۔

"ہاں ابھی یہ تم کیا نکال کر آئی ہو شام میں پہننے کے لیے پھر وہی جینز وہی کرتا خبردار اگر تم یہ پہن کر گئی تو۔"

نعیمہ بیگم اس پر غصہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"پھوپھو! کچھ چمگادڑوں کو کپڑے پہننے کا بالکل بھی ڈھنگ نہیں ہوتا سر پھاڑ منہ جھاڑ نکل پڑتی ہیں۔" وہ اپنی ہی دھن میں کہہ رہا تھا۔

"بیٹا سر جھاڑ منہ پھاڑ ہوتا ہے۔"

نعیمہ بیگم نے اس کی اصلاح کی تھی۔

"ہاں وہی پھوپھو جو بھی ہوتا ہے۔"

"اور معما کچھ مینڈھوں کو نہ خوا مخواہ میں دوسروں کے معاملات میں دخل اندازہ کا شوق ہوتا ہے۔"

"بس کر دو تم دونوں فضول میں ہر جگہ شروع ہو جاتے ہو۔"

نعیمہ بیگم نے دونوں کو ہی خاموش کر لیا تھا۔

"پھوپھو دادی بلارہی ہیں کسی چمگادڑ کو رتاج آپ کو جو کر بنوانے جانا ہے۔"

وہ منہ بگاڑ کر بول رہا تھا نعیمہ بیگم کو اپنی ہنسی روکنا مشکل لگ رہا تھا۔

"اچھا آتی ہے تم ساتھ لے کر جاو گئے اسے یا یہ خود آجائے۔"

نعیمہ بیگم نے اس سے پوچھا تھا جو صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھا ہوا تھا۔

"میرے منہ پر کہیں پاگل لکھا ہے جو میں ایسے چمگادڑ اپنے ساتھ لے کر جاؤنگا۔"

"اور میرے منہ پر کہیں پاگل لکھا ہے جو میں ایسے سینگوں والے مینڈھے کے ساتھ جاؤنگی ہوں۔"

"اف تم دونوں پھر شروع ہو گئے جاو ابشم تم ابھی آرہی ہے بس۔"

نعیمہ بیگم نے اس سے کہا تو وہ اٹھ کر باہر نکل گیا جبکہ وہ اس کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"کبھی تو کوئی موقع چھوڑ دیا کرو تم۔"

وہ اسے سمجھاتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"کیوں وہ چھوڑتا ہے کوئی موقع جو میں چھوڑوں اس کی حرکتیں بتادی نہ میں نے آپ کو تو عیش عیش کر

اٹھیں گی آپ۔"

ابہانے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے ان سے کہا تھا۔

"رہنے دو بہن میں نہیں سنتی میں تمہارے لیے بہت خوبصورت ڈریس لائی تھی تم وہی پہنو گی۔"

"بالکل بھی نہیں یہ ڈھائی ڈھائی گز کے پردے اور چالیس من کی چادر میں نہیں سمجھا سکتی ان کا

بوجھ۔"

وہ صاف انکاری تھی۔

"ابھی میں لحاظ کر رہی ہوں اس کا یہ مطلب نہیں ہے تم آپے سے ہی باہر ہو جاؤ۔"

"کونسا آپا آپ کو اچھے سے پتہ ہے میں نہیں پہنتی ایسے کپڑے مجھ سے نہیں کیری ہوتے۔"

"تو سیکھو کیری کرنا انہیں سمجھی نہ آج تو یہ البشم بات کر کے گیا ہے کل کو دوسرے بھی آجائیں گئے کہ

لڑکیوں کو اپنی حد میں رہ کر کپڑے پہننے چاہئے۔"

"معما میں نے کسی کو اتنے جرات نہیں دی کہ اٹھ کر بات کرے۔"

"تم وہی پہنو گی جو میں لائی ہوں اینڈ ٹیٹس فائنل نوار گیو مینٹس۔"

وہ بات ختم کرتے ہوئے ڈریس کا شاپر اسے تھماتے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھیں جبکہ وہ البشم کی بات

سوچ کر ہی تلملارہی تھی سب اس کی وجہ سے ہوا تھا۔

"مینڈھا، جاہل ہوں !!!"

وہ کہہ کر وہ شاپر اٹھا کر منہ دھونے چل دی اور پھر منہ دھو کر اس کا رخ ملک ہاوس کی جانب تھا۔

ملک ہاوس سے اس نے رتاج کو لیا اور دونوں ڈرائیور کے ساتھ پارلر چلی گئیں۔ رتاج کو تو بیوٹیشن تیار

کرنے لے کر چلی گئی جب کہ وہ بھی اپنے تیار ہونے کے بارے میں سوچنے لگی اس کی بھی بکنگ رزوانہ

بیگم نے رتاج کے ساتھ کروائی تھی لیکن وہ کہاں کبھی میک اپ کرتی تھی وہ شدید تاؤ کا شکار تھی۔

"ایکسیوز می میم!"

وہ سوچ میں ہی تھی جب ایک لڑکی اس کے پاس آکر بولی۔

"یس!"

ابہانے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔

"وہ جو آپ کے ساتھ آئی ہیں نہ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ آپ کو اچھا سا تیار کر دوں۔"

اس نے اپنے پروفیشنل انداز میں کہا تھا۔

"ان سے بولیں مجھے نہیں ہونا ہے تیار۔"

ابہانے جھنجھلا کر کہا تھا۔

"پلیز میم آپ بہت پیاری ہیں اور آپ اچھی لگیں گی میں بالکل بھی اور نہیں کرونگی۔"

وہ منت بھرے انداز میں ابہا سے کہہ رہی تھی۔

"اوکے۔"

اس نے شاپر اسے پکڑا یا اور اس کے ساتھ چل پڑی

تقریباً تین گھنٹے کے بعد وہ دونوں پارلر سے فری ہو کر ملک ہاؤس آئی تھیں۔ رتاج کو ڈائریکٹ گاڑی سے سٹیج پر ہی جانا تھا سارے مہمان آچکے تھے شہرام اور البشم دونوں سٹیج کے ایک طرف کھڑے کسی کامن فرینڈ سے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

رتاج نے گاڑی سے قدم باہر نکالا تھا شہرام کی نگاہ خود بخود اس کی جانب اٹھی تھی۔

وہ ڈل پر پل ہلکی کامدانی میکسی میں ملبوس تھی بالوں کو کرل کر کے سائیڈ ہر رکھے اور ماتھے پر چھوٹا سا ٹیکا

لگائے مہارت سے کیے گئے نفیس میک اپ میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی شہرام کو اپنا آپ آج

چاروں شانے چت نظر آ رہا تھا اس کے لیے رتاج کے چہرے سے نگاہیں ہٹانا مشکل ہو رہا تھا البشم شہرام کو

ہی دیکھ رہا تھا کہ وہ کیسے رتاج کو دیکھ رہا ہے کہ اچانک اس کی نظر گاڑی کے دوسری طرف کھڑی ابہا مرتضیٰ پر پڑی تھی ابشم نے بار بار پلکیں جھپک کر اس بات کا یقین کرنا چاہا تھا کہ گاڑی کے دوسری طرف کھڑی لڑکی ابہا مرتضیٰ ہی ہے کیونکہ وہ آج کسی بھی قسم کے مردانہ حلیے سے عاری تھی۔

وہ لائٹ گرین کلر کا انگر کھا کر تالا لٹ گرین جامہ وار کے ٹراؤزر کے ساتھ پہنے ہوئی تھی جس کے اوپر انتہائی خوبصورت گوٹے والے لائٹ گولڈن چمپے کے ساتھ انگر کھا سٹائل بنایا گیا تھا اور سائیڈ پر خوبصورت لائٹ گولڈن ٹسل لٹک رہے تھے لائٹ گرین گوٹے کناری والے دوپٹے کو وہ پیچھے سے دونوں بازو میں ڈالے اپنے شولڈر کٹ بال درمیانی مانگ نکال کر کھلے چھوڑے اور لائٹ پنک لپ اسٹک کے ساتھ نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی چہرے سے ہی بیزاریت جھلک رہی تھی مگر ابشم آج اسے پہلی بار اس حوالے میں دیکھ رہا تھا وہ واقعی ہی خوبصورت لگ رہی تھی نہ چاہتے ہوئے بھی ابشم کو یہ بات ماننی پڑی تھی۔

وہ رتاج کو تھام کر سیٹج تک لے کر آرہی تھی آئزہ بھی لائٹ پنک فرائیڈ میں جو خوبصورت لگ رہی تھی۔ رتاج کو ابشم کے ساتھ سیٹج پر لے جایا گیا تھا سارے گھر والے سیٹج کے آس پاس جمع ہو گئے تھے۔

"اماں اجازت ہے پھر؟"

حسن صاحب نے اماں سے کہا تھا۔

"ہاں بالکل چل شہرام پتر بسم اللہ کر۔"

اماں نے شہرام سے کہہ کر اس کے ہاتھ میں انگھوٹی پکڑائی تھی جسے اس نے تھام کر رتاج کی انگلی میں پہنا دی تھی اور دوسری انگھوٹی انہوں نے رتاج کے ہاتھ میں تھمائی تھی۔

"لے رتاج پتر شہرام کو پہنادے۔"

اور پھر رتاج نے انگھوٹی شہرام کی انگلی میں پہنادی ہر طرف تالیوں کا شور تھا ہر کوئی بہت خوش تھا پھر اسی خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا تھا اور پھر ڈھیروں ڈھیروں گپ شپ کے بعد کہیں رات دیر تک فنکشن ختم ہوا تھا اور وہ گھر آئی تھی۔

اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ بھاری دوپٹہ کندھوں پر لٹکا کر وہ تھک چکی ہو اس نے دوپٹہ اتار کر بیڈ پر ایک طرف پھینکا اور اپنے ہاتھوں سے خود کے کندھے دبائے لگی۔

"پتہ نہیں یہ ساری لڑکیاں کیسے دوپٹہ کیری کرتی ہیں میرے تو بس کاروگ نہیں ہے یہ۔"

وہ خود سے کہہ کر سلیپنگ سوٹ لے کر واشروم کی جانب چل دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ آج خلاف توقع جلدی اٹھ گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسے ٹائم پر آفس جانا ہے وہ جلدی سے ڈریسنگ روم سے اپنے کپڑے لے کر جینج کرنے گیا تھا اور تقریباً پانچ منٹ بعد وہ فریش ہو کر باہر تھا وہ وائٹ شرٹ پر نیوی بلو ٹوپس نیوی بلو ٹائی کے ساتھ پہنے اپنے سیاہ سلکی بالوں کو جیل سے سیٹ کیے اور خود پر اچھے سے پرفیوم کا اسپرے کر کے وہ جلدی میں ہی نیچے آیا تھا جہاں سارے بیٹھ کر ناشتہ کر رہے تھے آج ابثم شہرام سے بھی پہلے تھا نیچے وہ ابھی نیچے آیا ہی تھا جب پیچھے سے شہرام آتا ہوا دیکھائی دیا تھا آج رتاج

Eid ka khas milan by Aiman Khan

ابھی تک سو رہی تھی اس لیے صبح صبح وہ رتاج کو نہیں دیکھ پایا تھا آئزہ بھی کالج یونیفارم میں ملبوس ناشتہ کرنے میں مگن تھی۔

"گڈ مارنگ ملک صاحب!"

"مارنگ دادی!"

اس نے حسب عادت دادی کا ماتھا چوما تھا۔

"واہ آج تو سورج بڑے وقت پر نکلا ہے۔"

حسن صاحب نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا تھا آج خلاف توقع ان کا موڈ خوشگوار تھا تب تک شہرام بھی اپنی کرسی سمجھال چکا تھا۔

ابشم نے دوبار آنکھیں رگڑ کر ان کی جانب دیکھا تھا۔

"اے ابشم پتہ یہ کیا کر رہا ہے؟"

دادی نے پراٹھے کا نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے معشوق نظروں سے اسے دیکھا تھا مبشر صاحب بھی مسکرائے

تھے اندر رزوانہ اور شگفتہ بیگم بھی اس کی شرارت سمجھ گئی تھیں۔

"کچھ نہیں دادی میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ کرسی پر ملک صاحب ہی ہیں یا ان کا کوئی ہمشکل ہے ورنہ میں نے تو کبھی انہیں ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔"

وہ آرام سے سلاٹس کھاتے ہوئے کندھے اچکا گیا تھا۔

حسن صاحب نے اب بھی صرف مسکرا نے پر ہی اکتفا کیا تھا جبکہ دادی اچھا خاصہ اسے گھور کر رہ گئی تھیں۔

"ابشم بھیا آج وین نہیں آئے گی میری تو کیا آپ مجھے کالج چھوڑ دیں گئے؟"

آنزہ نے اپنا بیگ کندھے پر ڈالتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں شیور چلو تم۔"

وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے باہر نکل گئے تھے جبکہ اس کے جانے کے بعد دادی حسن اور رزوانہ بیگم کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔

"حسن پتر میں ایک بات سوچ رہی تھی۔"

دادی نے پر سوچ نگاہیں حسن صاحب کی جانب مرکوز کی تھیں۔

"جی اماں وہ کیا؟"

حسن صاحب نے اماں کی جانب غور سے دیکھا تھا۔

"میں سوچ رہی تھی کہ کیوں نہ نعیمہ اور مرتضیٰ سے ابشم کے لیے ابھی کو مانگ لیں۔"

اماں نے بڑے ہی آرام سے وہاں بیٹھے نفوس پر بم پھوڑا تھا۔

"نہیں اماں یہ کیسے ممکن ہے وہ دونوں ایک منٹ بھی ساتھ نہیں گزار سکتے تو پوری زندگی کیسے گزاریں گئے۔"

حسن صاحب نے اماں کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

"پتر جب شادی ہو جائے گی تو سب ٹھیک ہو جائے گا جب ایک دوسرے کے قریب رہیں گئے تو ایک دوسرے کو سمجھنے بھی لگ جائیں گئے پھر محبت ہو ہی جائے گی۔"

اماں نے اپنے تجربے کے مطابق بات کہی تھی لیکن حسن صاحب کے سامنے ابشم اور ابہا کی لڑائی کا ایک ایک لمحہ فلم کی طرح گھوم گیا تھا۔

"نہیں اماں میرے ابشم کی لاپرواہی کو لے کر لاکھ اختلاف سہی لیکن میں اسے ایک ان چاہے رشتے میں نہیں باندھ سکتا وہ اور ابہا دو مختلف کشتیوں کے سوار ہیں جن کی منزل بھی مختلف ہے میں اب یہ بات مانتا ہوں کہ وہ دونوں کبھی پیار، محبت سے اکٹھے نہیں رہ سکتے اس لیے آپ بھی یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دیں ابشم کی شادی وہی ہوگی جہاں وہ چاہے گا یا جہاں اس کی رضامندی شامل ہوگی۔"

"دادی بابا ٹھیک کہہ رہے ہیں ابشم ابہا کو بالکل بھی پسند نہیں کرتا اور وہ کبھی بھی نہیں مانے گا اس لیے آپ اس بات کو ختم کر دیں یہی۔"

"ویسے حسن صاحب میری شروع سے بڑی خواہش تھی کہ ابشم کی دلہن ابہا بنے۔"

رزوانہ بیگم تاسف سے سوچتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

حسن صاحب نے گہرا سانس بھرا تھا۔

"ضروری نہیں ہوتا رزوانہ کہ ہر خواہش پوری ہو جائے خواہش میری بھی بہت تھی مگر یہ کسی طور بھی ممکن نہیں ہے۔"

وہ کہہ کر ان سب کو اداس چھوڑ کر باہر نکل گئے تھے جبکہ شہرام اور مبشر صاحب بھی سب کو اللہ حافظ کر کے ان کے پیچھے ہی آفس کے لیے نکل گئے تھے۔

"اماں آپ دعا کریں ابشتم اور ابہا کو ایک دوسرے سے محبت ہو جائے۔"

رزوانہ بیگم نے اماں سے کہا تھا جو رتاج نے سیڑھیاں اترتے ہوئے سنا بھی تھا اور اس پر آمین بھی بولا تھا۔

"کاش ان دونوں کو محبت ہو جائے ساتھ میں اتنے پیارے لگیں گئے نہ کہ کوئی حد نہیں ہے۔"

رتاج نے بھی ان کے پاس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

یہ چاہا تھا کہ محبت کرے وہ مجھ سے
کبخت کی ضد تھی کہ لگاؤ نہیں اسے کوئی
(ایمن خان)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ یونیورسٹی سے آج جلدی واپس آگئی تھی ابھی وہ گھر آئی ہی تھی کہ اس کے فون نے بیپ دی دیکھا تو
سکرین پر الویر اکا نمبر جگمگا رہا تھا اس نے یس کر کے کال اٹینڈ کی۔

"ہاں الویر ابو لو کیا بات ہے؟"

آج الویر یونیورسٹی نہیں آئی تھی اسی لیے وہ گھر جلدی واپس آگئی تھی۔
"یار ابھی کیا تم مجھ سے کہیں مل سکتی ہو؟"

الویر اکالہجہ پریشان لگ رہا تھا۔

"کیوں خیریت میں ابھی تو یونیورسٹی سے گھر آئی ہوں اور مجھے تم سے کوئی بھی بات نہیں کرنی ہے۔" وہ منہ پھلا کر اس سے کہہ رہی تھی۔

"میں جانتی ہوں ابہا تم مجھ سے ناراض ہو کہ میں نے تمہیں بغیر بتائے چھٹی کر لی تھی مگر پلیز اس وقت مجھے تم سے ملنا ہے میں بہت پریشان ہوں۔"

ابہا نے ایک گہرا سانس خارج کیا تھا اور پھر گویا ہوئی تھی۔

"ٹھیک ہے لیکن کہاں ملنا ہے۔"

"اوکے تم مجھے ابھی تھوڑی دیر میں امپوریم مال ملو۔"

الویر نے ابہا کو امپوریم مال بلایا تھا۔

"اوکے سی یو دیر۔"

ابہا نے کہہ کر فون بند کر دیا اور اوپر نعیمہ بیگم کے کمرے کی جانب چل پڑی۔

"معمادہ الویر اکا فون آیا تھا اس نے ایمر جنسی مجھے ملنے بلایا ہے تو میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں۔"

"لیکن بیٹا سب خیر تو ہے نہ؟"

نعیمہ بیگم پریشان ہو گئی تھیں۔

"ڈونٹ نو معمادہ واپس آکر بتاؤں گی۔"

وہ کہہ کر تیزی سے اپنا بیگ لٹکا کر سیڑھیاں پھلانگتی ہوئی پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی کی جانب آئی تھی اور گاڑی سٹارٹ کر کے اس نے امپوریم مال کی جانب موڑ دی تھی اسے خود بھی حقیقت پریشانی ہو رہی تھی کہ الویرا نے آخر اتنی ایمر جینسی میں اسے کیوں بلایا ہے۔



وہ آفس میں بیٹھا ہوا شہرام کے سامنے ہی کسی فائیک کی ریڈینگ کر رہا تھا وہ جانتا تھا کہ آج اسے ایک برتھ ڈے پارٹی پر جانا ہے۔ اس کے یونیورسٹی کے ایک دوست کی برتھ ڈے تھی تو وہ سارے دوستوں کو پارٹی دے رہا تھا لیکن اب البشم کو فکر یہ تھی کہ وہ آفس سے نکلے گا کیسے بابا تو اس کا گلا دبا دیں گئے اگر اس نے یہاں سے ہلنے کی بھی سوچی تو۔

وہ بے دلی سے فائل پڑھ رہا تھا جبکہ اس کا سارا دھیان اس طرف تھا کہ یہاں سے فرار کیسے ہو جائے۔ شہرام مسلسل اس کی عدم توجہ ٹوٹ کر رہا تھا لیکن وہ خاموش رہا تھا کہ شاید البشم خود اسے اپنا مسئلہ بتا دے لیکن جب پھر بھی البشم کچھ نہیں بولا تو مجبوراً شہرام کو ہی اسے مخاطب کرنا پڑا۔

"البشم کیا پروہلم ہے تمہیں کب سے میں نوٹ کر رہا ہوں کہ تم مسلسل کسی سوچ میں گم ہو۔" شہرام فائل رکھتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر اس سے کہہ رہا تھا ابھی البشم کچھ کہنے ہی والا تھا جب اس کا موبائل وائبرٹ ہوا تھا اس نے کال اٹینڈ کی تھی۔

"ہاں معاذ بولو کیا بات ہے؟"

اس نے فون کرنے والے سے کہا تھا۔

"یار ابثم کہاں رہ گئے ہو ہم سب تمہارا مال میں انتظار کر رہے ہیں۔"

معاذ نے ابثم سے کہا تھا۔

"سوری یار لیکن میں نہیں آ پاؤں گا یہاں آفس میں مجھے بہت کام ہے۔"

ابثم نے منع کیا تھا شہرام اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے اس کی دلی کیفیت جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"دوسری طرف سے پتہ نہیں کیا کہا گیا تھا کہ ابثم نے معذرت کر کے فون بند کر دیا تھا۔"

"کیا ہوا ہے کس کا فون تھا اور کہاں جانا ہے تم نے؟"

شہرام نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"وہ بھیا میرے دوست کی برتھ ڈے ہے تو وہ مال میں پارٹی دے رہا ہے سب میرا انتظار کر رہے ہیں لیکن

ملک صاحب مجھے جانے ہی نہیں دیں گئے تو اس لیے میں نے انکار کر دیا ہے۔"

اس نے انتہائی معصومیت سے کہہ کر دوبارہ سے فائل تھام لی تھی۔

"ہاں جانے تو نہیں دیں گئے بابا لیکن ایک آئیڈیا ہے میرے پاس۔"

شہرام نے زرا آگے ہو کر پر جوش ہو کر اسے مخاطب کیا تھا۔

"وہ کیا؟"

ابثم اس سے بھی زیادہ پر جوش نظر آ رہا تھا۔

"ابھی کچھ دیر بعد میری ایک کلائینٹ سے میٹنگ ہے تو تم میرے ساتھ چلو میٹنگ اٹینڈ کرنے میں
میٹنگ اٹینڈ کرونگا تم پارٹی اٹینڈ کر لینا بابا پوچھیں گئے تو میں کہوں گا کہ تم میرے
ساتھ گئے تھے۔"

شہرام نے اسے سارا آئیڈیا سمجھا دیا تھا۔ البشم کی خوشی دیدنی تھی۔
"واو بھیا جینیس آپ کو تو ملکہ برطانیہ کے مشیر خاص ہونا چاہیے تھا ایسے آئیڈیا سے دیتے نہ تو قسم سے وہ
تو آپ کی گرویدہ ہی ہو جاتی۔"
وہ سراہنے والے انداز میں اس سے کہ رہا تھا۔
"اچھا اب بکو اس بند کرو اور چلو میرے ساتھ۔"

اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے آفس سے باہر نکل گئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے اپنی گاڑی مال کی پارکنگ میں پارک کی اور خود اتر کر اندر کی جانب بڑھ گئی سکینڈ فلور پر آکر اسے
فورڈ کورٹ کے ایک ٹیبل پر الویرا بیٹھی ہوئی نظر آگئی وہ جلدی سے قدم بڑھاتی ہوئی اس کی جانب بڑھی
تھی۔

"ہائے کیسی ہو؟"

ابہانے الویرا کے گلے لگتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔
"میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ کیسی رہی منگنی؟"

الویر اس سے شہرام کی منگنی کے متعلق پوچھ رہی تھی۔

"ہاں بہت اچھی رہی بہت مزہ آیا اور تمہیں پتہ ہے میں نے اس فنکشن میں زندگی میں پہلی دفعہ ٹراوڑ اور کرتا پہنا تھا دوپٹے کے ساتھ اور یوکانٹ ایمیجن کے میری کیا حالت تھی یار پتہ نہیں تم لوگ کیسے دوپٹہ کیری کر لیتی ہو۔"

ابہامہ بناتے ہوئے کہ رہی تھی الویر اکو بے ساختہ اس کے منہ بنانے پر ہنسی آئی تھی۔
"تم نے نوٹ کیا ابہا کہ تم کل دوپٹے میں کتنی حسین لگ رہی تھی۔"
الویر انے الٹا اسی سے سوال کیا تھا۔

"نہیں میں نے نہیں دیکھا۔"

"لیکن میں نے دیکھا تم بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔"

"لیکن تم نے کہا دیکھا؟"

ابہا کو اب تشویش ہو رہی تھی۔

"وہ رتاج آپنی نے سٹیٹس لگایا ہوا تھا۔"

"اور تم خود کیوں نہیں آئی رتاج آپنی نے تمہیں انوائٹ کیا تھا نہ؟"

الویر ابہا کی بچپن کی دوست تھی اس لیے ان کے گھر اس کا آنا جانا لگا رہتا تھا رتاج سے بھی اس کی دوستی تھی کافی۔

"ہاں انوائٹ تو کیا تھا مگر آ نہیں سکی۔"

وہ افسردگی سے کہہ رہی تھی۔

"الویرا کیا تم ٹھیک ہو؟"

ابہا کے پوچھنے کی دیر تھی الویرا کے آنسو ٹپ ٹپ گر پڑے تھے۔

"الویرا واٹس رانگ کیا ہوا ہے تم ایسے کیوں رو رہی ہو؟"

ابہا کو اس کے رونے سے پریشانی ہو رہی تھی۔

"ابھی معما اور ڈیڈ نے میرا رشتہ پکا کر دیا ہے۔"

اس نے روتے روتے ہی اسے بتایا تھا۔ ابہا نے شوک کی سی کیفیت میں اس کی جانب دیکھا تھا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تمہارا رشتہ؟"

ابہا کے لیے بولنا مشکل ہو رہا تھا کیونکہ الویرا کی فیملی بہت لیبرل اور براڈ مائنڈڈ تھی وہاں ایسا کچھ اچانک

سے ہو جانا واقعی ہی ایک شاکنگ بات تھی۔

"کس سے پکا کیا ہے تمہارا رشتہ انہوں نے؟"

ابہا اس سے سوال کر رہی تھی۔

"آئی ڈونٹ نوڈیڈ کے کسی کزن کا بیٹا ہے۔"

الویرا نے اسی طرح اسے بتایا تھا۔

"تم جانتی ہو کبھی ملی ہو اس سے؟"

ابہا نے ایک اور سوال کیا تھا جس پر الویرا نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

ابہا نے ایک گہرا سانس خارج کیا تھا۔

"کیا تم خوش ہو الویرا؟"

ابہا پتہ نہیں کس لیے اس سے یہ سوال کر رہی تھی۔

"پتہ نہیں پر مجھے ابھی شادی نہیں کرنی ہے ابھی ابھی مجھے پڑھنا ہے پھر جاب کرنی ہے

کرئیر بنانا ہے اتنی جلدی شادی نہیں کر سکتی میں۔"

الویرا اب اسے اپنی پریشانی کی اصل وجہ بتا رہی تھی۔

"تو الویرا تم شادی کے بعد جاب کر لینا اور پڑھائی بھی مکمل ہو جائے گی ایک تو سال رہ گیا ہے بس ایک

سال تک تمہارے انداز انتظار نہیں کر سکتے کیا؟"

وہ کسی بڑی بی کی طرح اس سے پوچھ رہی تھی۔

"پتہ نہیں۔"

الویرا نے کندھے اچکائے تھے ابہا کا دل تو چاہ رہا تھا کہ رخ کے دے اس کے منہ پر۔

"تو کیا پتہ شادی ابھی ہونہ اور تم اپنے ان سے بات کر کے دیکھ لینا کیا پتہ اچھا بندہ ہو وہ مان جائے۔"

ابہا اسے سمجھا رہی تھی بات کافی حد تک الویرا کی سمجھ میں آ بھی چکی تھی۔

"خو اخواہ تم نے مجھے اتنی جلدی میں بلایا کچھ کھایا بھی نہیں ہے میں نے چلو اب اچھا سا بیچ کر او مجھے۔" وہ

مصنوعی گھورتے ہوئے اسے کہہ رہی تھی۔

"بہت ہی کوئی بھوک ہو تم ویسے۔" الویرا نے بھی اس سے کہا۔

"آئی ڈونٹ کیئر منگواؤ تم جلدی۔"

"منگواتی ہوں مر کیوں رہی ہو؟"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اور شہرام دونوں مال آچکے تھے شہرام ابشم کوڈراپ کر کے خود آگے نکل گیا تھا جب کہ وہ خود امپوریم مال کے سکینڈ فلور پر فورڈ کوٹ میں آگیا تھا جہاں اس کے دوستوں نے پارٹی کا انتظام کیا ہوا تھا۔

"ہاے گائیز!" اس نے اندر جا کر تقریباً چلا کر سب سے کہا تھا۔

"اوسو آخر تو آ ہی گیا مجھے لگا تو نہیں آئے گا۔" معاذ منہ بناتا ہوا کہ رہا تھا۔

"یار آنے کا کوئی چانس تو نہیں بن رہا تھا بٹ تھینکس ٹو بھیا وہ ہی مجھے ملک صاحب کے چنگل سے آزاد کرا کے لائے ہیں۔"

وہ مسکراتے ہوئے ان سب سے کہ رہا تھا۔

"ہے تو ویسے تیرے بھیا کول۔"

دانیال نے بھی رائے دی تھی۔

"ارے دانی کول نہیں سوپر کول بولوا نہیں۔"

ابشم کے لہجے میں اپنے بھائی شہرام کے لیے پیار ہی پیار اور عزت ہی عزت جھلک رہی تھی۔

"ارے ابشم وہ تو تیری کزن نہیں ہے کیا نام تھا اس کا جو یونی بھی ہوتی تھی ہاں ابہا

مر تھی۔"

معاذ نے البشم کی توجہ ابہا کی جانب کرائی تھی جو آج پھر سے حسب معمول نیوی بلوٹاپ وائٹ جینز کے ساتھ پہنے ہوئے بالوں کی پونی ٹیل بنائے میک اپ سے مبرہ چہرے کے ساتھ الویرا کی کسی بات پر ہنس رہی تھی۔

"ویسے البشم بات ہے ماننے والی تیری یہ کزن ہے بہت ہوٹ دیکھ اب بھی کیسے جینز ٹوپ میں فٹ لگ رہی ہے۔"

شاہزیب نے اپنی ایکسرے کرتی ہوئی نگاہیں ابہا کے وجود پر ٹکا کر البشم سے کہا تھا۔
البشم کی تیوری لمہوں میں چڑھی تھی اور وہ شاہزیب کی طرف گھوما تھا اور ایک مکہ اس کے پیٹ میں مارا تھا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئی اس کے بارے میں ایسی غلیظ زبان کا استعمال کرنے کی۔"
وہ خون خوار تیوروں سے اسے گھور رہا تھا۔

"اوہیلو میری ہمت کی بات مت کرو اپنی اس کچھ لگتی کو سمجھاؤ جا کر جو ایسے ہی نکل پڑتی ہے بغیر دوپٹے کے اور ہاں تجھے کیوں اتنی تکلیف ہو رہی ہے کہیں تو نے تو آنکھ نہیں رکھی ہوئی اس پر۔"
"بکو اس بند کر اپنی کمینے۔"

وہ اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹک کر جون خوار تیور لیے ابہا کی جانب بڑھا تھا۔

ابہا نے اسے دور سے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا مگر پھر بھی وہ اسے نظر انداز کر کے ویسے ہی الویرا کے ساتھ باتوں میں مگن رہی تھی جب البشم اس کے سر پر پہنچ گیا اور اس نے ابہا کو بازو سے تھام کر اپنے مقابل کھڑا کیا تھا آنکھیں غصے کی شدت سے لال انگارہ ہو رہی تھیں۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ چھوڑو میرا بازو تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے ہاتھ لگانے کی؟"

وہ اس کی گرفت سے اپنا بازو چھڑواتے ہوئے غرائی تھی۔

"جسٹ شٹ اپ آواز نہ آئے تمہاری چلو میرے ساتھ۔"

وہ اسے بازو سے گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے کر جا رہا تھا ابہا کے ہاتھ پر البشم کی گرفت بے حد مضبوط تھی ابہا اپنی پوری طاقت لگا کر اس سے اپنا بازو چھڑوانے میں کامیاب ہوئی تھی۔

"چھوڑو مجھے گھٹیا مینڈھے تمہاری جرات بھی کیسے ہوئی میرے ساتھ ایسے بیہوش کرنے کی تم نے سمجھ کیا رکھا ہے مجھے ہاں تمہاری کوئی پرائیویٹ پرائیٹی ہوں میں جس کا ہاتھ پکڑ کر تم لے کر جا رہے تھے۔"

اس کا غصہ کسی طور بھی کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

"بکواس بند کرو یو چمگادڑ آئیندہ اگر تم مجھے بغیر دوپٹے کے باہر نظر آئی نہ تو آئی سویر میں تمہارا بالکل بھی کوئی لحاظ نہیں کرونگا سمجھی۔"

البشم نے انگلی دیکھاتے ہوئے ابہا سے کہا تھا۔

"کیوں تم ہوتے کون ہو مجھ پر روب جمانے والے جب میرے بابا کو کوئی پروہلم نہیں ہے میں جیسے مرضی کپڑے پہنو تو تمہیں کیا مسئلہ ہے اپنی یہ رسٹرکشنز اپنے تک رکھو سمجھے نہ مجھے اس سب میں انولو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ اسے غصے سے کہ کر تیز تیز چلتی ہوئی مال سے باہر آگئی تھی ابشم نے اپنی مٹھیاں غصے سے پیچھی تھیں اس کی رگیں غصے سے تنی ہوئی تھیں اس کا بس نہیں چل رہا تھا ابہا مرتضیٰ کی عقل میں یہ بات ڈال کر اسے دنیا کی غلیظ نظروں سے بچالے لیکن یہ جذبہ صرف وقتی تھا اس کے بعد اس نے کافی حد تک اپنے غصے کو قابو میں کر لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ انتہائی ریش ڈرائیو کر کے گھر پہنچی تھی ابشم کی آج کی ہمت پر واقعی ہی ابہا دنگ تھی گھر پہنچ کر اس نے گاڑی پورچ میں کھڑی کی اور اپنا بیگ سمبھالتی ہوئی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ نعیمہ بیگم لاونج میں ہی بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھیں ابہا کو غصے کی حالت میں آتے ہوئے دیکھا تو وہ ایک دم پریشان ہو گئی تھیں مگر ابہا ان کے پاس رکنے کی بجائے سیدھا سیڑھیوں کی جانب بڑھ رہی تھی جب انہوں نے اسے آواز دے کر اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

"ابھی رکو!"

انہوں نے اسے آواز دی تو اس کے سیڑھیاں چڑھتے قدم ایک لمبے کے لیے تھمے تھے۔

کیا ہوا تھا الویرا کو سب خیر تو تھی نہ؟"

ان کے لہجے سے لگ رہا تھا جیسے وہ اس کے جانے کے بعد سے وہی پر بیٹھی اس کی واپسی کا انتظار کر رہی ہوں لیکن ابہا کی اب کی غصے سے بھری ہوئی حالت دیکھ کر وہ حقیقی معنوں میں بے حد پریشان ہو گئی تھیں۔

"معماً میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔"

وہ کہہ کر واپس اوپر جانے لگی تھی جب نعیمہ بیگم نے اس کے بڑھتے ہوئے قدم ایک بار پھر سے روکے تھے۔

"ابہا فوری نیچے واپس آؤ اور بتاؤ مجھے کہ کیا ہوا ہے ہر وقت اپنی مرضی کرنا اچھی بات نہیں ہوتی میری پریشانی کا تمہیں زہر برابر بھی احساس نہیں ہے۔"

وہ سپاٹ لہجے میں اس سے کہہ رہی تھیں۔ ان کی بات سن کر ابہا مڑ کر واپس نیچے آگئی تھی اس کے چہرے کے تاثرات خطرناک حد تک سنجیدگی لیے ہوئے تھے وہ چلتی ہوئی ان کے برابر میں صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے تم اتنا غصے میں کیوں گھر آئی ہو؟"

نعیمہ بیگم نے اس سے پیار سے پوچھا تھا۔

"جب تک میرا سامنا آپ کے اس مینڈھے بھتیجے سے نہ ہو جائے میرا تو جیسے دن ہی سکون کا نہیں گزرتا اب بھی وہی شاہکار مل گیا تھا۔"

وہ غصے سے بھرے لہجے میں ان سے کہ رہی تھی۔ نعیمہ بیگم نے ایک گہرا ہنکارا بھرا تھا اور پھر بولی تھیں۔

"تم تو الویرا سے ملنے گئی تھیں تو یہ وہاں ابشم کیسے آگیا؟"

نعیمہ بیگم نے الجھ کر اس سے پوچھا تھا جواب میں ابہا نے وہاں پر ہونے والا سارا واقعہ انہیں سنا دیا تھا کہ کس طرح ابشم اس کے مقابل آیا اور پھر دونوں کی کیا بات ہوئی اس نے ایک ایک بات لفظ بالفظ انہیں بتادی تھی۔

اس کی تمام باتیں سن کر نعیمہ بیگم نے ایک بار پھر سے گہرا سانس لے کر خود کو پرسکون کیا تھا اور اپنی بیٹی کو وہ سمجھانے کے لیے خود کو تیار کیا تھا جو انہیں شاہد بہت پہلے سمجھا دینا چاہیے تھا لیکن اس کی ضدی طبیعت کی وجہ سے وہ اسے سمجھا نہیں پائی تھیں ابہا غور سے اپنی ماں کے چہرے کے اتار چڑھاؤ جانچ رہی تھی جب وہ بولیں تو ان کے سرد تاثرات اور بے ربط جملے نے ابہا کو حیران کر دیا تھا۔

"تو کیا غلط کیا اس نے؟"

نعیمہ بیگم نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا کیا جو ابشم نے میرے ساتھ مال میں کیا وہ ٹھیک تھا؟"

ابہا آنکھیں بڑی کیے بے یقینی کی کیفیت میں گھری ہوئی ان سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں بالکل ٹھیک کیا اس نے اس کی جگہ اگر کوئی بھی غیرت مند مرد ہوتا تو وہ یہی کرتا
حتی کہ تمہارا اپنا بھائی بھی ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔"

ان کا لہجہ سپاٹ تھا بغیر کسی لچک کے ابہا نے ایک بار پھر بے یقینی سے ان کی جانب دیکھا
تھا۔

"دیکھو بیٹا میں تمہاری ماں ہوں تمہارے لیے کبھی بھی غلط نہیں سوچ سکتی اور یہ جو لڑکیوں
کی عزت ہوتی ہے نہ ایک نازک سے کانچ کی طرح ہوتی ہے جہاں ہلکی سی بھی دڑاڑ پڑ جائے
تو سارا کردار دھندلا جاتا ہے اور لباس ایک عورت کی شخصیت کا ایسا ہتھیار ہوتا ہے جس سے
یہ معاشرہ عورت کا کردار بڑے ہی دھڑلے سے جانچتا ہے اگر عورت مغربی طرز کے لباس
میں چلتی پھرتی نظر آئی تو اس معاشرے نے اسے بد کردار ماڈرن اور بے حیا کہنے میں لمہ
نہیں لگانا اور اگر وہی عورت اگلے لمبے برقع اور حجاب میں نقاب پہن کر آجائے تو وہی
عورت پاک صاف ہو جاتی ہے جس کا کچھ لمبے پہلے والا معشوق کردار ایک دم آئینے کی طرح
شفاف ہو جاتا ہے۔"

وہ سامنے دیکھتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر روانی سے بول رہی تھیں اور شاہد ابہا مرتضیٰ کو زندگی
میں پہلی بار لگا تھا کہ اس کی ماں کے لہجے میں اللہ نے بے پناہ تاثیر رکھی ہے۔ وہ ابھی ماں
کے لفظوں میں ہی تھی جب وہ پھر سے گویا ہوئی تھیں۔

"میں جانتی ہوں کہ میری بیٹی مغربی طرز کا لباس زیب تن کر کے بھی کردار کے معاملے میں آئینے کی طرح شفاف ہے مگر یہ معاشرہ یا ابشم نہیں جانتے انہیں تمہارے کردار کی پاکیزگی کے لیے تمہارے لباس کا مناسب ہونا لازم ہے اگر تم اس لباس میں باہر جاو گی تو وہ تمہارے بارے میں جو مرضی اخذ کر سکتے ہیں اور ایک ماں ہونے کے ناطے کم از کم میرا ضمیر تو یہ برداشت نہیں کرے گا۔"

"میں جانتی ہوں میری بیٹی بہت سمجھدار ہے اور میرے جملے اور لفظ وہ کیسے سمجھتی ہے یہ اس پر منحصر ہے۔"

وہ کہ کر اس کو سوچوں کے بھنور میں چھوڑ کر وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تھیں اور آج زندگی میں پہلی بار ابہا مرتضیٰ کو اپنے جسم میں گڑی ہوئی رزم راجپوت اور شاہزیب جیسے مردوں کی نظریں یاد آئی تھیں اور دوسرے ہی لمحے اس کے ذہن کی سکریں پر ملک ابشم حسن کا عکس لہرایا تھا اب اسے اس لمحے ابشم حسن برا نہیں لگا تھا وجہ وہ نہیں جانتی تھی لیکن ابشم کی شخصیت کو لے کر اسے ایک عجیب سے فخر کا احساس ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گھر آگیا تھا اس نے پارٹی اٹینڈ نہیں کی تھی شاہزیب کے ابہا کے متعلق کہے گئے جملے اس کی سماعتوں میں گونج رہے تھے وہ مسلسل اپنی سوچ کو جھٹک رہا تھا لیکن کسی طور بھی کامیابی نہیں ہو رہی تھی وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا اور گرنے کے سے انداز میں بیڈ پر لیٹا تھا۔

"تم کس حق سے مجھ پر رعب جما رہے ہو۔"

ابہا کا کہا گیا جملہ اس کے کانوں میں گونجا تھا۔

"ٹھیک ہی تو کہ رہی تھی وہ میں کس حق سے اس پر رعب جما رہا تھا مجھے کیوں شاہزیب کا اس کے بارے میں بات کرنا برا لگا تھا وہ جو مرضی کرے جو مرضی پہنے اس کی اپنی چوائس ہے۔"

وہ کہ کر آنکھیں موند گیا تھا ابھی اسے لیٹ تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب آئزہ دروازہ دھکیل کر اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"بھیا آپ کب آئے؟"

اس نے ابشتم سے پوچھا تھا۔

"بس ابھی آیا ہوں تم مجھے ایک کپ چائے پلا دو پلیز۔"

اس نے آئزہ سے کہا تھا۔

"اچھا میں بناتی ہوں آپ نیچے آجائیں دادی آپ کو یاد فرما رہی تھیں۔"

آئزہ نے اسے دادی کے بلاوے کے متعلق کہا تھا۔

"اچھا تم چلو میں فریش ہو کر آتا ہوں۔"

وہ سر ہلاتی ہوئی باہر نکل گئی تو وہ بھی اٹھ کر فریش ہونے کی غرض سے واشروم کی جانب

چل دیا کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر گرے ٹراؤزر کے ساتھ بلیک ٹی شرٹ پہنے ڈرئسنگ

ٹیبیل کے سامنے کھڑا تھا جہاں اس کے گیلے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے نظر آرہے تھے اس نے ہیر برش سے اپنے گیلے بال پیچھے کر کے کنگی کیے اور خود پر پرفیوم کا اچھا خاصہ اسپرے کر کے نیچے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے آگیا۔

وہ نیچے آیا تو دادی صوفے پر بیٹھی چائے کے کپ سے انصاف کرتی ہوئی دیکھائی دے رہی تھیں وہ چلتا ہوا دادی کے پاس آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔

"یہ جو چوری چوری آپ چائے میں چینی ڈال رہی ہیں نہ میں نے دیکھ لیا ہے دادی۔" البشم نے اپنی مسکراہٹ دبا کر دادی سے کہا تھا۔

"ہاں تو مجھ مظلوم سے نہیں پی جاتی یہ موعی پھیکی چائے۔" دادی منہ بناتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"آپ کی شوگر کی وہ کنڈیلا کی گولیاں کہاں ہیں وہ ڈال لیتی ٹیسٹ چنچ ہو جاتا تھوڑا۔" وہ پیار سے دادی سے کہہ رہا تھا۔

"اچھا چھوڑیں آج شام کو ہم دونوں دادی پوتا کھانا کھانے جائیں گئے میں اور آپ بس اور کوئی نہیں اور خبردار اگر آپ نے اس ابہا کو ساتھ لے کر جانے پر ضد کی تو میں نہیں لے کر جاؤنگا اسے۔"

وہ پہلے سے ہی انہیں وارن کر رہا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا ہر بار کی طرح پھر سے دادی اسے ساتھ تیار کر لیں گی۔ اس لیے اس نے پہلے سے ہی دادی کو منع کر دیا تھا۔

"کیوں بھی کیا ہو جائے گا اگر تیرے قارون کے خزانے سے تھوڑا وہ بھی کھالے گی تو قسم سے ابشم پتہ نہیں کیوں تو ایسی شودوں والی حرکتیں کرتا ہے۔"

دادی منہ بناتے ہوئے اس سے کہ رہی تھیں اتنی دیر میں آئزہ اس کے لیے چائے لے آئی تھی۔ رزوانہ بیگم سامنے بیٹھی دادی پوتے کی گفتگو سے محضوظ ہو رہی تھیں۔

توبہ دادی شودا کیوں بول رہی ہیں آپ مجھے اچھالے جانا اسے بھی ساتھ لیکن سمجھا دینا کہ فضول میں مجھ سے منہ ماری نہ کرے وہ۔"

وہ منہ دوسری طرف کرتے ہوئے کہ رہا تھا۔

"بھیا میں بھی چلوں گی آپ کے ساتھ۔"

آئزہ نے پر جوش ہوتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"کیوں تمہارے بھیا کا کیا پرائز بونڈ نکلا ہے جو تم بھی چلوں گی۔"

وہ اب آئزہ پر نگاہیں مرکوز کیے ہوئے اس سے کہ رہا تھا۔

"میں بھی چلوں گا۔"

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو شہرام کھڑا تھا جو شاید ابھی ابھی آفس سے واپس آیا تھا اور ان

کی گفتگو بھی سن چکا تھا۔

"چلو جی ایک نیا اضافہ ہو گیا۔"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

"کنجوس انسان بل میں پے کر دو نگا اٹس آ ٹیرٹ اف مائی انگلجمنٹ تم سب کو اور دادی کو بھی باقیوں کے لیے ہم پیک کرا لیں گئے۔"

شہرام نے کہا تھا۔

"نہ بھی میں تو نہیں جا رہی تم لوگوں کے ساتھ خود ہی تم بچے چلے جاو اور میرے لیے بھی پیک کرا لانا ابتم تجھے پتہ تو ہے کہ کیا پیک کرانا ہے؟"

دادی نے ابتم کی طرف دیکھ کر کہا تھا جس پر اس نے مشکوک نظروں سے دادی کی جانب دیکھا تھا۔

"جی جی دادی مجھے اچھے سے پتہ ہے کہ کیا پیک کرانا ہے لیکن وہ میں ایک ہی شرط پر پیک کرا کے لاؤں گا۔"

ابتم نے دادی کی کمزوری پر شرط رکھی تھی جس پر دادی نے اسے اپنی عینک کے پیچھے سے گھورا تھا۔

"واہ بھی پتر بہت اچھے اب دادی کے لیے کھانا شرطوں پر پیک کراو گئے واہ۔"

دادی اپنا ڈنڈا اس کے کندھے پر مارتے ہوئے بولی تھیں۔

"آہ دادی کتنی ظالم ہیں آپ تو بہ لگتا دادا جی کو بھی ایسے ہی اپنے ڈنڈے کا نشانہ بناتی ہوں گی۔"

اس نے اپنا کندھا سہلاتے ہوئے منہ بنا کر ان سے کہا تھا۔

"ہٹ پرے اس وقت تو میں جوان، حسین اور خوبصورت تھی میرے حسن کو کہاں اس ڈنڈے کی ضرورت تھی اس وقت تو تیری دادی کے یہ ہاتھ ہی کافی تھے کسی کی بھی مار لگانے کے لیے۔"

دادی ایک ادا سے بولی تھیں جبکہ ابثم اور شہرام آنکھیں پھاڑے دادی کو دیکھ رہے تھے ابثم کی زبان میں ہل چل ہو رہی تھی۔

"دادی صد افسوس آہا!!۔"

وہ ایک دم افسردہ شکل بنا کر گہرا ہنکارا بھر کر بولا تھا۔

"ہائے کیا ہوا پتر ایسے ہنکارے کیوں بھر رہا ہے؟"

دادی پریشان ہو کر اس سے پوچھ رہی تھیں شہرام بھی ابثم کی طرف ہی متوجہ تھا۔

"ہائے بس میں یہ سوچ رہا تھا کہ میرا دادا کس قدر کا مظلوم انسان تھا اور کتنا زیارہ زن مرید

تھا تب ہی تو آپ کے ہاتھوں سے ماریں کھاتا تھا اللہ ان کو صبر کا عظیم اجر دے آمین۔"

ساری بات بے حد سنجیدگی سے کہہ کر اس نے منہ پر ہاتھ پھیر کر وہاں سے دوڑ لگا دی تھی۔

دادی کو اس کی بات سمجھنے میں لمہ نہیں لگا تھا۔

"ٹھہر جا زرا دادے کے چچے ابھی بتاتی ہوں جو مرگیا اس کے ساتھ وفاداری نبھا رہا ہے اور

جو زندہ تیری دادی ہے اسے ظالم کہہ رہا ہے۔"

دادی تو مکمل طور پر اپنے جلالی روپ میں آچکی تھیں جبکہ وہ دوڑ کر اوپر سیڑھیاں پھلانگ گیا تھا پیچھے دادی بس ہاپتی ہی رہ گئی تھی۔

"کم بخت کہیں کا بالکل اپنے دادے پر گیا ہے نکما، اناڑی۔"

دادی افسوس سے سر ہلاتی رہ گئی تھیں۔

وہ مکمل طور پر نعیمہ بیگم کی باتوں کے حصار میں تھی۔ کبھی کبھی کسی کی پوری کی گئی تقریر آپ کے سر سے گزر جاتی ہے اور بعض اوقات کسی کے کہے گئے چند جملے روح میں پیوست ہو کر پوری کی پوری روح کو چھلنی کر دیتے ہیں ایسا ہی کچھ ابہا مرتضیٰ کے ساتھ بھی ہوا تھا نعیمہ بیگم کے چند جملوں نے ابہا کی ہستی فنا کر دی تھی اسے اپنا آپ ایک انتہائی گرا ہوا اور چھوٹا معلوم ہو رہا تھا۔ وہ آہستہ سے بیڈ سے اٹھ کر اپنے کمرے میں پڑے جدید طرز کے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو گئی تھی جس کے اوپر ایک وسیع آہینہ تھا جس کو انسانوں کی طرح جھوٹ بولنا نہیں آتا تھا وہ وہی حقیقت بڑی ہی سفاکی سے بیان کرتا تھا جس سے بشر نظریں چراتا تھا وہ بھی اپنے کردار اور شخصیت کی حقیقت جاننے کے لیے آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔

اس لمحے وہ اسی نیوی بلو ٹاپ اور جینز میں ملبوس تھی جس نے ایک مرد کی اٹھتی ہوئی غلیظ نگاہوں کو جھیلا تھا اور اسی لمحے دوسرے مرد کی عظیم غیرت کا تماشہ دیکھا تھا۔ وہ ٹاپ اس کے جسم کے ساتھ ہرگز بھی چپکا ہوا نہیں تھا اس میں سے اس کے جسم کے کسی قسم کے

بھی خدوخال واضح نہیں ہو رہے تھے مگر قصور صرف ایک تھا اس نے جسم کو ڈھانپنے والا ہتھیار دوپٹہ جسے عام الفاظ میں عورت کی زینت کہتے ہیں سے مبرہ تھی وہ غور سے اپنی حقیقت دیکھ رہی تھی جب اس کا فون کمرے کی دل دہلانے والی خاموشی میں چیخا تھا وہ ایک دم اپنی سوچوں کے بھنور سے باہر آئی تھی اور قدم قدم چلتی ہوئی بجتے ہوئے فون کی جانب بڑھی تھی اوپر بھیا کالنگ جگمگا رہا تھا۔

"اسلام علیکم بھیا!"

اس نے اپنی آواز کافی حد تک نارمل بنا کر اس سے کہا تھا۔

"وعلیکم اسلام ابہا کیسی ہو؟"

شہرام نے خوشدلی سے اس کے سلام کا جواب دے کر اس کا حال پوچھا تھا۔

"بالکل ٹھیک بھیا آپ بتائیے؟"

اس نے بدلے میں اخلاق نبھاتے ہوئے اس کا حال پوچھا تھا۔

"ہاں میں بھی بالکل ٹھیک ہوں اچھا میں نے تمہیں انوائیٹ کرنے کے لیے کال کی ہے۔"

شہرام نے اس سے ڈنر کے متعلق بات کی تھی۔

"انوائیٹ لیکن کہاں؟"

ابہا تب تک خود کو کافی حد تک نارمل کر چکی تھی۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan

"آج شام کو میں تم سب کو باہر ڈنر پر لے کر جا رہا ہوں اپنی انگیجمنٹ اور متوقع شادی کی ٹریٹ دینے۔"

آخر میں وہ تھوڑا شوخ ہوا تھا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن شہرام بھیا میری کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے سو آپ باقی سب کو لے جائیں میری طرف سے معذرت سمجھیں۔"

اس کا موڈ فل حال کہیں جانے کا بھی نہیں تھا اس لیے خود ہی معذرت کر لی تھی۔

"میں کوئی ایکسیوز نہیں سنوں گا ابہا اور میں اپنی بہن کے بغیر کہیں نہیں جاؤں گا اگر آج تم بیٹر فیل نہیں کر رہی ہو تو ہم کل رکھ لیں گئے۔"

شہرام نے نرمی سے اس سے کہا تھا ابہا کو اس کے خلوص اور پیار کے آگے ہار مانی ہی پڑی تھی۔

"اچھا ٹائمینگ بتادیں کب تک تیار رہوں میں؟"

آخر کار اس نے جانے کی حامی بھر لی تھی۔

"شام کو سات بجے تک تیار رہنا تم پھر چلیں گئے ابشم اور میری ہم دونوں کی گاڑیاں ہو گئی۔"

"ٹھیک ہے پر میں آپ کے ساتھ بیٹھو گی۔"

ابہا نے جلدی سے اپنی سیٹ ریزرو کروائی تھی۔

"ہاں ہاں ٹھیک ہے تم میرے ساتھ ہی بیٹھنا۔"

اس نے ہنس کر ابہا سے کہا تھا اور پھر کچھ دیر بات کر کے فون بند کر دیا تھا۔

وہ صرف گہرا سانس بھر کر رہ گئی تھی کیونکہ جو کچھ آج صبح ہوا تھا اس کے بعد ابہا کے لیے ابشم کا سامنا کرنا بہت مشکل مرحلہ تھا لیکن خیر وہ نظریں چرا کر بھی نہیں رہ سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باقی کا سارا وقت اس نے نیچے لاونج میں صوفے پر لیٹ کر گزار دیا تھا لیکن ایک بھی بار اس کے ذہن میں صبح والا واقعہ نہیں آیا تھا۔

"ارے ابشم بھیا! آپ تیار نہیں ہوئے ابھی تک ٹائم دیکھیں زرا شام کے پونے سات بج رہے ہیں۔"

آئزہ تیار ہو کر ابھی نیچے آئی تو اسے صوفے پر نیم دراز پایا۔

"بس جا رہا تھا۔"

وہ اٹھ کر سست روی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا وہ یہ واقعہ سوچ نہیں رہا تھا لیکن وہ غیر لاشعوری طور پر پریشان ضرور تھا۔

اس نے اچھے سے شاور لیا اور تولیے سے بال خشک کرتا ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو گیا وہ بلیک شلوار قمیض میں ملبوس تھا اپنے سیاہ سلکی بالوں کو برش کر کے جیل لگا کر پیچھے کو سیٹ کیا ہاتھ میں خوبصورت جیٹ بلیک اور گولڈ مکسڈ ریسٹ وائچ پہنی اور اچھے سے پرفیوم کا

اسپرے کر کے پیروں میں پشاوری چپل پہنے وہ اپنے کمرے کی لائٹ آف کر کے نیچے آگیا جہاں لاونج میں شہرام، رتاج اور آنزہ اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"واہ رے تیاری تو ایسی ہے جیسے ہم ڈنر کرنے نہیں اس کا رشتہ کرنے جارہے ہیں۔" شہرام نے مسکراہٹ دبا کر ابشم پر چوٹ کی تھی۔

جس پر اس نے منہ بنا کر شہرام کو دیکھا تھا۔
"میرا رشتہ نہ صبح آپ کی تو شادی کی خوشی میں کھانا کھانے جارہے ہیں نہ تو اتنا تو تیار ہونا میرا حق بنتا ہے۔"

وہ بے نیازی سے کہ دروازے کی جانب بڑھ گیا تو شہرام اور وہ دونوں بھی سب کو اللہ حافظ کہہ کر اس کے پیچھے ہی باہر آگئے۔

"شہرام ابہا کو کال کی تھی آپ نے؟"

رتاج نے شہرام کے برابر میں بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں کی تھی اب اس کے گیٹ کے سامنے سے لیتے ہیں اسے۔"

اس نے کہ کر گاڑی سٹارٹ کر دی تھی جبکہ ابشم پہلے ہی مرتضیٰ ہاوس کے گیٹ کے سامنے کھڑا ہارن بجا رہا تھا۔

"آپیہ یار جلدی کر لیں وہ لوگ آگئے ہیں۔"

برہان سیڑھیوں سے نیچے کھڑا ہو کر اسے آوازیں لگا رہا تھا۔

"تم جا کر بیٹھو گاڑی میں۔ میں آتی ہوں۔"

برہان باہر کی جانب بڑھ گیا تھا جبکہ کچھ ہی دیر میں وہ بھی گیٹ سے باہر تھی۔ وہ بلیک جینز کے اوپر بلیک ہی گھٹنوں تک آتے فراک میں ملبوس تھی گلے میں بلیک اور سلور سٹولر لپیٹ رکھا تھا بالوں کو آج پونی ٹیل کی بجائے ہاف پکڑ کر کیچر لگایا ہوا تھا کانوں میں خوبصورت سلور ڈائمنڈ پہنے بغیر میک اپ کے وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔

ابشم نے ایک نظر اس کے معمول سے ہٹ کر کپڑوں پر ڈالی اور پھر اس کے گلے میں لپٹے ہوئے سٹولر پر اسے اپنے اندر تک ایک انجانا سا سکون محسوس ہوا تھا۔

برہان ابشم کی گاڑی میں جبکہ ابہا شہرام کی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔ وہ سارے راستے بے حد خاموش رہی تھی۔

"کیا بات ہے ابھی تمہاری طبیعت کیسی ہے اب؟"

رتاج نے پیچھے مڑ کر اس سے پوچھا تھا ابہا نے ایک نظر رتاج کے کھلتے چہرے پر ڈالی تھی جو سکون اور ریڈ فراک میں بالوں کو کھلا چھوڑے بے حد خوبصورت اور جاذب نظر آرہی تھی ابہا اسے دیکھ کر مسکرائی تھی۔

"کیا ہوا ایسے کیوں ہنس رہی ہو؟"

رتاج نے ایک نظر اس کے مسکراتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر کہا تھا۔

"دیکھ رہی ہو شہرام بھیا کی محبت کا رنگ خوب چڑھ گیا ہے آپ پر۔"

وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے اس سے کہ رہی تھی۔

"بہت بد تمیز ہو تم۔"

وہ خفا ہو کر رخ موڑ گئی تھی جبکہ ابہا اور شہرام کا قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا۔
ابشم نے گاڑی اپنے اور شہرام کے فیورٹ ریستورینٹ کے سامنے روکی تھی۔

اور پھر وہ سب یکے بعد دیگر ریستورینٹ کے اندر داخل ہو گئے تھے
ایک فیملی ٹیبل پر وہ سب بیٹھ گئے تھے

ابہا، رتاج اور آئزہ ایک طرف جبکہ شہرام، ابشم اور برہان ایک طرف بیٹھ گئے تھے۔
"تو یہ پکڑو مینیو کارڈ اور جو جو جس نے کھانا ہے آڈر کر دو۔"

شہرام نے ایک مینیو کارڈ ابہا وغیرہ کی طرف جبکہ ایک مینیو کارڈ خود رکھ لیا تھا۔
"ہاں بھئی لڑکیوں تم لوگوں کے لیے کیا آرڈر کروں؟"

شہرام نے رتاج کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"بھئی شہرام بھیا ہمارے لیے تو ایک لارج سائز پیزا اور مکسڈ رشین سیلیڈ آڈر کر دیں۔"
آئزہ نے سب کی طرف سے اسے بتا دیا تھا۔

"اوکے اور ابشم اور برہان تم لوگ کیا کھاؤ گئے؟"

"بھیا میرے لیے مٹن اچاری ہانڈی اور برہان کے لیے چائینیز۔"
اوکے پھر سب کی بتائی ہوئی چیزیں اس نے آڈر کر دی تھیں۔

وہ آڈر دے کر باتیں کر رہی تھیں آئزہ کی ابہا اور رتاج کے ساتھ پکچرز چل رہی تھیں۔

"بھیا میں زرا دادی کے لیے کھانا پیک کروا کر آتا ہوں۔"

ابشم کہ کر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا تھا۔

وہ سلیفی لے رہی تھی جب اسے پیچھے سے اپنے کندھے پر کسی کا دباؤ محسوس ہوا تھا اس نے

جھٹ سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو رزم راجپوت جان دار مسکراہٹ چہرے پر سجائے کھڑا تھا۔

"ہائے مس لڑاکا؟"

اس نے اب کندھے سے ہاتھ ہٹا لیا تھا کیونکہ وہ اس کے سامنے بیٹھے شہرام اور برہان کو دیکھ

چکا تھا۔ جتنی بار بھی ابہا کا ٹکراؤ رزم سے ہوا تھا وہ دانستہ اسے ہاتھ ضرور لگاتا تھا اور یہی

بات ابہا کو بے حد غصہ دلاتی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

اب کی بار پھر سے ابہا کو اس پر غصہ آیا تھا۔

"جہاں تم وہاں ہم۔"

اس نے مزے سے کندھے اچکائے تھے۔

"بکو اس بند کرو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"

ابہا نے دانت پیستے ہوئے ہلکی آواز میں غرا کر کہا تھا۔ شہرام کب سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ابہا کیا کوئی پروہلم ہے؟"

شہرام نے ابہا کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"بھیا یہ!"

ابہا ابھی کچھ بولنے ہی والی تھی جب وہ بولا تھا۔

"ہاں ہاں بتاؤ کہ میں کون ہوں؟"

اس نے کمینگی کی ساری حدیں اسے لمبے پار کر دی تھیں۔

"جسٹ شٹ اپ یو ایڈیت تم ایک لو فر کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو انڈرسٹڈ۔"

ابہا نے نفرت سے اس کی جانب دیکھا تھا جبکہ شہرام کافی حد تک بات سمجھ گیا تھا۔

"ابہا یہ تمہیں تنگ کرتا ہے؟"

شہرام نے اب رزم کو نظر انداز کر کے ابہا سے پوچھا تھا۔

ابھی ابہا کچھ بولنے ہی والی تھی جب ابشم آگیا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

ابشم نے غصہ کنٹرول کرتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"ابشم پلیز سب دیکھ رہے ہیں کوئی تماشہ مت کرنا یہاں۔"

شہرام نے اسے آنکھوں سے پرسکون رہنے کے لیے کہا تھا۔

"اس وقت دفع ہو جاؤ تم سے میں بعد میں بات کروں گا۔"

ابشم نے رزم سے کہا تو وہ بھی سر ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ وہ ایک غصیلی نظر ابہا پر ڈالنا نہیں بھولا تھا۔

وہ سب کھانا کھا کر ابھی وہاں سے واپس آئے تھے ابہا کو اس رزم پر بے حد غصہ آیا تھا۔
"اسے ابشم کی وہ طنز میں ڈوبی ہوئی نظر نہیں بھول رہی تھی جو رزم کے جانے کے بعد اس نے ابہا پر ڈالی تھی۔"

"اف میں کیوں اس مینڈھے کے بارے میں اتنا سوچ رہی ہو جو مرضی سوچتا رہے میری جوتی کو بھی پرواہ نہیں ہے۔"
وہ کہہ کر جینچ کر کے بستر پر لیٹ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن سے رتاج اور شہرام کی شادی کی تیاریاں زور پکڑ چکی تھیں اور نانو اور معمانیوں کی جانب سے ابہا کو کسی بھی قسم کی کوئی ڈھیل نہیں دی گئی تھیں اسے یونیورسٹی سے ہر روز ملک ہاوس ہی آنا تھا اور وہاں آئزہ اور رتاج کے ساتھ مل کر تیاریاں کرنی تھیں ان کے اپنے کپڑے، رتاج کے تینوں دن کے کپڑے سب چیزیں انہیں مل کر ڈیپانڈ کرنی تھیں۔
وہ ابھی ابھی یونیورسٹی سے ملک ہاوس ہی آئی تھی نعیمہ بیگم تو رزوانہ اور شگفتہ بیگم کے ساتھ بازار گئی ہوئی تھیں جبکہ گھر میں صرف دادی، رتاج اور آئزہ ہی تھے باقی سب تو آفس گئے

ہوئے تھے برہان یہاں کم ہی آتا تھا وہ تھوڑا پڑھا کو ٹائپ بچہ تھا تو گھر پر رہ کر زیادہ اپنے کالج کا کام کرتا تھا۔

وہ لاونج میں رکھے صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھی تھی اسے بہت زوروں کی بھوک کا احساس ہو رہا تھا۔

"سوگرا بی!"

ابہا نے ملک ہاوس کی سب سے پرانی ملازمہ کو آواز لگائی تھی جو کہ کھانے میں اکثر مدد کر دیا کرتی تھی ورنہ کھانا گھر کی بہوئیں ہی بنایا کرتی تھیں۔

"جی ابہا بیٹیا!"

"سوگرا بی بہت بھوک لگ رہی ہے کیا پکایا ہے آپ نے؟"

ابہا نے صوفے پر نیم دراز ہوتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"بریانی پکائی ہے۔"

"اوکے جلدی سے لادیں پلیز!"

وہ کہہ کر فریش ہونے چلی گئی تھی۔ کھانا کھا کر وہ اوپر رتاج کے کمرے میں ہی آگئی جہاں وہ بیڈ پر لیٹ کر کوئی میگزین پڑھنے میں مصروف تھی۔

"یہ لو جی جن لوگوں کی شادی ہے وہ تو یہاں میگزین پڑھ رہے ہیں۔"

وہ اس کے برابر میں لیٹتے ہوئے بولی تھی۔

"تو اب کیا کروں اٹھ کر ناچنا شروع کر دوں؟"

رتاج نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"بنتا تو یہی ہے آپ کا ویسے کیوں نہ اس دفعہ ایک سرپرائز ڈانس آپ کا بھی ہو جائے؟"

"کیا پاگل ہو گئی ہو تم؟"

رتاج کو واقعی ہی اس کی زہنی حالت پر شبہ ہو رہا تھا۔

"لے بھلا اس میں پاگل ہونے والی کونسی بات ہے اور شہرام بھیا کے لیے بھی سرپرائز

ہو گا۔"

ابہا ایکسائیٹڈ ہوتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"صبح کہ رہی ہیں ابھی آپ ایسا ہی ہونا چاہیے اور میں نے تو الویرا آپ کو بھی فون کر کے سختی

سے ڈانس پریکٹس میں آنے کا کہ دیا ہے۔"

آرزو جوش سے ان دونوں سے بولی تھی۔

"ارے واہ یہ تو تم نے بہت ہی اچھا کام کیا۔"

دونوں نے اسے داد دی تھی۔

"اچھا ابہا یہ بتاؤ کپڑے کیسے بنانے ہیں اور ہاں یہ جینز ٹاپ تو بھول جاؤ تم سمجھی میں تمہیں

اپنی شادی پر نمونہ بن کر آنے ہرگز نہیں دوں گی۔"

رتاج سختی سے اسے انگلی دیکھاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ جس پر ابہا مسکرائی تھی۔

"ٹھیک ہے اس دفعہ جو آپ میرے لیے پسند کریں گی میں وہی پہنو گی۔"

اس نے تو جیسے رتاج اور آئزہ کو یہ بات کہ کر حیران ہی کر دیا تھا۔

"تم سچ کہہ رہی ہو ابہا؟"

رتاج نے بے یقینی سے اس سے پوچھا تھا۔

"ہاں جی اس دفعہ بالکل سچ آپ کی شادی پر آپ کو نئی ابہا ملے گی۔"

اس نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے آرام سے کہا تھا۔

"واہ ڈیس سرپرائزنگ۔"

رتاج نے آنکھیں نکالی تھیں۔

"بس بھی کر دیں آپ! اگر وہ کہہ رہی ہیں تو سچ مانیں اسے۔"

آئزہ نے بھرپور طریقے سے ابہا کی سائیڈ لی تھی۔

پھر کتنی دیر تینوں نے مختلف پلینگ کرتے ہوئے گزار دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہائے یار کیسا ہے تو؟"

معاذ نے ابشم کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں تو بتا؟"

ابشم نے اس سے پوچھا تھا۔

"میں بھی بالکل ٹھیک ہوں مجھے ایکجولی تجھ سے سوری کرنا تھا۔"

معاذ نے شرمندہ ہوتے ہوئے ابثم سے کہا تھا۔

"کس بات کے لیے؟"

ابثم نے جانتے ہوئے بھی بے نیازی برتنا ضروری سمجھا تھا۔

"وہ جو اس دن شاہزیب نے ابھا کے بارے میں کہا۔"

معاذ نے اس کے آگے بات خود ہی ادھوری چھوڑ دی تھی۔ معاذ ابثم کا ایک بہت ہی اچھا

دوست تھا یونیورسٹی میں ابثم، معاذ، دانیال اور شاہزیب کا ایک ہی گروپ تھا۔

"اُس اوکے یار تیری غلطی نہیں تھی۔"

ابثم نے اسے گلے سے باہر نکالا تھا۔

"اچھا چھوڑ میں تجھے یہ کارڈ دینے آیا تھا۔"

ابثم نے شادی کا کارڈ نکال کر اس کے سامنے میز پر رکھا تھا۔

"ارے واہ شہرام بھیا کی شادی کا کارڈ۔"

اس نے کارڈ دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"ابثم یار مجھے بھی ایک بات بتانی تھی تجھے۔"

معاذ نے ابثم کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"تو جلدی بول نہ اور میرے ساتھ ڈانس کرنا تو نے بھائی کی شادی پر۔"

ابشم نے اسے پہلے ہی ڈانس کرنے کا کہ دیا تھا۔
"ہاں ہاں کر لیں گئے اب میری بات بھی سن۔"
اس نے جلدی سے اس کی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔
"وہ معما اور ڈیڈ نے میرے لیے لڑکی دیکھی ہے کوئی۔"
معاذ نے جلدی سے کہ کر ابشم کی طرف دیکھا تھا جو منہ کھولے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔
"اوے منہ بند کر لے یوں نہ ہو کہیں مکڑا چلا جائے۔"
معاذ نے اس کا منہ پکڑ کر بند کیا تھا۔
"یہ مکھی تو سنا تھا میرے منہ میں مکڑا کیوں جائے گا؟"
ابشم نے کچھ سوچتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔
"کیونکہ تیرا منہ اتنا بڑا ہے کہ اس کے لیے مکڑا ہی سوٹ کرے گا۔"
"معاذ نے قہقہہ لگا کر اس سے کہا تھا۔
"بکو اس نہ کر میرے ساتھ زیادہ اور تو نے بولا تھا میرے ساتھ شادی کرے گا تو پھر اب
کیوں خود پہلے کر رہا ہے۔"
ابشم کو تو جیسے صدمہ ہی ہو گیا تھا۔
"یار بابا کے کسی کزن کی بیٹی ہے اور تو نے اللہ جانے کب کرنی شادی میں تو کروں نہ۔"
اس نے بھی کندھے اچکا کر بڑے ہی آرام سے کہا تھا۔

"اچھا بھی بس دیکھ لیا ٹائم پر ڈانس پر کیٹس کے لیے پہنچی ورنہ میں نے تیری شادی سے پہلے ہی طلاق کر ادینی ہے۔"

ابتم نے اسے مکہ مارتے ہوئے کہا تھا۔

"لاحول کیا بک رہا ہے۔"

معاذ کو تو جیسے سکتہ ہوتے ہوتے رہا تھا۔

"وہی جو تو نے سنا۔"

پھر کافی دیر دونوں نے گپ شپ کی اور پھر کھانا بھی اکٹھے کھایا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شادی کی تیاریاں اپنے پورے جو بن پر تھیں وہ نئے سمسٹر کے سٹاٹ ہونے کی وجہ سے چھٹی نہیں کر سکتی تھی اس لیے اب بھی وہ جلدی جلدی تیار ہو کر یونیورسٹی کے لیے نکلی تھی وہ بلیک اور وائٹ مکس لائینگ والے گھٹنوں تک آتے کرتے کو بلو جینز کے اوپر پہنے ہوئے تھی گلے میں بلیک سٹولر لپیٹے بالوں کو پونی ٹیل میں قید کیے وہ اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی جب اچانک سڑک کے پیچو پیچ ایک دم سے گاڑی بند ہو گئی تھی۔

"شٹ یہ اسے کیا ہو گیا میری اتنی اہم کلاس ہے اور یہ سڑک کے پیچ و پیچ بند ہو گئی۔"

وہ بڑبڑاتی ہوئی گاڑی سے باہر نکلی تھی اور آگے آکر بونٹ کھول کر گاڑی کا مسئلہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے فون برہان کو ملایا تھا کہ اس سے میکینک کا نمبر لے گی لیکن وہ بھی کال رسیو نہیں کر رہا تھا۔

"اف اب میں کیا کروں میری کلاس نکل جائے گی۔"

وہ حقیقی معنوں میں پریشان ہو گئی تھی وہ دونوں ہاتھ کم پر رکھ کر سوچ رہی تھی کہ اب اسے کرنا کیا ہے جب دور سے اسے ایک کالے رنگ کی سیوک آتی ہوئی دیکھائی تھی۔ وہ سیوک اس کے قریب آکر رکی تھی گاڑی کے رنگ کی طرح اس کے شیشے بھی کالے ہی تھے جس کے باعث اس کے اندر بیٹھے انسان کا اندازہ لگانا ایک مشکل کام تھا۔

ایک پل میں شیشہ نیچے ہوا تھا اور جس شخصیت کو اندر بیٹھے ابہانے دیکھا تھا اسے دیکھ کر ہی اس کی جان پورے جی جان سے جل گئی تھی۔

"ہائے ڈارلنگ!"

اس نے آنکھوں سے چشمے اتارتے ہوئے ابہا سے کہا تھا جو اس سے بے نیازی اور لا تعلقی اختیار کیے بالکل سامنے دیکھ رہی تھی۔

"ہائے اب ہم سے ایسے منہ موڑو گی تم پنگے لیتے ہوئے تو زرا بھی نہیں سوچتی ہو۔"

رزم اب گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے اس سے کہہ رہا تھا۔

"بکواس بند کرو چیپ انسان اور جاو یہاں سے۔"

ابہا نے اسے وہاں سے جانے کے لیے کہا تھا۔

"سوچ لو میں چلا گیا تو کیا ہوگا سنسان سڑک، تم اکیلی لڑکی یہاں کوئی بھی تمہارے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے۔"

جو نقشہ اس نے اس لمحے ابہا کے سامنے کھنچا تھا اس سے ابہا کو بے ساختہ جھرجھری آئی تھی۔

"بکواس بند کرو اپنی طرح ہر وقت ہی گھٹیا سوچتے ہو۔"

وہ اب مسلسل فون ملا رہی تھی لیکن نتیجہ سفر کا سفر۔

ابشم صبح صبح معاذ سے مل کر اب آفس جا رہا تھا جب دور سے ہی روڈ پر دو گاڑیاں کھڑی ہوئی دیکھائی دی تھیں اور ساتھ میں ایک لڑکی بھی تھی جس کے پاس ایک لڑکا کھڑا تھا اس لڑکی کی باڈی لیونگج ہی ابشم کو بتا رہی تھی جیسے وہ اس سامنے والے لڑکے سے بیزار ہو جوں جوں وہ گاڑی آگے بڑھا رہا تھا اس کے ماتھے کے بلوں میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا تھا کیونکہ وہ لڑکی کوئی اور نہیں بلکہ ابہا تھی اور اس کے سامنے رزم کھڑا تھا ابشم نے غصے سے اپنی مٹھیاں پیچھی تھیں اور گاڑی ایک جھٹکے سے ابہا کے قریب روکی تھی ابہا نے چونک کر رکنے والی گاڑی کی جانب دیکھا تو جیسے اس کی سانس میں سانس آئی تھی۔

"از دیر آینی پر اہلم ابہا؟"

ابشم نے گاڑی کا شیشہ نیچے اتارتے ہوئے اس سے پوچھا تھا۔

"ہاں وہ ابثم میری گاڑی خراب ہوگئی ہے اور مجھے جلدی یونیورسٹی پہنچنا ہے میری کلاس ہے۔"

شاہد زندگی میں پہلی بار ابثم اور ابہا اتنی نرمی سے ایک دوسرے سے مخاطب تھے یہاں اگر دادی ان دونوں کو دیکھ لیتی تو واقعی ہی بے ہوش ہو جاتیں۔

"اوکے آجاؤ میں ڈراپ کر دیتا ہوں گاڑی ڈرائیور صبح کرا کے یونیورسٹی ڈراپ کر دے گا۔" ابثم نے رزم کو نظر انداز کر کے ابہا سے کہا تھا۔

"اوکے۔"

وہ رزم پر ایک جتنی ہوئی نظر ڈال کر ابثم کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔ اس کے بیٹھتے ہی ابثم نے گاڑی سٹارٹ کر دی تھی اور زن سے آگے بڑھالے گیا ان دونوں کے جاتے ہی رزم نے اپنی مٹھیاں غصے سے پیسچی تھیں۔

"اس ابہا کو تو اب میں چھوڑوں گا نہیں بہت سمارٹ سمجھتی ہے خود کو۔" وہ نفرت سے سوچ رہا تھا۔

"یہ رزم آخر چاہتا کیا ہے تم سے؟"

ابہا کو امید نہیں تھی کہ ابثم اس سے یہ سوال کرے گا وہ مسلسل ابہا کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

"آئی ڈونٹ نو کہ یہ مجھ سے کیا چاہتا ہے بس اس دن سے ہی پیچھے پڑا ہوا ہے۔"

ابہا غصے سے اسے کہ رہی تھی۔

"ہاں تو سلطان گولڈن کی بہن کم بنا کروں نہ تو نہیں پڑے گا کوئی تمہارے پیچھے۔"

وہ آرام سے کہ رہا تھا۔

"کون سلطان گولڈن؟"

ابہا نے ایک آبرو اچکا کر اس سے پوچھا تھا۔

"وہی جو گولڈن کپڑے پہن کر سٹنٹ کرتا تھا۔"

ابشم نے مسکراہٹ دبا کر اس سے کہا تھا۔

"تم ہو گے سلطان گولڈن کے بھائی سیدھی طرح لے کر جانا ہے تو جاو ورنہ میں ادھر ہی اتر

جاؤں گی۔"

ابہا منہ پھلاتے ہوئے کہ رہی تھی۔

ابشم نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی تھی۔

"اتر و جلدی نیچے!"

ابشم نے سپاٹ چہرے کے ساتھ اسے گاڑی سے اترنے کے لیے کہا تھا ابہا نے بے یقینی سے

اس کی طرف دیکھا تھا۔

"تم پر کبھی ٹرسٹ کرنا ہی نہیں چاہیے تھا۔"

وہ یہ کہ کر گاڑی کا دروازہ کھول کر نیچے اتری تھی پر سامنے اپنی یونیورسٹی کا گیٹ دیکھ کر کافی حد تک شرمندہ بھی ہوئی تھی۔

"اپنوں پر ٹرسٹ کرنا اٹلیسٹ غیروں سے ڈرنے سے بہتر ہے۔"

ابشم نے سیدھا دیکھتے ہوئے اس سے کہا تھا اور گاڑی آگے بڑھالے گیا تھا۔ لیکن ابہا جیسے اس کے کہے گئے جملے پر ساکت ہو گئی تھی اس نے تو کبھی زندگی میں بھی نہیں سوچا تھا کہ ابشم اس سے کبھی بھی ایسی کوئی بات کرے گا۔

"کیا ہوا ابہا یہاں کیوں کھڑی ہو اندر نہیں چلنا کیا؟"

الویرا نے اس کا کندھا ہلا کر اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

"ہاں چلو وہ تو بس میں ایسے ہی۔"

وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بول کر اس کے پیچھے یونیورسٹی کے گیٹ کی جانب بڑھ گئی تھی۔ شام کو ایک بار پھر سے سب ملک ہاوس میں اکٹھے تھے۔

"ہاں بھئی حسن سارے کارڈ بٹ گئے کہ نہیں؟"

دادی اپنی عینک درست کرتے ہوئے سامنے بیٹھے حسن صاحب سے کہ رہی تھیں۔

"جی اماں تقریباً سب کو ہی بھجوا دیے ہیں جو رہ گئے ہیں وہ میں نے ابشم سے بول دیا تھا وہ بھجوا دے گا۔"

ابہا دادی کے کندھے پر سر رکھ کر بیٹھی ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی دوسری طرف رتاج بیٹھی ہوئی تھی جبکہ گھر کی خواتین نیمہ بیگم سمیت روز کی طرح بازار گئی ہوئی تھیں۔
"اسلام علیکم! ایوری ون؟"

ابشم اور شہرام نے بیک وقت اندر آتے ہوئے سب کو سلام کیا تھا۔ ابہا نے ایک نظر دادی کے پیچھے سے ابشم کے تروتازہ چہرے پر ڈالی تھی جہاں اس کو دیکھنے کے باوجود صبح والی بات کا کوئی شائبہ تک موجود نہیں تھا۔
"آئزہ ایک گلاس پانی کا پلاؤ۔"
اس نے کارپیٹ پر بیٹھی ہوئی آئزہ کے سر پر چیت لگا کر اسے کہا تھا۔
"جی بھیا!"

وہ اٹھ کر کیچن کی جانب بڑھ گئی تھی جبکہ شہرام نے ایک چور نگاہ رتاج پر ڈالی تھی لیکن دادی سے اس کی نگاہ مخفی نہ رہ سکی تھی۔
"اے کچھ خدا کا خوف کر تو شہرام بس دس دن تو رہ گئے ہیں شادی میں اور تو پھر بھی میری بچی کو دیکھنے سے باز نہیں آرہا ہے۔"

"اے رتاج خبردار جو تو آئندہ شادی سے پہلے اس کے سامنے بھی آئی تو۔"
دادی کی توپوں کا رخ اب رتاج کی جانب تھا جبکہ شہرام اپنے بابا اور چچا کے سامنے بے حد شرمندہ ہو گیا تھا۔

"جا ابہا اسے لے کر اندر جا اور تو نے دھیان رکھنا ہے کہ یہ شہرام اس سے نہ ملے۔"

دادی نے اب اپنے کندھے سے لگی ابہا کو کہا تھا۔

"جی نانو بالکل پکی نظر رکھوں گی میں ان دونوں پر۔"

اس نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا اور معنی خیزی سے دونوں کی طرف دیکھا تھا جبکہ شہرام تو

اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کو وہ واپس گھر آگئی تھی نعیمہ بیگم لاونج میں بیٹھی ہوئی تھیں تو وہ بھی ان کے پاس ہی

بیٹھ گئی تھی اور ٹی وی ان کر لیا تھا۔

"ابہا کیا بات ہے بچے اتنے دنوں سے دیکھ رہی ہوں تم بہت خاموش ہو۔"

نعیمہ بیگم نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں معما ایسی تو کوئی بات نہیں ہے اچھا آپ بازار گئی تھیں یہ بتائیں آج کیا لے کر آئی

ہیں؟"

ابہا نے ان کا دھیان ہٹانے کے لیے کہا تھا اور وہ کامیاب بھی ہو گئی تھی۔

"ہاں آج تو میں نے تم لوگوں کی شاپنگ کی ہے لیکن میں دیکھا و گی نہیں تمہیں کیونکہ تم

پہنو گی نہیں پھر۔"

نعیمہ بیگم نے اپنا خدشہ ظاہر کیا تھا۔

"نہیں اس دفعہ جو آپ دیں گی وہ میں پہن لوں گی۔"

ابہا نے کہہ کر ان کی گود میں سر رکھ لیا تھا۔

"تم سچ کہہ رہی ہو ابہا؟"

انہیں یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا جس پر ابہا مسکرائی تھی۔

"بالکل سچ۔"

اس نے کہہ کر ان کے گال چومے تھے۔

"اوے کدھر؟"

برہان تیزی سے باہر کی جانب جا رہا تھا جب ابہا نے اسے آواز دے کر روکا تھا۔

"وہ ابشم بھیا نے بلایا ہے۔"

وہ کہہ کر پھر سے باہر جا رہا تھا۔

"کیوں اس نے کیوں بلایا ہے تمہیں؟"

ابہا خاصے تفتیش کے موڈ میں تھی۔

"آپہ کچھ لڑکوں کا سیکرٹ بھی ہوتا ہے ہر بات میں کیوں بتاؤ آپ کو؟"

برہان اس کے کھلے منہ کو نظر انداز کر کے جلدی سے باہر کی جانب بھاگ گیا تھا۔

ابہا کی حیرت ابھی باقی ہی تھی جب اس کا فون بجا تھا اور اوپر الویرا کالنگ چمک رہا تھا۔ ابہا

نے کال یس کر کے کان سے لگائی تھی۔

"ہاں بولو اب تمہیں اس وقت کیا مصیبت پڑھ گئی ہے؟"

ابہا نے برہان کا غصہ الویرا پر نکالا تھا۔

"کبھی تھوڑی تیکھی مرچیں کم بھی کھالیا کرو اور جلدی سے رتاج آپ کی طرف پہنچو۔"

وہ بھی کافی جلدی میں دیکھائی دے رہی تھی۔

"کیوں رتاج آپ کی طرف کیوں؟"

"تمہارے ولیمے کا مینیو فائنل کرنا ہے اس لیے۔"

اس نے بے حد سنجیدگی سے کہا تھا۔

"میرے ولیمے کا یہ کیا بکواس ہے بارات تو ہوئی نہیں ولیمے کو زیادہ آگ لگی ہوئی تھی۔"

"بکواس نہ کرو ابہا اور پہنچو جلدی ڈانس پر کیٹس کرنی ہے۔"

"لے بھلا میں کیا ڈانس کروں گی مجھے تو ایک ٹھمکا بھی مارنا نہیں آتا۔"

اب کی بار ابہا نے منہ بناتے ہوئے کہا تھا۔

"تمہیں ایک کیا چار، پانچ ٹھمکے مارنے میں سکھا دوں گی اب پہنچو جلدی ہم انتظار کر رہے ہیں۔"

اس نے کہہ کر کھٹاک سے فون بند کر دیا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟"

نعیمہ بیگم اس کے منہ کے زاویے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"کچھ بھی نہیں ڈانس پر کیٹس کے لیے بلا رہے ہیں۔"

ابہا نے بے زاری سے کہا تھا۔

"تو جاو میں بھی شکر کروں گی میری بیٹی کوئی لڑکیوں والا کام کرے گی۔"

نعیمہ بیگم نے منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تھا۔

"جارہی ہو آپ کو پتہ نہیں کیا شوق ہے مجھے سستی ساویتری بنانے کا۔"

اس نے منہ بنایا اور اسی حوالے میں سلیپر پہن کر باہر نکل گئی۔

ملک ہاوس میں اس وقت خاموشی کا راج تھا رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے جس کا مطلب تھا کہ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے ہیں وہ بھی رتاج کے کمرے میں ہی آگئی تھی۔

"کیا یار اس وقت بھی کوئی ڈانس کرتا ہے۔"

ابہا خاصی بیزار دیکھائی دے رہی تھی ان تینوں نے اس کے ٹی شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس حلیے کو دیکھا تھا اور پھر تینوں زور سے ہنسی تھیں۔

"اب کیا یہ دانت کیوں نکال رہے ہو تم لوگ؟"

ابہا کو ان کے ہنسنے پر اور بھی غصہ آیا تھا۔

"تم اتنی جلدی آگئی کہ کپڑے بھی نہیں بدلے۔"

رتاج نے ہنستے ہوئے اس سے کہا تھا۔

جس پر ابہا نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"میں ڈانس کرنے آئی ہو اپنا نکاح پڑوانے نہیں۔"

اسے تو پتہ ہی لگ گئے تھے۔

"اچھا بھئی چھوڑو یہ سب شروع کرتے ہیں۔"

الویرا نے ان تینوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

"ہاں بھئی بولو کیا کرنا ہے۔"

ابہا نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے ہوئے اس سے کہا تھا اور ساتھ میں اپنے بالوں کو جوڑے کی شکل میں لپیٹا تھا جو مسلسل اس کے منہ کے آگے آرہے تھے۔

"اچھا ابہا سب سے پہلے میں اور آئزہ آئیں گئے اور گانا ہوگا لٹھے دی چادر۔"

اس نے آئزہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"چلو آئزہ گانا پلے کرو اور یہاں آؤ میرے ساتھ میں بتاؤ کہ کرنا کیا ہے۔"

الویرا نے اب کی بار آئزہ سے کہا تو اس نے ساؤنڈ سسٹم ان کر دیا جس میں پہلے ہی وہ الویرا کے بتائے ہوئے سارے گانے ڈال چکی تھی۔

کمرے میں لٹھے دی چادر کا میوزک بج اٹھا تھا۔

"میرے سرتے پھولاں دی کھاڑی

میرے سرتے پھولاں دی کھاڑی

تیری راہ تک میں ہاری

لٹھے دی چادر اوتے سلیٹی

رنگ مایاں آ وہ سامنے

آ وہ سامنے کولوں دی رس کے نہ لنگ مایاں۔"

ساتھ میں آئزہ اور الویرا نے بہت ہی خوبصورت انداز میں سٹیپ کیے تھے۔

"واہ یار یو بوتھ لک بیوٹی فل۔"

ابھا ڈانس کی تعریف کیے بغیر نہ رہ سکی تھی۔

"ابھی تم بھی لگو گی۔"

الویرا نے مسکرا کر اس سے کہا تھا۔

"اس کے بعد تم نے آنا ہے اور گانا ہو گا چلو آئزہ زرا پلے کر کے آؤ۔"

"مہندی ٹھار والی ہاتھوں پر لگاؤ گی

گھر میرے بعد تہلکا مچاؤ گی

او مجھے مرنے سے

او مجھے مرنے سے

مہندی ٹھار والی ہاتھوں ہر لگاؤ گی۔"

"اب دیکھو تم نے کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ سامنے کر کے ہلانے ہیں اور ساتھ میں تھوڑی

تھوڑی کمر بھی۔"

جیسے جیسے وہ ابہا کو بتا رہی تھی ویسے ویسے وہ کرتی جا رہی تھی اور ڈانس نہ آنے کے باوجود بھی اس نے بہت اچھا ڈانس کر لیا تھا۔
"اور پھر آئیں گی رتاج آپ سمجھیں آپ کی اینٹری ہی سرپرائزنگ ڈانس سے ہوگی اور آپ کا گانا ہے۔"

"مہندی ہے رچنے والی

ہاتھوں پر گہری لالی

چل سکھیاں اب کلیاں

ہاتھوں میں کھلنے والی ہیں

میرے من کو جیون کو

نئی خوشیاں ملنے والی ہیں"

سب کی ڈانس پریکٹس زبردست قسم کی ہوگئی تھی۔

اب چلیں دیکھتے ہیں کہ دوسری طرف لڑکوں کی کیا تیاری ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

برہان معاذ کے گھر کے باہر کھڑا تھا اس نے دروازہ بجایا تو معاذ نے دروازہ کھولا تھا۔

"جلدی آو کہاں رہ گئے تھے تم ہم تینوں کب سے تمہارا انتظار کر رہے تھے۔"

معاذ نے برہان کو ڈپٹا تھا۔

"یار معاذ بھیا سوری آپہ اتنی تفتیش کر رہی تھیں۔"

برہان نے بیچارگی والا منہ بنایا تھا۔

"ایک تو یہ تمہاری آپہ بھی نہ چلو آو جلدی۔"

وہ دونوں آگے پیچھے اندر چلے گئے تھے جہاں ابثم اور شہرام ان کا انتظار کر رہے تھے۔

"چلو شروع کرتے ہیں۔"

ابثم نے سب سے کہا تھا۔

"جائیں بھیا زرا گانا پلے کر کے آئیں۔"

ابثم نے شہرام سے کہا تو وہ اٹھ کر گانا پلے کرنے چلا گیا۔

"کڑیاں نشے دیاں پریاں

منڈھے گلی دے غنڈے

مہندی لگا کر رکھنا

ڈولی سجا کے رکھنا

لینے تجھے او گوری

آئیں گئے تیرے سبنا

مہندی لگا کر رکھنا

ڈولی سجا کر رکھنا"

گانے کے ساتھ ساتھ چاروں نے خوبصورت انداز میں ڈانس کیا تھا۔

"اس کے بعد بھیا آپ نے آنا ہے اور خود ہی کرنا ہے جو بھی کرنا ہے۔"

ابثم نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے شہرام سے کہا تھا۔

"اچھا جی خود ہی کرلوں گا میں تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

شہرام نے بھی ابثم سے حساب برابر کیا تھا۔ اور پھر رات کتنی ہی دیر وہ پریکٹس کرتے رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دن پر لگا کر اڑ رہے تھے روز بروز بازاروں کے چکر بڑھتے جا رہے تھے لڑکے اور لڑکیوں کی اپنی اپنی جگہ خوفناک ڈانس پریکٹس جاری و ساری تھیں دس دن میں ہر رات دادی الگ سے ڈھولک رکھواتی تھیں اور پھر جو شغل لگتا آدھی آدھی رات تک سب بیٹھ کر گانے گاتے رہتے تھے۔ یہ شادی خوب انجوائے کر رہے تھے سب آج رتاج کو مایوں بیٹھنا تھا کیونکہ پیچھے بس تین دن بچے تھے گھر میں دور دراز سے مہمانوں کی آمدورفت شروع ہو چکی تھی اس لیے دادی نے طے یہ کیا تھا کہ لڑکیاں ساری مرتضیٰ ہاوس قیام کریں گی اور لڑکے سارے ملک ہاوس ہی رہیں گئے اس لیے آج صبح ہی صبح رتاج کو بھی مرتضیٰ ہاوس پہنچا دیا گیا تھا اب وہ سب لاونج میں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔ الویرا کی معما کو ابہانے کال کر کے اس کے شادی

تک یہی رکنے کی اجازت لے لی تھی اس لیے وہ بھی ان کے ساتھ تھیں نعیمہ بیگم بھی یہ ہلہ گلہ کافی انجوائے کر رہی تھیں۔

ابھی وہ سب وہی بیٹھی ہوئی تھیں جب دروازے پر بیل ہوئی تھی۔

"یہ چوکی دار پتہ نہیں کہاں مر گیا جا ابھی زرا دیکھ کون آیا ہے۔"

نعیمہ بیگم نے ابہا کو دروازے پر دیکھنے کے لیے بھیجا تھا وہ سر ہلاتی ہوئی باہر دروازے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ ابہا نے دروازہ کھولا تھا۔

"جی آپ کون؟"

ابہا نے ایک آبرو اچکا کر آنے والے سے پوچھا تھا۔

"او چمگادڑ ہٹو بھی آگے سے دیکھ نہیں رہی ہو کتنا سامان اٹھایا ہوا ہے میں نے۔"

ابشم نے اپنا منہ ڈبوں کے پیچھے سے نکالتے ہوئے کہا تھا۔

"کبھی تمیز بھی کر لیا کرو مینڈھے ہر وقت اپنی بد تمیزی کا ثبوت دینا ضروری ہے کیا؟"

وہ بھی دانت پیس کر بولی تھی۔

"تم دونوں بعد میں کسی اور وقت لڑ لینا ابھی تو دفع ہو آگے سے میں تھک گئی ہوں۔"

دادی نے ابشم کے کندھے پر ڈنڈا مارتے ہوئے کہا تھا تو ایک ڈبہ سیدھا ابہا کے منہ پر لگا تھا جس پر وہ اپنی ناک پکڑ کر رہ گئی تھی۔

"جاہل مینڈھے مرو تم۔"

وہ کہہ کر اندر بڑھ گئی تھی جبکہ دادی اور وہ بھی اندر آگئے تھے۔

"اسلام علیکم اماں!"

نعیمہ بیگم نے اماں کو سلام کرتے ہوئے کہا تھا۔

"وعلیکم اسلام جیتی رہ۔"

دادی نے بھی ان کے سر پر ہاتھ رکھا تھا تب تک البشم سارے ڈبے ٹیبل پر رکھ کر جا چکا تھا کیونکہ اسے اور بھی بہت سے کام دیکھنے تھے۔

"یہ سب کیا ہے اماں؟"

نعیمہ بیگم اتنی ساری چیزیں دیکھ کر حیران رہ گئی تھیں۔

"ارے یہ اپنی رتاج کی مایوں کا سامان ہے۔"

اماں نے مسکراتے ہوئے ان سے کہا تھا۔ وہ بھی مسکرائی تھیں۔ ملک ہاوس اور مرتضیٰ ہاوس دونوں کی بھرپور سجاوٹ کی گئی تھی دونوں گھروں کے اوپر شاندار قسم کی لائٹنگ کی گئی تھی اور گیٹوں کو بھی بہت سارے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

دونوں گھروں کی راہداری میں سائیڈ پر لائٹیں لگائی گئی تھیں اور پھر مایوں کو مد نظر رکھتے ہوئے گیندے اور گلاب کے پھولوں سے دونوں گھروں کے لاونج کی دیواروں کو لڑیوں کی صورت میں سجایا گیا تھا۔ اوپر جاتی سیڑھیوں کی ریلنگ پر گیندے کے پھولوں کی لڑیاں لپیٹی گئی تھیں بیچ میں ایک ایک لڑی ایل ای ڈی لائٹس کی بھی لگائی گئی تھیں۔ رتاج کی مایوں

مرتضیٰ ہاوس میں ہونی تھی اس لیے مرتضیٰ ہاوس کے لاونج کو کاریٹڈ کیا گیا تھا اور اس کے اوپر خوبصورت یلو کلر کی چادریں بچھائی گئی تھیں سائیڈ پر تکتوں کی صورت میں فلور کشن رکھے گئے تھے اور درمیان میں ایک ڈھولک رکھی گئی تھی جس پر پھولوں کی ایک لڑی لپیٹی ہوئی تھی۔ لاونج میں پڑے ہوئے لکڑی کے جھولے کو بھی پھولوں اور لائمیٹوں سے سجایا گیا تھا۔

شام تک ساری تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں اب ہر طرف تیار ہونے کی بھگ دوڑ مچی ہوئی تھی رتاج ابہا کے کمرے میں رکی تھی جبکہ شگفتہ بیگم اور مبشر صاحب بھی صبح سے مرتضیٰ ہاوس میں ہی تھے کیونکہ انہیں لڑکی والے بن کر شہرام اور باقی سب کا استقبال کرنا تھا۔ رتاج ابہا کے کمرے میں ہی رکی ہوئی تھی۔

"یہ پکڑیں اپنی چیزیں اور جلدی سے تیار ہو جائیں۔"

ابہا نے وہ ڈبے اس کے سامنے بیڈ پر رکھے اور خود مڑ کر جانے لگی تھی۔

"تم کیا پہن رہی ہو؟"

رتاج کو ابہا کے کپڑوں کے بارے میں بھی تجسس ہوا تھا۔

"پتہ نہیں ابھی تو معما سے پوچھنے جارہی ہو۔"

ابہا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

"اچھا اور میری ہیلپ کون کرے گا؟"

رتاج کو اب ایک اور مصیبت پڑی تھی۔

"آپ کپڑے چینج کریں تب تک میں بھی چینج کر کے آتی ہوں پھر آپ کی ہیلپ ہی کروں گی۔"

ابہا اس سے کہ کر باہر نکل گئی اب اس کا رخ نعیمہ بیگم کے کمرے کی جانب تھا۔
"معما میرے کپڑے!"

اس نے دروازہ ناک کیا اور سیدھی اندر چلی گئی جہاں وہ بھی مرتضیٰ صاحب کے کپڑے ہی ہینگ کر رہی تھیں۔

"ہاں ایک منٹ روکو میں دیتی ہوں۔"

انہوں نے کہ کر اپنی الماری میں سے ہینگ ہوا ہوا ایک سوٹ نکالا تھا جیسے دیکھ کر ابہا کی آنکھیں باہر آتے آتے پچی تھیں۔

"یہ! میں یہ پہنو گی؟ نو نو پلیز نو۔"

وہ تو جیسے صدمے سے چلا ہی اٹھی تھی۔

نعیمہ بیگم کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"دیکھو ابہا تم نے خود کہا تھا کہ وہی پہنو گی جو میں تمہارے لیے پسند کروں گی پھر اب

کیوں مکر رہی ہو تم اپنی بات سے؟"

نعیمہ بیگم کو تو غصہ ہی آگیا تھا۔

"لیکن معما یہ!"

اس نے پھر سے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی۔

"چپ رہو تم اور پکڑو یہ اور جاو واش روم میں چینج کر کے آؤ۔"

نعیمہ بیگم نے اسے کپڑے پکڑا کر واش روم میں دھکیلا تھا اور خود باہر اس کا انتظار کر رہی تھیں تقریباً پانچ سے چھ منٹ بعد وہ واش روم کا دروازہ کھول کر باہر آئی تھی وہ ڈارک گریں گھٹنوں سے نیچے آتے فراک میں ملبوس تھی جس کی باڈی پر خوبصورت شاکنگ پنک کام دانی جیکٹ بنی ہوئی تھی اور آگے گولڈن کلر کے ٹسل سے جیکٹ باندھ رکھی تھی اس کے نیچے شاکنگ پنک چوڑی دار پجامہ تھا اور ساتھ میں ڈارک گرین دوپٹہ تھا جس کے چاروں طرف دھاگے سے بنے ٹسل والی لیس تھی جس کے ٹسل ابھرے ہوئے تھے۔

ابہا کا چہرہ شدید جھنجھلایا ہوا لگ رہا تھا مگر وہ نعیمہ بیگم کو بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔
"ماشاء اللہ میری بیٹی بہت خوبصورت لگ رہی ہے۔"

انہوں نے اس کی بلائیں لیتے ہوئے کہا تھا۔

"معما یہ چپ رہا ہے بہت۔"

اس نے دوپٹے کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا۔

"کچھ نہیں جب رہا ادھر آؤ میں بال بناؤ تمہارے۔"

وہ اسے لے کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے چلی گئیں اور اسے کرسی پر بیٹھا کر اس کے بال سنوارنے لگی انہوں نے اس کے شولڈر کٹ بالوں کو آگے کر کے چوٹی بنائی تھی اور خوبصورت چھوٹے چھوٹے جھمکے اس کے کان میں پہنائے تھے اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی لپ اسٹک لگائی تھی۔

"چلو اب تم تیار ہو بالکل اور بے حد خوبصورت لگ رہی ہو اللہ بری نظر سے بچائے۔" وہ ان کی باتیں اور دعائیں سن کر اپنے کمرے میں آگئی جہاں الویرا نے رتاج کو تیار کر دیا تھا اور بلاشبہ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

رتاج یلو گھٹنوں تک آتے کرتے میں ملبوس تھی جس کے اوپر گوٹے کا کام بنا ہوا تھا نیچے پیرٹ گرین کلر کا شرارہ تھا جس کے سارے گھیرے پر گوٹے کا کام ہوا تھا بالوں کی کھجوری چوٹی بنا کر اس پر خوبصورت پھولوں کی لڑی لپیٹے اور پھولوں کے زیور پہنے بغیر کسی میک اپ کے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"واو رتاج آپ یو لک بیوٹی فل۔" ابہا نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا۔

"میری چھوڑو تم اپنی بتاؤ تم تو مجھ سے بھی نمبر لے گئی ہو۔"

رتاج نے اس کا اوپر سے نیچے تک جائزہ لیتے ہوئے کہا تھا جس پر ابہا جھینپ گئی تھی۔

"یہ تو بس معما نے پتہ نہیں کیا بنا دیا مجھے۔"

"اوے پاگل آنٹی نے بالکل ٹھیک علاج کیا ہے تمہارا قسم سے بجلیاں گرا رہی ہو۔"
الویرا نے اسے کوئی مارتے ہوئے کہا تھا جس پر ابہا نے اسے آنکھیں دیکھائی تھیں۔

"اور اپنے بارے میں کیا خیالات ہیں آپ کے؟"

ابہا نے اس کے فیروزی کرتے پجامے پر چوٹ کی تھی جس کے ساتھ وہ بالوں کا خوبصورت جوڑا بنائے ہوئے تھی۔

"چلو لڑکیوں رتاج کو لے آؤ سب انتظار کر رہے ہیں۔"

شگفتہ بیگم نے دروازہ بجاتے ہوئے ان سے کہا تھا۔

"جی معمانی جان بس ہم آہی رہے تھے۔"

ابہا نے ان سے کہا اور ایک کام دانی دوپٹہ رتاج کے اوپر کر لیا تھا تب تک آئزہ بھی اوپر آچکی تھی رتاج کو دوپٹے کے سائے تلے وہ نیچے لے آئیں سارے مہمان لاؤنج میں جمع تھے دوپٹے کو ایک طرف سے ابہا نے جب کہ دوسری طرف سے آئزہ نے تھام رکھا تھا جبکہ پچھلی طرف الویرا اور شگفتہ بیگم نے تھامی ہوئی تھی۔

وہ اسے تھامے ہوئے سیڑھیوں سے اتر رہی تھیں نیچے بیٹھے ہوئے ہر نفس کی توجہ کا مرکز سیڑھیوں سے اترتی ہوئی رتاج تھی مگر وہاں بیٹھے سب لوگوں کی نظر رتاج سے پھسل پھسل کر ابہا کی جانب جارہی تھی وہ آج ایک مکمل روپ میں تھی اور یہ بات سب کے لیے ہی انتہائی شاکنگ تھی۔ ابہا نے رتاج کو جھولے پر بیٹھایا تھا اور خود سائیڈ پر کھڑی ہو گئی

تھی۔ ابشم کی نظر نہ چاہنے کے باوجود بار بار ابہا مرتضیٰ کے وجود پر اٹھ رہی تھی وہ خود اف وائٹ واشنگ وئیر کی شلوار قمیض میں اوپر واسکٹ پہنے بے پناہ وجیہ لگ رہا تھا۔

مایوں کی رسم کا آغاز دادی نے رتاج کو ابٹن لگا کر اور پیسے وار کر کیا تھا اور پھر اسی طرح سب نے باری باری رسم کی تھی رسم کرنے کے بعد دادی نے ڈھولک رکھوائی تھی اور ساری لڑکیوں نے جھمگٹے کی صورت میں بیٹھ کر خوب پٹے گئے تھے لیکن لڑکے بھی کیوں پیچھے رہتے انہوں نے بھی بڑھ چڑھ کر لڑکیوں کے پٹوں کا جواب دے کر انہیں چڑایا تھا رات دیر تک ہلہ گلہ چلتا رہا تھا ہر ایک چہرے پر جاندار مسکراہٹ تھی آخر دو لوگوں کے ملن کی گھڑیاں تھی سب جی بھر کر ہر مذاق، ہر رسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔



رات کو وہ کپڑے چینج کر کے ٹراؤزر کے ساتھ ٹی شرٹ پہن کر بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں لپیٹ کر واش روم سے باہر آئی تو رتاج اپنی جیولری اتار رہی تھی اس کے چہرے سے ہی خوشی اور مسرت جھلک رہی تھی اس کا چہرہ دیکھ کر ابہا کے اندر ایک عجیب سے سوال نے سر اٹھایا تھا اپنی بیس سالہ زندگی میں اس کے اندر کبھی محبت لفظ کے بارے میں جاننے کی خواہش نے سر نہیں اٹھایا تھا لیکن آج اس کے دل میں یہ خواہش اٹھی تھی کہ وہ جانے کہ جب کسی انسان کو محبت ہوتی ہے تو اس کے اندر کیسے جذبات سر اٹھاتے ہیں۔

وہ قدم قدم چلتی ہوئی بیڈ پر رتاج کے پاس آگئی جہاں اب ایک طرف وہ لیٹ چکی تھی ابہا بھی دوسری طرف آکر اس کے برابر میں لیٹ گئی۔ اس نے غور سے رتاج کے چہرے کی جانب دیکھا تھا اور پھر مسکرائی تھی۔

"کیا محبت ہوگئی شہرام بھیا سے؟"

ابہا نے اس کی جانب کروٹ لیتے ہوئے آہستہ سے کہا تھا جس پر رتاج نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تھا اور پھر مسکرائی تھی۔

"ہاں محبت ہوگئی مجھے۔"

اس نے مسکرا کے ہی کہا تھا۔ اسے مسکراتا دیکھ کر ابہا بھی مسکرائی تھی۔

"آپی ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

اس نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"ہاں بالکل پوچھو تمہیں اجازت کی کیا ضرورت ہے۔"

رتاج نے اس کے منہ پر آئے بال ہاتھوں سے پیچھے کرتے ہوئے کہا تھا۔

"یہ محبت کیسے ہوتی ہے؟ میرا مطلب ہے انسان کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟"

وہ پرسوج انداز اپنائے ہوئے رتاج سے پوچھ رہی تھی۔

اس کی بات سن کر رتاج نے گہرا سانس بھرا تھا اور پھر گویا ہوئی تھی۔

"ابہا جب اچانک سے کسی انسان کو دیکھ کر آپ کے اندر اس کا ساتھ پانے کی خواہش سر اٹھانے لگے نہ اور آپ کا دل اس کی جانب ہمکنے لگے آپ کو اس کی کوئی برائی نظر نہ آئے اور دل صرف اس کی اچھائیوں پر گواہی دینا شروع کر دے تو سمجھ لو محبت نامی پنجرے نے آپ کے وجود کو اپنی ناتواں قید میں ڈالنے کے لیے چن لیا ہے اور آپ عمر بھر کے لیے اس پنجرے کے قیدی ہی رہو گئے پھر فرار کی کوئی راہ آپ کو اس قید سے رہائی نہیں دلا سکتی کیونکہ جب تک اس سے رہائی کا وقت آتا ہے آپ کو اپنے اس پنجرے سے اتنی انسیت ہو جاتی ہے کہ آپ کو لگ رہا ہوتا ہے جیسے آپ نے اس سے ایک قدم بھی باہر نکالا تو آپ کو سانس نہیں آئے گی۔"

رتاج کے لفظ ابہا کی سماعتوں میں حیرانی کے ساتھ ساتھ شیرینی بھی گھول رہے تھے اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ محبت ایک پنجرہ ہے جو انسان کو اپنی قید میں ڈال کر کبھی باہر نہ نکلنے کا پروانہ تھاما دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے دل میں مزید سوال مچنے لگے تھے جیسے کہ کیا یہ سب کو حاصل ہو جاتی ہے اور اس نے یہ سوال پوچھنے میں زیادہ وقت بھی نہیں لگایا تھا۔

"نہیں محبت سب کے مقدر میں نہیں ہوتی مگر سب اس سے محروم بھی نہیں ہوتے اگر کسی کو اس کی دنیاوی محبت نہ ملے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی روحانی محبت سے منور کر دیتا ہے لیکن ابہا ہمیشہ میری ایک بات یاد رکھنا زندگی میں اگر کبھی تم محبت جیسے جذبے سے آشنا ہو تو یاد رکھنا

کہ محبت چھین لینے کا نام نہیں ہے اگر مل جائے تو اس سے زیادہ خوش قسمتی کوئی نہیں ہوتی اور اگر نہ ملے تو یہ جذبہ ہی کافی ہوتا ہے کہ محبت آپ کی روح کو چھو کر گزری ہے۔" ابہا نے جیسے سب چیزیں اپنے ذہن نشین کر لی تھیں محبت کی ایک ایک شاخ، ایک ایک صورت ابہا مرتضیٰ کے دل کے مختلف گوشوں میں نشین ہو گئی تھیں۔

محبت من محرم ہے

یہ ایک بن باس کی جڑ ہے
مل جائے تو خوش قسمت انسان
نہ ملے تو بد بختی کوئی نہیں

(ایمن خان)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صبح صبح مرتضیٰ ہاوس میں ناشتے کا شور اٹھا ہوا تھا زبیدہ باجی اور نعیمہ بیگم کیچن میں کھڑی پراٹھے بنا رہی تھیں رتاج ابھی تک سو رہی تھی لیکن ابہا اٹھ کر نیچے آگئی تھی۔ وہ سیدھا کیچن میں ہی آگئی تھی۔

"گڈمانگ معما!"

"مارنگ بیٹا!"

"ہیلپ کراو آپ کی کوئی؟"

ابہا تو جیسے آج نعیمہ بیگم کو حیران کرنے پر تلی ہوئی تھی۔

"تمہاری طبعیت ٹھیک ہے ابھی؟"

نعیمہ بیگم نے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا۔

"کیا ہے بھئی میں ٹھیک ہوں بالکل۔"

"تم یہ سب چھوڑو اور جا کر اپنے بابا کو اٹھاؤ کہ ناشتہ کر لیں وہ آکر۔"

نعیمہ بیگم نے اس سے کہا تو وہ سر ہلاتی ہوئی باہر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

وہ مرتضیٰ صاحب کے کمرے کے باہر رکی اور اندر جانے سے پہلے دستک دی اور دروازہ

دھکیل کر اندر داخل ہوئی تو مرتضیٰ صاحب بیڈ پر ہی دراز تھے۔

"بابا کیا ہوا آپ ابھی تک نیچے نہیں آئے آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے؟"

اس نے ان کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تھا۔

مرتضیٰ صاحب اس کی فکر پر مسکرائے تھے۔

"ارے میری بیٹی کیوں اتنی پریشان ہو رہی ہے میں بالکل ٹھیک ہوں بس سر میں ہلکا سا درد

ہے۔"

"تو بابا آپ کا ناشتہ میں یہی لے کر آتی ہوں اور پھر اس کے بعد میں آپ کو میڈیسن بھی

دیتی ہوں گھر میں شادی ہے پھر آپ نے انجوائے بھی کرنا ہے۔"

ابہا نے شرارت سے مرتضیٰ صاحب کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

"ٹھیک ہے یہی لے آؤ۔"

انہوں نے مسکرا کر اس سے کہا تھا اور وہ دروازہ کھول کر باہر آگئی تھی۔

"معما بابا کا ناشتہ کمرے میں ہی دے آتی ہوں ان کے سر میں کچھ درد ہے میں پھر انہیں میڈیسن بھی دے دوں گی۔"

ابہا نے یہ کہہ کر ایک پراٹھا اور املیٹ ٹرے میں جوس کے گلاس کے ساتھ سیٹ کیا اور ٹرے کیچن کاؤنٹر پر رکھ کر مڑنے ہی لگی تھی جب لاونج کا دروازہ کھول کر ابشم اندر آتا ہوا دیکھائی دیا تھا۔

وہ بلیک ڈریس پینٹ کے اوپر وائٹ ڈریس شرٹ پہنے ہوئے تھا جس کے کف اس نے کونہیوں تک موڑ رکھے تھے۔

"اسلام علیکم پھوپھو!"

اس نے اندر آتے ہوئے مسکرا کر سلام کیا تھا ابہا نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور پھر ناشتہ کی ٹرے اٹھا کر باہر آئی تھی۔

"واہ پھوپھو آج تو چمگادڑیں بھی سگڑاپے کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔"

اس نے نعیمہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"اور معما بھوکے لوگ صبح ناشتہ کرنے ٹپک پڑے ہیں۔"

ابہا نے بھی لمہوں میں حساب برابر کیا تھا اور اس پر ایک نظر ڈالتی ٹرے اٹھا کر اوپر چلی گئی تھی وہ رات والے ٹراؤزر شرٹ میں ہی ملبوس تھی۔

وہ مرتضیٰ صاحب کو ٹرے تھما کر رتاج کو اٹھانے اپنے کمرے میں آئی تھی لیکن وہ پہلے ہی اٹھ کر واشروم میں جا چکی تھی۔

ابہا نے جلدی سے اپنا کمرہ سمیٹا تھا تب تک رتاج واشروم سے باہر آگئی تھی۔
"آجائیں آپی ناشتہ کر لیں۔"

اسے ناشتہ کرنے کا کہہ کر خود وہ مرتضیٰ صاحب کے کمرے میں آئی تھی۔
"بابا ناشتہ ہو گیا ہے تو میڈیسن دے دوں آپ کو؟"

اس نے برتن سمیٹتے ہوئے ان سے کہا تھا جو بغور اسے کام کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔
"ہاں دے دو بیٹا۔"

انہوں نے اس سے کہا تھا۔ ابہا نے دراز میں سے سر درد کی گولی نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھی اور انہیں پانی کا گلاس تھمایا تھا۔

گلاس خالی کر کے انہوں نے اسے تھمایا اور مسکرا کر شفقت سے اس کی جانب دیکھا۔
"یہاں آؤ میرے پاس۔"

انہوں نے اسے بازو سے تھام کر اپنے پاس بیٹھایا۔

"مجھے آج لگ رہا ہے جیسے ابہا مرتضیٰ میری بہت سمجھدار بیٹی ہے یہ جو لوگ اسے لڑاکا کہتے ہیں نہ بالکل غلط کہتے ہیں۔"

مرتضیٰ صاحب نے مسکرا کر کہا تھا ابہا بھی مسکرائی تھی۔

"میں بالکل بھی لڑاکا نہیں ہوں بابا پتہ نہیں کیوں سب میرے بارے میں ایسا سمجھتے ہیں۔" وہ منہ بسورتے ہوئے ان سے کہ رہی تھی۔

"بیٹا اگر میں تم سے کچھ مانگو تو کیا تم مجھے دو گی؟"

انہوں نے بڑے مان سے اس سے کہا تھا۔

"بابا آپ حکم کریں۔"

ابہا نے بھی انہیں رضامندی دے کر مان بخش دیا تھا۔

"تم اچھی لڑکیوں کی طرح رہا کرو کسی سے بھی مت لڑا کرو اور البشم سے تو بالکل بھی نہیں۔"

انہوں نے آہستہ آہستہ اس سے کہا تھا۔

"لیکن کیوں بابا اگر وہ مجھے کچھ کہے گا تو میں اسے چھوڑوں گی نہیں۔"

وہ کہہ کر اٹھ کر چلی گئی جب کہ مرتضیٰ صاحب صرف مسکرا کر رہ گئے تھے۔

"پاگل ہے بالکل باز نہیں آسکتی یہ لڑکی۔"

وہ کہہ کر دل ہی دل میں مسکرائے تھے۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan

وہ نیچے آئی تو رتاج بھی ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھی ہوئی تھی اور ابثم بھی برہان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ابہا بھی ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"زبیدہ باجی مجھے بس ایک جوس کا گلاس دیں۔"

ابہا نے کیچن میں کام کرتی زبیدہ سے کہا تو وہ فوری گلاس میں جوس ڈال کر لے آئی۔
"ابہا تم ناشتہ نہیں کرو گی؟"

رتاج نے اس کے خالی جوس پینے کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"نہیں دل نہیں چاہ رہا ہے۔"

ابہا نے منہ بنا کر کہا تھا۔

"ہاں دل کیوں چاہے گا جب رات ساری ٹھوستی رہے گی۔"

ابثم نے پراٹھا کھاتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"تم اپنا منہ بند ہی رکھو بھوکرا انسان آگئے ہو صبح صبح فری کا ناشتہ ٹھوسنے۔"

ابہا نے غصے سے نتھے پھلا کر اس سے کہا تھا۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے میری پھوپھو کا گھر ہے۔"

ابثم نے بھی اس سے کہا تھا۔

"بس کرو تم دونوں چپ کر کے ناشتہ کرو۔"

نعیمہ بیگم نے دونوں کو غصے سے کہا تھا۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan

تو وہ دونوں منہ پر انگلی رکھ کر خاموش ہو گئے تھے تو رتاج اور نعیمہ بیگم دونوں مسکرائے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ابہا بیٹیا!"

وہ رتاج کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی جب زبیدہ اندر آئی تھی۔

"جی زبیدہ باجی!"

ابہا نے اس کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"وہ باہر سوسائٹی کے بچے بلا رہے ہیں آپ کو کہ رہے ہیں کہ کرکٹ میچ کا فائنل ہے

آج۔"

زبیدہ اپنے مخصوص دھیمے لہجے میں کہ رہی تھی۔

"اوشٹ میں بھول گئی تھی شیج تو فائنل میچ تھا۔"

"اوکے آپ ان سے کہیں گلی میں وکٹ لگائیں میں بس آرہی ہوں۔"

واہ یہ ایک دم اتنی پرجوش کیسے ہو گئی ہو تم؟"

رتاج نے اس کے پرجوش انداز کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں یار آج ہمارا فائنل میچ ہے دوسری سوسائٹی کی ٹیم کے ساتھ۔"

"او واو یہ تو بہت اچھی بات ہے جیت کر آنا ناک نہ کٹوا دینا ہماری سوسائٹی کی۔"

رتاج اس کے کندھے پر دھپ رسید کر کے کہ رہی تھی۔

"لہ فکر ہی نہ کریں آپ ایسا کھیل پیش کروں گی کہ پوری سوسائٹی دیکھے گی۔"

"ہاں پر ٹیم میں کس سائز کے میمبر ہیں؟"

رتاج مزید متجسس ہوئی تھی۔

"بڑے بڑے لڑکے بھی ہیں اور بچے بھی ہیں۔"

اس نے سٹولر لپیٹتے ہوئے کہا تھا۔

"تم کر لو گی مقابلہ؟"

رتاج کو حیرت ہو رہی تھی جس پر ابہا مسکرائی تھی۔

"آپ ٹیرس سے دیکھیے گا نہ یہ گیٹ کے آگے ہی میچ ہونا ہے بارش کی وجہ سے سوسائٹی

کے گراؤنڈ میں پانی کھڑا ہوا ہے۔"

ابہا نے اب اپنے بال پونی ٹیل میں باندھے تھے۔

"چلو پھر میں آتی ہوں۔"

"اوکے ویٹنگ فار یو۔"

وہ کہتی ہوئی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔

باہر پورا ماحول تیار تھا دوسری سوسائٹی کی ٹیم بھی گلی میں پہنچ چکی تھی صرف ٹاس ہونا باقی

تھا وہ اپنی ٹیم کے کھلاڑیوں کے پاس کھڑی تھی۔

"انس! حمزہ نہیں آیا وہ کدھر ہے؟"

ابہا نے اپنی ٹیم کے ایک کھلاڑی کی کمی دیکھی تو پوچھا تھا۔

"وہ آپ کی اس کی ٹانگ میں چوٹ لگ گئی ہے وہ کھیل نہیں پائے گا۔"

انس نے پریشانی سے ابہا سے کہا تھا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے یار ہماری ٹیم کے لیڈ بیٹس مین میں تم ہو میں ہوں، برہان ہے اور حمزہ

تھا باقی بالر ہیں حمزہ نہیں کھیلے گا تو ہم کس طرح ٹارگٹ پورا کریں گئے۔"

وہ حقیقی معنوں میں پریشان ہو گئی تھی۔

"اب ہم کیا کریں گئے؟"

وہ پریشانی سے بول رہی تھی۔

"میں کھیلوں گا حمزہ کی جگہ۔"

اس نے آواز کے تعاقب میں دیکھا تو ابٹم کف موڑے کھڑا تھا۔

"چلو جی تم کہاں سے آگئے ہو؟"

ابہا کو صبح والا غصہ ایک بار پھر سے چڑھا تھا۔

"او ہیلو میں یہاں کوئی تمہارے لیے نہیں آیا یہ برہان مجھے زبردستی منا کر لے آیا کہ پلیز

آجائیں ورنہ ہماری ٹیم ہار جائے گی۔"

وہ منہ بناتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"چھوڑیں آپہ بعد میں لڑ لینا ابشم بھیا سے ابھی کے لیے ٹاس کریں دوسری ٹیم کا کیپٹن ویٹ کر رہا ہے۔"

برہان نے بیزار ہوتے ہوئے کہا تھا۔

ابہا بھی منہ بناتے ہوئے آگے بڑھ گئی تھی۔ دونوں ٹیموں کے درمیان ٹاس ہوا تھا دوسری ٹیم نے ٹاس جیت کر بیٹنگ کا فیصلہ کیا تھا۔ ابہا نے اپنی پوری ٹیم کو فیلڈنگ کے لیے کھڑا کر دیا تھا۔

پہلا اوور برہان کر رہا تھا پھر ابشم نے پھر خود ابہا نے اور اسی طرح ان کی ٹیم نے دوسو بیس رنز بنائے تھے 9 وکٹوں کے نقصان پر صرف آخری کھلاڑی کھیل رہا تھا جب ابشم نے بال کرائی تھی اور بال سیدھی جاکر وکٹ میں لگی تھی۔

"یے اوٹ۔"

وہ کہ کر ابشم کی طرف بڑھی تھی اور پروفیشنل انداز میں اس کے ساتھ ہاتھ مارے تھے اوپر رتاج اور آئزہ میچ سے لطف اندوز ہو رہی تھی جب دوسری طرف سے شہرام بھی اپنے گھر کے ٹیرس پر فائنل دیکھنے پہنچ گیا تھا۔

دادی بھی اپنا ڈنڈا سمبھالتی ہوئی ٹیرس میں آ بیٹھی تھیں نیچے ان کے سپوت میچ کھیل رہے تھے ان کی سوسائٹی کی عزت کا معاملہ تھا آخر کوئی مذاق تھوڑی نہ تھا۔

ابہا وغیرہ کو دوسو اکیس کا ٹارگٹ حاصل کرنا تھا اوپنگ پر انس اور برہان آئے تھے دونوں نے شاندار بیٹنگ کا مظاہرہ کیا تھا ایک سو بیس پر انس اوٹ ہوا تھا تو سرمد نے اس کی جگہ وکٹ سمبھالی تھی

ابھی ایک سو اسی سکور ہی ہوئے تھے جب سرمد بھی اوٹ ہو گیا اب ابٹم کو آنا تھا بہت سے اور ضائع ہو چکے تھے دوسو پر برہان اوٹ ہوا تو ابٹم کے ساتھ ابہا آگئی اب میچ میں اکیس سکور چاہیے تھا اور بیچے صرف آٹھ گیندیں بچی تھیں۔

"اے ابٹم اور ابہا اگر ہار کر گھر آئے تو میں بڑے چھیترا ماروں گی۔"

دادی ٹیرس سے اونچی آواز میں کہ رہی تھی۔

دونوں نے بیک وقت اوپر دیکھا تھا جہاں دادی بیٹھی ہوئی تھیں۔

پانچ گیندیں اور پندرہ سکور چاہیے تھا گریس پر ابٹم کھیل رہا تھا مخالف سمت سے بال کرائی گئی تھی ابٹم نے زور سے ہٹ کی تھی مگر صرف دو رنز بنے تھے۔

"اوے ابٹم ٹپ ٹپ کھیلنے کا وقت نہیں ہے کم اون ہٹ کرو اونچا سا۔"

شہرام نے بھی ابٹم سے کہا تھا مگر سڑائیک ابہا کی تھی۔

"ابہا پلیز سکس ہونا چاہیے۔"

ابٹم نے پریشانی سے اس سے کہا تھا۔

"کوشیش کرونگی۔"

ابہا نے ہاتھ کا مکا بنا کر اس کے ہاتھ سے ٹکرایا تھا اور سٹرائیک سمجھا لی تھی۔
" چل ابہا چھکا مار!"

دادی اوپر سے بولی تھیں۔

گیند کرائی گئی تھی ابہا نے اپنی پوری طاقت سے گیند کو مارا تھا گیند ہوا میں بلند ہوئی تھی اور
یہ چھکا لگا تھا۔

"شباباش ابہا بہت اچھے۔"

شہرام اور رتاج نے تالی بجائی تھی اور دادی بھی داد دینے میں پیش پیش تھیں۔
اب ابشم کی سٹرائیک تھی چار گیندوں پر سات سکور چاہیے تھا اب کی بار ابشم نے چوکا مارا
تھا۔

ایک بار داد پھر سے دی گئی تھی تین گیندیں اور تین ہی سکور تھا اب کی بار گیند مس ہو گئی
تھی۔

" فٹے منہ ابشم تیرا تو نے گیند مس کر دی۔"

دادی غصے میں آگئی تھیں مگر ابشم نے اب کی بار دادی کو انگور کیا تھا دو گیندیں اور تین رن
درکار تھے۔

" ابشم پلیز کچھ کرو ہمیں ہر حالت میں میچ جیتنا ہے۔"

ابہا نے منت بھرے انداز میں اس سے کہا تھا ایسے بات کر رہے تھے دونوں جیسے بچپن سے یارانہ ہو دونوں کا دادی تو حیرت میں ہی ڈوب گئی تھیں۔

گیند کرائی گئی تھی اب کی بار پھر سے دو رنز ہوئے تھے۔ اب ایک گیند اور ایک ہی رن درکار تھا سٹرائیک ابہا کی تھی گیند کرائی گئی اور ابہا نے شاندار چوکے کے ساتھ میچ ختم کیا تھا اور بیٹ وہی پھینک کر اچھلی تھی۔

"اویس ہم جیت گئے۔"

ابشم بھی بیٹ پھینک کر اس کی طرف بڑھا تھا دونوں نے ہاتھ مارے تھے۔

"شاباش میرے شیروں دشمنوں کو دھول چٹا دی۔"

دادی تالی بجاتے ہوئے کہ رہی تھیں دونوں مسکرائے تھے۔

"قسم سے آپہ اگر آپ دونوں کی لڑائی نہ ہو تو یو بوتھ آر بیسٹ پارٹنرز۔"

برہان پر جوش ہوتے ہوئے کہ رہا تھا دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا اور پھر دونوں کی تیوری چڑھی تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف گھومے تھے۔

"انتہائی کوئی فضول کھیلا ہے تم نے ہم نے کب کا میچ جیت لینا تھا لیکن تم کب سے مینڈھوں کی ٹپ ٹپ لگے ہوئے تھے۔"

ابہا نے غصے سے اس سے کہا تھا۔

"اوچگاڈ کے منہ والی تو تم کونسا ورلڈ چیمپین ہو جس نے ورلڈ کپ جیت لیا ہے چونگے میں سٹریٹ کرکٹ کھیل رہی ہو اور بن ایسے رہی ہو جیسے اول گراؤنڈ کی ٹامیر ہو ہوں!"

بس پھر دونوں شروع ہو چکے تھے سب کے ہاتھ بیک وقت اپنے اپنے سروں کی جانب گئے تھے کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کھیل ختم کر کے اور لڑ کر گھر آگئی تھی۔

"کیوں سکون اچھا نہیں لگ رہا تھا تمہیں ابہا جو میچ جیتنے کے بعد بھی لڑنے پہنچ گئی اس سے؟"

نعیمہ بیگم ماتھے پر بل ڈال کر اس سے کہہ رہی تھیں۔

"رہنے دیں بس معما ویسے بڑا کلاس کا پلئیر بنتا ہے ہماری ٹیم کو ہرانے والا تھا یہ آج مینڈھا کہیں کا۔"

اس کی زبان ایک بار پھر رفتار پکڑ چکی تھی۔

"تم سے تو بھیس کرنا ہی فضول ہے۔"

وہ غصے سے وہاں سے چلی گئی تھیں جبکہ ابہا چیخ کرنے اپنے کمرے میں آگئی تھی۔

آج شہرام اور رتاج کا نکاح تھا نکاح لاہور کی مشہور بادشاہی مسجد میں ہونا طے پایا تھا آج جمعہ تھا تو جمعے کے بعد نکاح ہونا تھا دوپہر کے بارہ بج چکے تھے گھر کے سب مرد حضرات اور

کچھ ایک دو قریبی رشتے دار جمعے کی نماز کے لیے بادشاہی مسجد چلے گئے تھے وہ سب بھی تیار تھیں مایوں کے بعد الویرا اپنے گھر چلی گئی تھی اس کی معما کو کوئی ضروری کام تھا اس سے تو آج نکاح کے روز وہ بھی واپس آگئی تھی۔ ساری عورتوں نے دو گاڑیوں میں جانا تھا الویرا بھی اپنی گاڑی لے کر آئی تھی اور ابہا کی گاڑی تو ویسے ہی مرتضیٰ ہاوس کے گیراج میں کھڑی تھی ابہا کے ساتھ دادی رتاج اور رزوانہ بیگم بیٹھ گئی تھیں جبکہ الویرا کے ساتھ شگفتہ بیگم اور آرزہ بیٹھ گئی تھیں وہ سب تقریباً دو بجے گھر سے نکلے تھے اور تقریباً ڈھائی بجے کے قریب وہ لوگ مسجد پہنچے تھے جہاں حسن صاحب اور مبشر صاحب نے مرتضیٰ صاحب کے ساتھ مل کر سارا انتظام کروالیا تھا مسجد کے اندر ایک پردہ لگایا گیا تھا جس کے ایک طرف مرد اور دوسری طرف عورتیں تھیں رتاج اور باقی سب لڑکیاں ایک جیسے آف وائٹ فرائیڈز میں ملبوس تھیں بس رتاج کا لال چنری کا دوپٹہ تھا جبکہ ابہا کا سی گرین، الویرا کا پینک اور آرزہ کا اورنج تھا۔

مولوی صاحب نے مائیک کے اندر نکاح پڑھوانا شروع کیا تھا پہلے وہ رتاج کی طرف آئے تھے جن کے ساتھ مبشر صاحب اور برہان بھی تھے مولوی صاحب نے نکاح کے کلمات دہرائے تو رتاج نے بھی قبول ہے کہ کر نکاح نامے پر دستخط کر کے ملک شہرام حسن کو ہمیشہ کے لیے اپنے نام لکھ لیا تھا۔

دوسری طرف مولوی صاحب نے شہرام کا بھی نکاح پڑھوایا تھا دونوں طرف سے مبارک باد کا شور اٹھا تھا نکاح کے بعد دونوں کی زندگی کے سکون اور خوشیوں کے لیے باقاعدہ دعا کروائی گئی تھی۔

نکاح کے بعد مسجد کی خوبصورت تاریخی عمارت کے سامنے ان دونوں کا فوٹو شوٹ ہوا تھا اور گھر کے دیگر لوگوں نے بھی بے شمار تصویریں اتروائی تھیں اور پھر تقریباً شام میں سب گھر واپس آئے تھے سب نے جلدی سونے میں ہی عافیت جانی تھی کیونکہ کل مہندی تھی اور بے حد کام تھے جو ابھی کرنے والے پڑے ہوئے تھے اور دوسرا سب کا تھکن سے بھی برا حال تھا۔

اگلی صبح بھی ایک ہنگامے سے ہوئی تھی مرد حضرات کو انتظامات کی فکر تھی جب کہ ینگ پارٹی کو اپنے کپڑوں اور ڈنس کی ٹینشن تھی۔

"یار میں نہیں کروں گی اتنے سارے لوگوں کے سامنے ڈانس۔"

ابہا الویرا کو کہ رہی تھی جبکہ وہ اسے گھور کر رہ گئی تھی۔

"ابہا ویسے تو تم اتنی بولڈ بنتی ہو اور اب جب وقت آیا ہے تو نروس ہو رہی ہو۔"

الویرا کو شدید قسم کا غصہ چڑھ گیا تھا۔

"پھر بھی یار مطلب کیسے کروں گی میں۔"

وہ مسلسل ناخن چبا رہی تھی۔

"تم کوئی اکیلی ہیروئن نہیں ہو ہم بھی ادھر ہی ہونگے اور اب چپ کر جاو سمجھی نہ۔"
الویرا نے اس کا منہ بند کروایا تھا۔

شام کو رتاج پارلر چلی گئی تھی اور اب کی بار ابہا کی بجائے آئزہ اس کے ساتھ گئی تھی۔
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"ہاں بھئی لڑکوں تیاری کیسی ہے؟"

البشم نے معاذ اور برہان سے پوچھا تھا جبکہ شہرام پاس فون پر ٹیکسٹ ٹائپ کر رہا تھا۔
"ہاں تیاری تو اچھی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ دوسری طرف سے کیا گولا باری کی جائے گی۔"
معاذ نے اس سے کہا تھا۔

"ارے میرے شیر کچھ نہیں ہوگا یہ نازک نازک مینڈکی ابہا جیسی جو لڑکیاں ہوتی ہیں نہ
انہیں تو اپنی کمر بھی مشکل سے ہلانی آتی ہے۔"
وہ مزے سے کہہ رہا تھا۔

"بیٹا یہ نہ ہو کہ وہ مینڈکی جیسی ابہا ہی تمہیں اپنے ڈانس سے حیران کر دے۔"
شہرام نے فون پر مصروف ہی اس سے کہا تھا۔ جس پر البشم کی تیوری چڑھی تھی۔
"کیوں آپ نے کیا اپنے چھوٹے بھائی کو اتنا نالائق سمجھا ہوا ہے؟"
اسے تو غصہ ہی آگیا تھا۔

"نہیں میرے چھوٹے بھائی میری مجال جو میں آپ کو نالائق سمجھو!"

"جائیں جا کر تیار ہوں اور اچھا ڈانس نہ کیا نہ آپ نے اور مجھے ایمریس کرایا تو دیکھیے گا پھر۔"

وہ شہرام کو آنکھیں دیکھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تھا جبکہ اس نے اپنی مسکراہٹ بڑی مشکل سے روکی تھی۔

رتاج تیار ہو کر سات بجے پارلر سے واپس آگئی تھی وہ پلم کلر کا لہنگا مسٹرڈ کلر کی چولی کے ساتھ پہنے ہوئی تھی لہنگا پورا خوبصورت گوٹے اور تلے کے کام سے بھرا ہوا تھا چولی اور سادی تھی ساتھ میں فل بھرا ہوا گوٹے کا دوپٹہ تھا جو پلم کلر کا تھا ساتھ میں خوبصورت گولڈن کلر کا ٹیکا لگائے اور کانوں میں اسی کے جیسے گولڈن آویزے پہنے ہلکے پھلکے میک اپ وہ بے پناہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

رتاج تیار ہو کر گھر ہی آئی تھی ابھی پنڈال میں نہیں گئی تھی جبکہ سارے لڑکے اور بڑے پنڈال میں پہنچ چکے تھے وہاں انتظامات دیکھنے کے ساتھ ساتھ انہیں مہمانوں کا استقبال بھی کرنا تھا۔

ابہا آج پرپل چولی کے ساتھ پیرٹ گرین لہنگا پہنے ہوئے ہی جس کے گھیرے میں ستاروں کا چھٹ لگا ہوا تھا اسی طرح چولی پر بھی ہلکا سا گرین شیڈ میں گوٹا لگا ہوا تھا اس کے ساتھ دو رنگی دوپٹہ تھا جس کے کناروں پر ڈوڑیاں لٹک رہی تھیں بالوں کو کھول کو آگے سے پکڑ کر پن اپ کیا ہوا تھا جس کے سائیڈ پر خوبصورت جھومر لگایا ہوا تھا کانوں میں بالکل چھوٹے

چھوٹے ٹوپس پہن رکھے تھے جو قدرے کانوں کے ساتھ چپکے ہوئے تھے دوپٹہ کندھے پر ڈال کر دوسری طرف سے لہنگے کے اندر پن اپ کر کے انڈین سٹائل میں لگایا ہوا تھا اور یہ سب الویرا کا کمال تھا وہ اور آئزہ بھی بالکل اس کے جیسے ہی لہنگے اور چولی میں ملبوس تھی بس رنگ مختلف تھے الویرا کا لہنگا اور نچ کلر کا تھا جس کے اوپر گرین چولی تھی جبکہ آئزہ ریڈ لہنگے کے ساتھ ہلکے گرے رنگ کی چولی میں ملبوس تھی ان دونوں نے ٹیکے کے ساتھ جھمکے پہن رکھے تھے وہ سب پنڈال جانے کے لیے تیار تھیں۔

الویرا کے ساتھ وہ تینوں بھی پنڈال میں پہنچی تھیں مہندی کے تھیم کے حساب سے زبردست سجاوٹ کی گئی تھی گلاب کے اور گیندے کے پھولوں سے پورا پنڈال مہک رہا تھا کرسیوں کی بجائے دونوں طرف گدے بچھا کر پیچھے گول تکیے رکھے گئے تھے جن کے سائیڈ پر ہی لکڑی کی خوبصورت چھوٹی چھوٹی میزیں قطار کی صورت میں لگائی گئی تھیں جہاں کھانے کے رنگ برنگے لوازمات رکھے تھے سیٹج پر بھی کرسی یا صوفہ رکھنے کی بجائے گدے ہی بچھائے گئے تھے جن کے کناروں پر دونوں طرف گول تکیے رکھے گئے تھے اور آگے بالکل زمین پر چھوٹی لکڑی کی ویسی ہی میز رکھی گئی تھی جو کھانے کے لوازمات سے سجائی گئی تھی اس میز پر مہندی کا بڑا سا تھال رکھا گیا تھا جس میں مختلف خانے بنے ہوئے تھے ایک خانے میں مہندی ڈال رکھی تھی ایک میں تیل تھا ایک میں چھوٹے چھوٹے کیوبیز کی شکل میں چاکلیٹ ڈالی گئی تھی جبکہ ایک خانہ پورا ڈرائے فروٹ سے بھرا ہوا تھا۔

پنڈال کو دیکھ کر ابہا کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں لیکن اس کی آنکھیں تب ساکت ہوئی تھیں جب اس نے ابثم کو دیکھا تھا وہ گرے شلوار قمیض میں ملبوس تھا گلے میں بلیک شال ڈالے اور پیروں کو پشاوری چپل کی بجائے آج کھوسے میں قید کیے ہوئے تھا بال ہمیشہ کی طرح جیل لگا کر سیٹ کر رکھے تھے وہ اس قدر وجیہ اور خوب رو لگ رہا تھا کہ ابہا کو اس کی بھرپور مردانہ وجاہت کا اعتراف کرنا ہی پڑا تھا۔

کچھ ہی دیر میں پورا پنڈال مہمانوں سے بھر چکا تھا اور باقاعدہ مہندی کا فنکشن شروع ہو چکا تھا۔

سب دولہے کی اینٹری کے منتظر تھے سیٹج کے نیچے ایک طرف ڈانس فلور بنایا گیا تھا پورے پنڈال کی لائٹس ایک دم ڈیم ہوئی تھیں اور سپاٹ لائٹ شہرام پر پڑی تھی جو ڈانس فلور پر رخ سیٹج کی جانب کیے کھڑا تھا ایک دم میوزک سٹارٹ ہوا تھا ابثم، برہان اور معاذ ایک طرف کھڑے تھے جبکہ شہرام کی اینٹرنس پر گانا بجایا گیا تھا۔

"تیرے لیے سہرا باندھ کے میں تو آیا رہے
ڈولی بارات بھی ساتھ میں، میں تو لایا رہے
اب نہ ہوگا انتظار گوری آج نہیں تو کل
تو میری ہونی رہے تینو لے کے میں جاواں
گا دل دے کے میں جاواں گا۔"

شہرام نے بہت خوبصورت انداز میں ڈانس کیا تھا البشم ، معاذ اور برہان نے بھی اسے جوائن کیا تھا ابھا وغیرہ بھی برائیڈل روم کے دروازے پر کھڑی ہو کر پر انہیں ڈانس کرتے دیکھ رہی تھیں۔

"چلیں آپ کی باری ہے اب سرپرائز کریں شہرام بھیا کو۔"

الویرا نے رتاج سے کہا تو وہ ایک دم اس کی جانب مڑی تھی۔

"یار میں کیسے آئی مین اتنے سارے لوگ ہیں۔"

وہ بہت نروس دیکھائی دے رہی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا جائیں ہم بھی آپ کو جوائن کرے گئے۔"

اس نے کہہ کر رتاج کو ڈانس فلور کی طرف بھیجا تھا وہ ڈانس فلور پر آئی تھی پیچھے گانا بجا تھا۔

"مہندی ہے رچنے والی"

اور اس نے بہت خوبصورت انداز میں ہلکے ہلکے سٹیپ لگائے تھے شہرام کو وہ گنگ کر گئی تھی

واقعی ہی رتاج شہرام کے دل کے تاروں کو ایک بار پھر سے چھیڑ گئی تھی اس کے بعد وہ

لڑکیوں کے پاس کھڑی ہو گئی تھی جب لڑکے دوبارہ سے سٹیج پر آئے تھے۔

"کڑیاں نشے دیاں پڑیاں"

ابنم، معاذ اور برہان نے کیا ڈانس کر کے اینٹری ماری تھی معاذ نے دور کھڑی الویرا کو دیکھ لیا تھا اس کے ذہن میں بابا کی دیکھائی ہوئی تصویر آئی تھی معاذ کو وہ خوبصورت لگی تھی۔

پھر تو جو لڑکیوں نے اینٹری ماری لٹھے دی چادر سے لے کر ابہا کا مہندی ٹھار والے ہاتھوں پر لگاؤں کی اس نے بہت خوبصورت کیا تھا سب نے ڈانس پر فارمینس بہت انجوائے کی تھی اس کے بعد رتاج اور شہرام کو سٹیج پر بیٹھایا گیا تھا پھر مہندی کی رسم کا آغاز دادی نے کیا تھا اور اس طرح سب نے دونوں کو مہندی لگائی تھی فوٹو گرافر اور مووی میکر نے سارے لمہات کو کیمرے میں محفوظ کر لیا تھا سب کی مسکراہٹیں اس کیمرے میں قید ہوئی تھیں بہت سا ہلہ گلہ کرنے کے بعد وہ سب تقریبات کو ڈھائی بجے گھر واپس آئے تھے۔

سب اتنے زیادہ تھکے ہوئے تھے کہ آتے ہی چیخ کر کے سو گئے اگلے دن بارات تھی اور وہ ایک بہت ہی تھکا دینے والا فنکشن ہوتا ہے۔



اگلے دن صبح ناشتے کے بعد سے ہی ملک ہاوس میں

سے مبشر صاحب مرتضیٰ صاحب کے ساتھ دو بار میرج ہال کا چکر لگا چکے تھے کیونکہ ان دونوں نے ہی آج بارات کا استقبال کرنا تھا دادی تو پوتے کی طرف سے بارات کے ساتھ آرہی تھیں مرتضیٰ ہاوس اور ملک ہاوس دونوں میں چہل پہل تھی دوپہر کو تین بجے رتاج

پارلر تیار ہونے چلی گئی تھی جبکہ اس دفعہ اس کے ساتھ الویرا گئی تھی ابہا کو گھر کے کام بھی دیکھنے تھے۔

"معما پھول منگوا کر ہال میں بھجوا دیے ہیں کیا؟"

وہ صبح سے گھر میں گھن چکر بنی ہوئی تھی۔

"ہاں برہان سے کہا تھا میں نے وہ دے آیا تھا اب تم بھی جا کر تیار ہو جاو سات بجنے والے ہیں اور تمہیں پتہ ہے دیر ہو گئی تو تمہارے بابا کتنا غصہ کریں گے۔"

نعیمہ بیگم خود اپنا کام دانی دوپٹہ سمجھالتے ہوئے کہ رہی تھیں۔

"آج کے دن کے لیے کونسا شاہکار بنوایا ہے آپ نے میرے لیے؟"

وہ بیزار ہو کر پوچھ رہی تھی کیونکہ نعیمہ بیگم نے سارے دن اس کے لیے بہت ہی وزنی کپڑے بنوائے تھے۔

"میکسی ہے۔"

نعیمہ بیگم نے لا پرواہی سے کہا تھا جس پر اس نے اچھا خاصہ انہیں گھورا تھا۔

"بس کسی دن نہ یہ اتنے وزنی کپڑے پہن کر میرے کندھے جھک جانے ہیں پھر بڈھی کہہ کر نہ چڑائیے گا مجھے۔"

وہ منہ بنا کر کہہ رہی تھی جس پر نعیمہ بیگم کو بے ساختہ ہنسی آئی تھی۔

"نہیں کہتی جاو تم تیار ہو جا کر۔"

وہ سر جھٹکتی ہوئی چلی گئی تھی۔

تقریباً پورے پندرہ منٹ میں وہ تیار تھی۔

وہ پیچ کلر کی میکسی میں ملبوس تھی جس کے نیچے خوبصورت بڑا سا کٹ لگا ہوا تھا ساری میکسی پر نفیس سفید موتیوں کا کام کیا گیا تھا اس کے ساتھ ابہا نے بالوں کا خوبصورت جوڑا بنایا ہوا تھا اور کانوں میں خوبصورت سلور چاند بالیاں پہن رکھی تھیں اس کے ساتھ پنک لپ اسٹک لگائے اور آنکھوں کو مسکارے سے سجائے وہ غضب ڈھا رہی تھی۔

وہ سب ہال میں پہنچ چکے تھے ابھی وہ ہال میں پہنچی ہی تھی کہ باہر بارات آنے کا شور بلند ہوا تھا وہ بھی جلدی سے مین انٹرس کی جانب بڑھی تھی جہاں اب ڈھول کی تھاپ پر سب لڑکے بھنگڑے ڈال رہے تھے ان میں ابشم اول اول تھا ابہا کی نظر سب سے پہلے اس پر ہی گئی تھی وہ پلین بلیک شیروانی میں ملبوس تھا اپنے سیاہ سلکی بالوں کی ہمیشہ کی طرح جیل سے سیٹ کیے وہ بھنگڑا ڈالتا ہوا اتنا خوبصورت لگ رہا تھا کہ ابہا کو اپنا دل پہلی بار اتنے رفتار سے دھڑکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس نے ایک دم دل پر ہاتھ رکھا تھا کہ اس کے اٹھتے ہوئے شور کو تھوڑا دبا سکے مگر دل تو رفتار پکڑ چکا تھا اس نے اپنا دھیان شہرام کی طرف کیا تھا وہ مہرون شہروانی میں ملبوس تھا سر پر کولا پہنے اور پیروں میں کھسے پہنے وہ شہزادہ لگ رہا تھا آج ابشم کے سارے دوست موجود تھے صرف شاہزیب نہیں تھا اور اس کے نہ ہونے کی وجہ کہیں نہ کہیں ابہا کی ذات تھی۔

لڑکیاں پھول پکڑ کر کھڑی تھیں شہرام دادی اور حسن صاحب کے ساتھ آہستہ آہستہ چلتا ہوا آ رہا تھا رزوانہ بیگم آگے تھیں جیسے ہی وہ لوگ پہنچے سب نے پھول پھینک کر ان کا استقبال کیا تھا اور انہیں لیے اندر آگئے تھے۔

"واو ابھی آپی یو لک گور جیس۔"

آرزو نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"تھینک یو تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

نکاح تو پہلے سے ہی ہو چکا تھا لہذا بارات کے آتے ہی دلہن کو سیٹج پر لانے کا شور بلند ہوا تھا تو ابہا اور الویرا رتاج کو لینے برائیڈل روم کی جانب بڑھ گئی تھیں۔

"کیا ہوا بھیا نروس ہو رہے ہیں؟"

ابشم نے شہرام کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا۔

"ارے نہیں یار نروس نہیں بس ایسے ہی۔"

شہرام نے اس سے کہا تھا۔

"فکر مت کریں رتاج آپی ڈرے کولا نہیں ہیں۔"

اس نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا جس پر شہرام نے اپنے دانت پیسے تھے۔

"تم گھر چلو ذرا ایک بار تمہیں تو دیکھ لوں گا میں۔"

شہرام کو غصہ آیا تھا۔

"دیکھ لیجیے گا میں کونسی کوئی لڑکی ہوں جسے دیکھنے پر آپ کا قتل رتاج بھابھی پر واجب ہو جانا ہے۔"

"ابشم دفع ہو جاو یہاں سے۔"

"ارے ارے وہ دیکھیں بھابھی آرہی ہیں۔"

ابشم نے شہرام کو کوہنی ماری تھی جس پر اس نے سامنے دیکھا تھا جہاں سے رتاج چلتی ہوئی آرہی تھی۔

وہ لائٹ براون کام دانی میکسی میں ملبوس تھی جس کے ساتھ مہرون کا مدانی دوپٹہ تھا وہ غضب کا عروسی جوڑا تھا جس میں رتاج اٹھ رہی تھی ماتھے پر ٹیکا سائیڈ پر جھومر ناک میں خوبصورت نتھ کانوں میں بڑے بڑے جھمکے ہونٹوں پر مہرونش لپ اسٹک مہندی سے سجے ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے وہ ملک شہرام حسن کو چاروں شانے چت کر گئی تھی وہ سیٹج کے پاس پہنچ چکی تھی۔

"بھیا بس کریں ہوش کریں ہاتھ دیں انہیں وہ کھڑی ہیں۔"

ابشم نے تو اسے جھنجھوڑ ڈالا تھا اس نے ہڑبڑا کر اسے اپنا ہاتھ دیا تو وہ اس کا ہاتھ تھام کر سیٹج پر آکر اس کے برابر میں بیٹھ گئی۔ دودھ پلائی کی رسم کے لیے ابھا گلاس تھام کر سیٹج پر آئی تھی۔

"چلیں ابشم بھیا نکالیں پچاس ہزار۔"

ابہا نے اسے دودھ کا گلاس تھمانے کے بعد کہا تھا۔

"کیوں اتنے پیسوں کا کیا کرو گی تم اپنے بچوں کے ڈائپر خریدنے ہیں کیا؟"

ابشم نے شہرام سے پچاس ہزار جھپٹے ہوئے کہا تھا۔

"مینڈھے تم چپ رہو میں جو مرضی کروں۔"

اس نے غصے سے ابشم کو کہا تھا۔

"کیوں پہلے آئینے میں جا کر اپنا منہ دیکھو کوئی پچاس روپے بھی دے تو بات کرنا آئی ہیں

پچاس ہزار مانگنے۔"

اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"تمہارا اپنا تو دو روپے کی ٹافی جیسا منہ ہے اور چلے ہو میرے منہ کو باتیں کرنے۔"

ابہا نے بھی فوری حساب بے باک کیا تھا۔

"اوے شہرام دے پیسے ابہا کو ابشم چل پتر واپس کر ایسے نہیں کرتے رسم ہوتی ہے۔"

دادی نے ابشم سے کہا تھا۔

"کیوں دادی یہ چمگادڑ میرے بھیا کو لوٹ رہی ہے اور آپ کہ رہی ہیں کہ رسم ہوتی ہے۔"

"دے بھی اب رخصتی کا وقت ہو رہا ہے۔"

دادی نے اس سے کہا تو اس نے منہ بناتے ہوئے پیسے ابہا کو دے دیے اور پھر رخصتی کا

وقت بھی آگیا رتاج رخصت ہو کر واپس ملک ہاوس آگئی تھی اسے شہرام کے کمرے میں پہنچا

Eid ka khas milan by Aiman Khan

دیا گیا تھا شہرام کا کمرہ خوبصورتی سے سجایا گیا تھا گلاب کے مہکتے ہوئے پھولوں کی خوشبو ہر سو پھیلی ہوئی تھی اس کا پوری بیڈ شیٹ پر گلاب کے پھولوں کی پتیاں بکھری ہوئی تھیں سائیڈ ٹیبل پر جدید طرز کی موم بتیاں کینڈل سٹینڈ پر رکھی ہوئی تھی ڈریسنگ ٹیبل پر بھی پھولوں کی پتیوں کے درمیان موم بتیاں پڑی ہوئی تھیں کمرے میں مدھم روشنی تھی خاصہ خوابناک ماحول تھا۔

وہ کب سے پاگلوں کی طرح ٹہل رہا تھا اور ابشم کو بھی ٹہلا رہا تھا۔
"کیا تکلیف ہے تمہیں اب بول بھی چکو؟"

ابشم آخر کو جھنجھلا کر بول ہی پڑا۔

"یار سمجھ نہیں آرہی کیسے کہوں اس سے۔"

معاذ نے منہ بنا کر کہا تھا۔

"کس سے کہنا ہے اور کیا کہنا ہے؟"

ابشم نے پوری آنکھیں کھول کر اس سے کہا تھا۔

"یار وہ ابہا کی دوست الویرا ہی ہے جس سے ڈیڈ نے میری بات پکی کی۔"

اس نے مسکرا کر کہا تھا ابشم نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا واقعی میں؟"

"ہاں اسی لیے تو سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیسے کہوں اسے۔"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

ویسے تو بڑی ٹٹیں ٹٹیں کرتا ہے ایک لڑکی سے دل کی بات کی نہیں جارہی تجھ سے لعنت ہے تیری مردانگی پر۔"

ابٹم نے منہ بنا کر کہا تھا۔

"اوے مردانگی پر کوئی بات نہیں کرنی سمجھانہ۔"

معاذ کو تو غصہ ہی آگیا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر کل ویسے پر جا کر کہ دینا اس سے اور اگر نہ کہ سکا تو تیری سزا میں خود تجویز کرونگا۔"

اس نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر ڈن ہے تیرے بھائی کو منظور ہے یہ شرط۔"

اس نے اس سے ہاتھ ملایا تو دونوں اندر کی جانب بڑھ گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کمرے میں اس کے بیڈ پر بیٹھی اس کی آمد کی منتظر تھی اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا

کہ اللہ نے اسے بن مانگے شہرام جیسا ساتھی دیا تھا جس کی خواہش ہر لڑکی کو ہوگی شاہد لیکن

ہر لڑکی رتاج نہیں تھی جس کا نصیب شہرام بنتا وہ تو صرف رتاج کے نصیب میں ہی لکھا تھا

وہ اس کی زندگی میں آکر بے پناہ خوش تھی وہ اپنی آنے والی خوشیوں بھری زندگی کے

بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر داخل ہوا

تھا وہ قدم قدم چلتا ہوا بیڈ کے قریب آیا تھا جہاں وہ پھولوں کی پتیوں کے بیچ میں اپنی میکسی پھیلائے بیٹھی ہوئی تھی رتاج نے صرف ایک لمبے کے لیے اوپر دیکھا تھا اور اسے ایک بار پھر نئے سرے سے شہرام سے محبت ہوئی تھی شہرام ایک وجیہ مرد تھا اس کی مشابہت کافی حد تک ابثم سے تھی لیکن پھر بھی خوبصورتی اور وجاہت میں ابثم شہرام سے نمبر لے گیا تھا۔

وہ اس کے قریب اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ تھامے تھے۔
"کیسی ہو؟"

اس نے اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنے لب رکھتے ہوئے کہا تھا۔
"بالکل ٹھیک آپ کے سامنے۔"

رتاج نے مسکراتے ہوئے کہا تو شہرام نے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں سے ایک ڈبہ نکالا تھا جس میں انتہائی خوبصورت کنگن تھے جو اس نے رتاج کے مہندی سے سجے ہاتھوں میں پہنائے تھے اور وہ اور بھی خوبصورت ہو گئے تھے شہرام نے اس کی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی مہر ثبت کی تھی جس پر رتاج بلش کر گئی تھی۔

"شکریہ میری زندگی میں آنے کا اور اسے مکمل کرنے کا مہزن کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اللہ مجھے اس قدر خوبصورت تحفے سے نوازے گا۔"

اب اس نے باری باری اس کے دونوں گال چومے تھے اگر ابشم اس لیے شہرام کو ایسے دیکھ لیتا تو یقیننا بے ہوش ہی ہو جاتا۔

"تم مجھ سے محبت کرتی ہو کیا؟"

شہرام نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"بہت کرتی ہوں۔"

رتاج نے مسکرا کر جواب دیا تھا اور شہرام کی گال پر اپنے لب رکھے تھے۔ ان دونوں کی زندگی کی سب سے خوبصورت رات تھی کیونکہ خوبصورت خوشیوں کی شروعات تھی شہرام نے اس رات رتاج کو زبانی اظہار کے ساتھ عملی اظہار بھی پیش کیے تھے اور وہ اپنی زندگی سے بہت خوش تھی آگے بھی زندگی کی خوشیاں ان کی منتظر تھیں دونوں کی خوبصورت رات آہستہ آہستہ سرک گئی تھی۔

وہ صبح شہرام کی زندگی میں ایک خوبصورت احساس کے تحت ہوئی تھی۔ اس کی آنکھ اپنے بازو پر کسی بوجھ کے تحت کھلی تھی اس کے ذہن میں ایک دم گزشتہ رات تازہ ہوئی تھی اس نے اپنے پہلو میں دیکھا تو رتاج اس کے بازو پر سر رکھ کر سو رہی تھی اس کے کھلے ہوئے بال کسی آبخار کی طرح تکیے پر بکھرے ہوئے تھے شہرام نے انتہائی دلچسپی سے اپنے پہلو میں یہ منظر دیکھا تھا ایک بار پھر سے وہ بے خود ہوا تھا

اس نے اپنے لب رتاج کی پیشانی پر رکھے تھے اور اس کی آنکھوں میں پڑتے ہوئے بال پیچھے ہٹائے اور خود فریش ہونے واشر روم کی جانب بڑھ گیا۔

جب وہ واشر روم سے فریش ہو کر باہر نکلا وہ تب بھی ہنوز سو رہی تھی شہرام نے آگے بڑھ کر اسے آہستہ سے آواز دی تھی جس پر وہ ہلکا سا کسمسائی تھی۔

"رتاج اٹھ جاو نیچے سب ناشتے پر ہمارا انتظار کر رہے ہو گئے۔"

اس نے رتاج کی آنکھیں کھلتی ہوئی دیکھیں تو اس کے پاس آکر کہنے لگا جس پر وہ سر ہلاتی ہوئی بستر سے اٹھ کر واشر روم کی جانب چل پڑی۔ کچھ ہی لمہوں بعد وہ اس کے سامنے تھی ڈارک بلو فرائڈ میں کھلے بالوں کے ساتھ وہ حسین لگ رہی تھی وہ ایک دم پھر سے بے خود ہوا تھا اور اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیا تھا۔

"تم مجھے پاگل کر کے چھوڑو گی۔"

اس نے اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ رتاج کی نظریں شرم سے جھکی تھیں۔

"بھیا بس کریں اب آجائیں سب ناشتے پر بلارہے ہیں آپ کی بیوی ہیں بھاگ نہیں رہی ہیں باقی کا پھر سے سٹارٹ کر لینا۔"

ابنم مسلسل اس کے کمرے کا دروازہ پیٹتے ہوئے کہ رہا تھا جس پر شہرام نے ایک بار پھر دانت پیسے تھے اور پھر گویا ہوا تھا۔

"تم اپنی بکو اس بند رکھو اور دفع ہو جاؤ میں آ جاؤں گا اور یاد رکھنا ایک بار تمہاری شادی ہو لینے دو گن گن کے سارے بدلے نہ لیے تو میرا نام بھی ملک شہرام حسن نہیں۔"

شہرام نے دانت پیستے ہوئے ہی اونچی آواز میں کہا تھا جب کہ رتاج کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا۔
"او کے بھیا سی یو ان مائی شادی۔"

وہ کہتا ہوا شاہد چلا گیا تھا کیونکہ اس کی آواز آنا بند ہو گئی تھی۔ اس کے جانے کے بعد شہرام ہنستی ہوئی رتاج کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"آپ کو بہت ہنسی آرہی ہے؟"

اس نے ایک ابرو اچکاتے ہوئے پوچھا تھا جس پر اس نے مشکل سے اپنی ہنسی ہونٹوں میں دبا کر سر ہلایا تھا۔

"تمہیں تو بعد میں پوچھتا ہوں ابھی کے لیے چلو کہیں پھر سے وہ شیطان نہ آجائے۔"

دونوں سر ہلاتے ہوئے آگے پیچھے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آگئے تھے جہاں سب ان کا انتظار کر رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

گھر کے سب افراد اٹھ گئے تھے اور ڈائمنگ ٹیبل پر ناشتہ کر رہے تھے لیکن ابہا ابھی تک نہیں اٹھی تھی مرتضیٰ صاحب نے اس کی غیر موجودگی محسوس کی تو نعیمہ بیگم سے پوچھ بیٹھے۔

"نعیمہ ابہا ناشتہ پر نہیں آئی کیا اٹھی نہیں ابھی تک؟"

انہوں نے نوالہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا تھا۔

"بس رات بھی ذرا دیر سے ہی سوئی تھی تو میں نے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا کافی دنوں سے اس کی نیند پوری نہیں ہو پارہی ہے۔"

نعیمہ بیگم نے ان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا چلو اٹھے گی تو ناشتہ کروادینا اسے میں تو آفس کا چکر لگا کر آتا ہوں کافی دن ہو گئے شادی کے چکروں میں آفس بھی نہیں جایا۔"

انہوں نے کہا تو نعیمہ بیگم تاسف سے انہیں دیکھنے لگیں۔

"کیا بات ہے ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟"

مرتضیٰ صاحب کو ان کا دیکھنا عجیب لگا تھا۔

"آپ ابہا کے بارے میں کیوں نہیں کچھ سوچتے یہ اس کا آخری سال ہے اس کی پڑھائی ختم ہو جائے گی پھر اس کے مستقبل کے حوالے سے کیا فیصلہ کیا ہے آپ نے میں تو پہلے ہی اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوں گھر کا کوئی کام اسے آتا ہے نہیں اور نہ ہی وہ کسی قسم کی دلچسپی دیکھاتی ہے کہہ کر تھک جاؤ مگر اس لڑکی کے کان میں جوں تک نہیں ریٹگتی ہے سسرال جائے گی تو کیا ہو گا۔"

ان کی بات سن کر مرتضیٰ صاحب نے ایک گہرا ہنکارا بھرا تھا اور پھر نعیمہ بیگم سے گویا ہوئے تھے۔

"مجھے ابھی یہ بات کرنی تو نہیں تھی کیونکہ میں چاہ رہا تھا کہ شادی کے ہنگامے ذرا تھوڑے سرد پڑے تو پھر میں تم سے یہ بات کروں لیکن چونکہ تم پریشان ہی اتنی ہو کہ میں تم سے یہ بات کرنے پر مجبور ہو گیا ہوں۔"

انہوں نے بات شروع کرنے سے پہلے تمہید باندھنا ضروری سمجھا تھا مگر نعیمہ بیگم حیرت سے ان کی جانب دیکھ رہی تھیں۔

"کیا مطلب کونسی بات؟"

انہوں نے اب غور سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"وہ میرا ایک دوست ہے ظہیر اعوان تمہیں یاد ہو گا میں نے اپنا پہلا بزنس اسی کے ساتھ شروع کیا تھا۔" انہوں نے نعیمہ بیگم کی طرف دیکھ کر تائید چاہی تھی جس پر انہوں نے سر ہلایا تھا۔

"وہ اپنے بیٹے عالیان کے لیے ابہا کا رشتہ مانگ رہا تھا مجھ سے۔ لیکن میں نے اسے کہا کہ فل حال تو گھر میں شادی چل رہی ہے اور دوسرا ابہا بھی پڑھ رہی ہے شادی ختم ہو جائے پھر سکون سے اس پر بات کریں گئے۔"

مرتضیٰ صاحب نے ظہیر اعوان سے ہونے والی اپنی ساری گفتگو نعیمہ بیگم کے گوش گزار کی تھی۔

"لڑکا کیسا ہے کرتا کیا ہے؟"

نعیمہ بیگم نے ان کی بات نظر انداز کر کے پوچھا تھا۔

"بہت اچھا اور سلجھا ہوا ہے آرمی میں آفیسر ہے۔"

مرتضی صاحب نے ان سے کہا تھا مگر نعیمہ بیگم پر سوچ دیکھائی دے رہی تھیں۔

"اگر بظاہر کوئی برائی نہیں ہے اور آپ پتہ بھی کرا لیں اس کے بارے میں اپنے طور پر پھر ہم انہیں گھر بلا لیں گئے۔"

نعیمہ بیگم نے جیسے فیصلہ کیا تھا۔

"مگر اتنی جلدی بھی کیا ہے نعیمہ اسے پڑھائی تو مکمل کرنے دو۔"

مرتضی صاحب خاصے الجھے ہوئے دیکھائی دے رہے تھے۔

"پھر بھی مرتضی مجھے اب جلد ہی ابہا کو اپنے گھر کا کرنا ہے پتہ نہیں کیوں مجھے فکر ہے اس کی بہت اس پر زمہ داری ڈالنا ضروری ہے۔"

انہوں نے کہا تو مرتضی صاحب نے بھی سر ہلایا اور اٹھ کر آفس چل دیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج شام کو شہرام اور رتاج کا ولیمہ تھا ابہا صبح کافی دیر سے اٹھی تھی اور انتہائی سست بھی دیکھائی دے رہی تھی۔ وہ چلتی ہوئی صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی بڑی عید میں ایک مہینہ باقی تھا اسے اپنا بکرالینے کی فکر بھی ابھی سے لاحق ہو گئی تھی۔

اس نے صوفے پر بیٹھ کر ٹی وی چلایا تو کیچن سے نعیمہ بیگم نکل کر آگئی۔

"ناشتہ کیا کرو گی تم میں زبیدہ سے کہ کر بنوا دیتی ہوں۔"

انہوں نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

"کچھ بھی موڈ نہیں ہے معما آپ بس زبیدہ باجی سے کہ کر ایک کپ کافی کا بنوادیں۔"

اس نے سستی سے ہی جواب دیا تھا۔

"کیوں خالی پیٹ کافی مت پیو ساتھ میں کچھ کھا بھی لو۔"

نعیمہ بیگم نے پیار سے اس سے کہا تھا۔

"نہیں بس کافی ٹھیک ہے۔"

وہ سر ہلاتی ہوئی کیچن کی جانب چل دیں جبکہ وہ وہی صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"واہ ویسے ایک بات تو بتاؤ صاحبزادے؟"

حسن صاحب نے البشم کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ ایک دم چوکنہ ہوا تھا۔

"جی جی ملک صاحب پوچھیے۔"

اس نے انتہائی مودب بنتے ہوئے ان سے کہا تھا۔

"یہ آج کی تاریخ میں آپ اتنی جلدی کیسے بیدار ہو گئے قسم سے بات بالکل بھی ہضم نہیں ہو رہی۔"

انہوں نے مبشر صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے اس پر اچھا خاصہ طنز کر ڈالا تھا۔

"میں بتاتا ہوں بابا کہ یہ صاحبزادے آج جلدی کیسے اٹھ گئے۔"

پیچھے سے شہرام نے آکر اس کی گردن دبوچتے ہوئے حسن صاحب سے کہا تھا۔ البشم کی خوش قسمتی تھی

کہ آج دادی لاونج میں موجود نہیں تھیں ورنہ اس کی اچھی خاصی درگت بن سکتی تھی۔

"بھیا شیش!"

اس نے منہ پر انگلی رکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں شہرام کو خاموش کرایا تھا مگر جو ابشم اس کے ساتھ کر کے آیا تھا نہ اس پر شہرام کو انتہائی شرمندگی ہو رہی تھی اس لیے وہ سارے حساب بے باک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

"ہاں کیا، کیا ہے اس نے؟"

حسن صاحب مکمل طور پر شہرام کی جانب متوجہ تھے۔

"بابا یہ صبح اٹھ کر میرے کمرے کے باہر کان لگا کر میری اور رتاج کی باتیں سن رہا تھا۔" شہرام نے انتہائی شرمندہ ہوتے ہوئے کہا تھا جس پر حسن صاحب نے اچھا خاصہ ابشم کو گھورا تھا۔

"ابشم تمہیں شرم نہیں آتی؟"

حسن صاحب انتہائی سنجیدگی سے کہہ رہے تھے۔

"بابا قسم لے لیں اتنی شرم آئی تھی جب یہ اندر رو مینٹک باتیں کر رہے تھے مجھے ایک لمبے کے لیے لگا تھا جیسے میرے بھیا کی جگہ کوئی دیوداس آگیا۔"

وہ انتہائی معصوم شکل بنا کر سنجیدگی سے کہہ رہا تھا مگر آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔ حسن صاحب نے اپنے اڈتے ہوئے قہقہے کو انتہائی مشکل سے روکا تھا اور پھر منہ پر قدرے سنجیدگی طاری کرتے ہوئے گویا ہوئے تھے۔

"جب تمہاری شادی ہوگی تو میں خود کان لگا کر تمہاری رومینٹک باتیں سنو گا پھر دیکھتے ہیں کہ اس وقت میرے بیٹے کی جگہ کون آتا ہے۔"

حسن صاحب انتہائی سنجیدگی سے یہ ساری بات کر کے چلے گئے تھے کیونکہ اب مزید ان سے اپنی ہنسی نہیں روکی جا رہی تھی ابشم نے پہلے حیرت سے اپنے بابا کو سنا تھا لیکن جب بات سمجھ میں آئی تو وہ وہاں سے جا چکے تھے جاندار مسکراہٹ نے اس لمبے ابشم کے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔

شام کو ولیمہ تھا سب گھر والے میرج لان میں پہنچ چکے تھے شہرام اور رتاج کے ولیمے کا فنکشن ایک مارکی میں منعقد کیا گیا تھا ابہا کو تیار ہونے میں ابھی وقت تھا اس لیے وہ ابھی تک نہیں پہنچی تھی الویرا کا فون آیا تو ابہا نے اسے سیدھا میرج لان میں ہی پہنچنے کا کہا تھا وہ بھی اب پہنچ چکی تھی وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی معاذ نے ابشم کی جانب دیکھا تھا جو وائٹ ڈریس شرٹ کے ساتھ بلیک ٹوپس پہنے شرٹ پر بلیک بولگائے بالوں کو حسب عادت جیل سے سیٹ کیے انتہائی وجیہ لگ رہا تھا ابشم نے بھی اسی لمبے معاذ کی جانب دیکھا تھا اور پھر معنی خیزی سے مسکرایا تھا۔

"چل جا آگئی ہے اور اس کے ساتھ وہ مینڈ کی بھی نہیں ہے جا کر کہ ڈال دل کی بات مردانگی کا ثبوت دے۔"

ابشم نے اسے الویرا کی جانب دھکا دیا تھا جس پر وہ اسے گھورتے ہوئے الویرا کی جانب چل دیا تھا جو اسے کافی حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔

"اسلام علیکم!"

معاذ نے اس کے سامنے جا کر ذرا مودب بن کر ہی سلام کیا تھا۔

"وعلیکم اسلام جی!"

الویرا نے الجھ کر اس کے سلام کا جواب دیا تھا اور پھر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔ معاذ نے گہرا سانس بھر کر خود کو کمپوز کیا تھا اور پھر پورے جی جان سے الویرا کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"دیکھے مس الویرا میں نہیں جانتا کہ آپ کے شادی کو لے کر کیا پلینز ہیں لیکن میں آپ کے بارے میں خاصہ سنجیدہ ہوں ابھی کچھ دن پہلے آپ کو یاد ہو گا کہ میری معما اور ڈیڈ آپ کے گھر آئے تھے رشتہ لے کر اور وہ رشتہ پکا بھی کر دیا ہے پرسوں سے پہلے مجھے بالکل بھی نہیں پتہ تھا کہ میرا رشتہ آپ سے طے ہوا ہے لیکن اب مجھے پتہ ہے اور بلیومی میں اپنی معما ڈیڈ کے اس فیصلے سے بہت خوش ہوں کیا مجھے دیکھ لینے کے بعد آپ کو کوئی اعتراض ہے اگر ہے تو میں یہ رشتہ ختم کر دوں گا بلیومی آپ کی خوشی میرے لیے سب سے پہلے ہے۔"

اس سارے عرصے میں الویرا کی حیرت کم نہیں ہوئی تھی۔

"لیکن آپ کو یہ کیسے پتہ کہ میرا رشتہ آپ سے طے ہوا ہے۔"

اس نے آخر دل میں مچلتا ہوا سوال پوچھ ہی ڈالا تھا۔

"وہ ڈیڈ نے مجھے آپ کی فوٹو دیکھائی تھی۔"

اس نے بے حد آرام سے اس سے کہا تھا۔

"او اچھا!"

الویرانے اچھا کوزر المباہی کھنچا تھا۔

"پھر میں کیا سمجھو؟"

معاذ نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا جس پر الویرانے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

"سمجھنا کیا ہے جو طے ہے وہ تو ہو گا ہی۔"

وہ کہہ کر وہاں رکی نہیں تھی تیزی سے آگے بڑھ گئی تھی جب کہ معاذ ایشم کی طرف بڑھا تھا جو ٹکلی

باندھے اینٹرنس پر دیکھ رہا تھا اس نے بھی اس کی آنکھوں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔

ابہام رضی بلیک سلک کی ساڑھی میں ملبوس تھی جس کے بلوز کی آستینیں آدھی تھیں اور ان میں سے

اس کے دودھیہ سڈول بازو نظر آرہے تھے۔

ساڑھی کے باڈر پر سلور نعوں سے بھری ہوئی ایک خوبصورت پیٹی تھی جو اس ساڑھی کو اور بھی

خوبصورت بنا رہی تھی بال اس نے لوز کرل کر کے ایک طرف مانگ نکال کر پشت پر کھلے چھوڑ رکھے تھے

ہونٹوں پر مہرون لپ اسٹک کا انتہائی خوبصورت شیڈ تھا پیروں کو اونچی ایڑھی والے بلیک سینڈلز میں قید

کر رکھا تھا اور ہاتھ میں بلیک کلنچ تھا مے وہ اینٹرنس پر کھڑی کسی کی جانب دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

"بس کر دے اسے نظر لگ جائے گی؟"

معاذ نے اس کے قریب آکر کان میں سرگوشی کی تھی جس پر وہ چونک کر معاذ کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"کیا دیکھ رہا تھا؟"

معاذ نے ایک بار پھر اسے جانچتے ہوئے سوال داغا تھا۔

"میں۔۔ آہ۔۔ وہ کچھ بھی تو نہیں بس ایسے ہی۔"

اس نے قدرے گڑبڑا کر جواب دیا تھا۔

"تھینک ڈیٹ یو فال ان لوو ڈیٹ گرل۔"

معاذ نے آنکھوں سے ابہا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں سٹوپڈ میری زندگی میں ہر چیز ممکن ہو سکتی ہے مگر ابہا مرتضیٰ سے محبت کبھی نہیں شی از اونسلی

این اینی می۔"

اس نے بے لچک لہجے میں کہا تھا۔

"محبت کی ابتدا ہو گئی ہے ابشم اب صرف انتہادیکھنا باقی ہے۔"

معاذ نے اس کے کندھے پر اپنے بازو پھیلاتے ہوئے کہا تھا جس کی نظر ابھی بھی ابہا کے چہرے پر تھی جو

اب سیٹیج پر بیٹھی ہوئی رتاج کے ساتھ مسکرا رہی تھی۔

"اگر تجھے محبت ہو گئی ہے معاذ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے تو ہر کسی کو محبت کرنے پر فورس کرے اور ابہا

مرتضیٰ سے محبت میں کبھی نہیں کروں گا سمجھانہ تو؟ کبھی نہیں کا مطلب کبھی نہیں۔"

اس نے اس کے سینے پر انگلی رکھ کر کہا تھا جس پر معاذ بے ساختہ مسکرایا تھا۔

"تو ہنس کیوں رہا ہے؟"

ابشم بے حد الجھا تھا۔

"اس لیے ہنس رہا ہوں کہ وہ وقت مجھے دور نظر نہیں آرہا جب ابہام رتضی سے جدائی کا خیال تیری روح فنا کرنے کے لیے کافی ہو گا۔"

اس نے اس کا کندھا تھپکا اور آگے کو بڑھ گیا۔
"بکو اس ہے یہ سب۔"

وہ کہہ کر اپنا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے مہمانوں کی جانب بڑھ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج شادی کو ختم ہوئے پورے چار دن ہو گئے تھے وہ بھی چار دن خوب آرام کر کے آج یونیورسٹی آئی تھی۔ یونیورسٹی آکر اس نے معمول سے ہٹ کر گہما گہمی کا سامنا کیا تھا۔ بہت سارے سٹوڈنٹس نوٹس بوڈ کے گرد جمع تھے وہ بھی اپنا بیگ سمجھالتی ہوئی نوٹس بوڈ کی جانب آئی تھی جہاں اسے ہجوم میں الویرا بھی دیکھائی دی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں اتنا رش کس چکر میں لگا ہوا ہے؟"

اس نے الویرا سے پوچھا تھا۔

"یار فیرو ل پارٹی کا نوٹس لگا ہوا ہے اسی پر پاگل ہیں سب لوگ۔"

الویرا بھی چڑتے ہوئے کہہ رہی تھی کیونکہ رش ہی اتنا لگا ہوا تھا۔

"او اچھا کب ہے؟"

ابہانے اس سے فیرو ل پارٹی کے بارے میں پوچھا تھا۔

"اس ہفتے کو ہے کیوں تم کیوں پوچھ رہی ہو اب پلیز یہ مت بولنا کہ میں نہیں آرہی۔"

الویرا کو جیسے پہلے سے ہی ابہا کی حرکت معلوم تھی۔

"ہاں تو میں نہیں آرہی اس فضول سی پارٹی پر۔"

اس نے کندھے اچکا کر آرام سے کہا تھا۔

"ابہا فضول بکو اس نہیں کرو ہمارا آخری سال ہے اور آخری پارٹی بھی اس لیے ایسی کوئی بھی فضول

حرکت کرنے کی اجازت نہیں دوں گی میں تمہیں سمجھی نہ؟"

الویرا نے اسے آنکھیں دیکھائی تھیں۔

"اچھا سوچیں گئے اس بارے میں۔"

ابہا نے ایک بار پھر بات ٹالنے کی کوشش کی تھی۔

"تم نہ آؤ پھر دیکھو میں کرتی کیا ہوں تمہارے ساتھ۔"

الویرا نے اسے دھمکی دینے کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی دیکھائی تھیں۔

"اچھا یار آجاؤں گئی اب پلیز آنکھیں نارمل کرو پوری چڑیل لگ رہی ہو۔"

"اچھا اگر یہاں کچھ نہیں ہو رہا تو میں گھر جاؤں گی ایسے ہی فضول میں ٹائم برباد ہوا ہے میرا۔"

ابہا نے الویرا سے کہا تھا۔

"ایک منٹ آؤ کیفے ٹیریا چلتے ہیں مجھے ایک بات بتانی ہے تمہیں۔"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

الویرا کو معاذ کے ساتھ اپنی ہونے والی گفتگو یاد آئی تھی۔ وہ دونوں آگے پیچھے چلتی ہوئی کیفے ٹیریا آگئیں۔

"ہاں اب بولو کیا بات ہے؟"

ابہانے الویرا سے کہا تو اس نے معاذ کی ساری گفتگو اسے من و عن سنادی۔ ابہا اس کے چہرے سے اس کی خوشی کا اندازہ با آسانی لگا سکتی تھی وہ معاذ سے رشتے پر خوش تھی۔

"معاذ اچھا لڑکا ہے تمہیں خوش رکھے گا میں بہت خوش ہوں تمہارے لیے اللہ تمہیں ساری خوشیاں دے آمین۔"

ابہانے سچے دل سے اس کے اور معاذ کے لیے دعا کی تھی۔

"تھینک یو ابھی اللہ تمہیں بھی ساری خوشیاں دے۔"

"آمین چلو اب کچھ کھاتے ہیں۔"

پھر دونوں نے ہی کھانا آڈر کیا تھا اور باتوں میں مصروف ہو گئی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا ہے اب تم نے کیوں منہ پھلایا ہوا ہے؟"

شہرام نے منہ پھلا کر صوفے پر بیٹھے البشم کو کندھے سے ہلا کر پوچھا تھا جس پر اس نے شہرام کو اچھا خاصہ گھورا تھا۔

"کیا ہے اب بول بھی چکو۔"

شہرام ایک بار پھر بیزار ہوا تھا۔

"ہاں خود تو ہنی مون منانے جا رہے ہیں اور مجھے یہاں ملک صاحب کے ساتھ آفس میں پھسا دیا ہے۔"

وہ رونے والا ہوا ہوا تھا۔

"اچھا تو اب تم چاہتے ہو کہ تمہارے رونے دھونے اور آفس سمجھانے کی وجہ سے میں اپنی بیوی کو

گھمانے نہ لے کر جاؤں واہ۔"

شہرام نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"بھیا کچھ شرم کریں یا بیوی کیا آئی آپ نے تو مجھ اپنے سگے بھائی کو پرایا ہی کر دیا۔"

وہ مصنوعی آنسو بہاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تمہیں تو پتہ ہے یا را بھی ہی ٹائم ہے پھر عید آجائے گی تو گھر سے نکلنا مشکل ہو گا تم بھی تھوڑا میرا احساس

کرو اور زیادہ بابا کو تنگ مت کرنا۔"

شہرام نے بڑے بھائیوں کی طرح اسے سمجھایا تھا جس پر اس نے معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑتے

ہوئے سر ہلایا تھا۔

شہرام وہی کھڑا تھا جب رتاج اپنا ہینڈ بیگ تھام کر باہر آتی ہوئی دیکھائی دی تھی۔

"سارا سامان رکھو ادیا آپ نے؟"

اس نے شہرام سے پوچھا تھا جس پر اس نے سر ہلایا تو دونوں سب سے مل کر آگے پیچھے باہر نکل گئے وہ

ہنی مون کے لیے نار تھرن ایریاز جا رہے تھے۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan



"تم کیوں کہ رہی ہو الویرا کو کہ تم فیرویل پارٹی پر نہیں جاو گی؟"

نعیمہ بیگم لاونج میں بیٹھی ہوئی تھی جب اسے الویرا کی کال آئی تھی اور وہ پارٹی میں آنے کے لیے منع کر رہی تھی۔

"کیونکہ میرا موڈ نہیں ہے فضول سی پارٹی میں جانے کا۔"

اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔

"تمہارا تو کسی چیز کا بھی موڈ نہیں ہوتا اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ پارٹی میں بھی کہیں میں تمہیں اپنی مرضی کے کپڑے نہ پہنا کر بھیج دوں تو بے فکر ہو جاؤ میں ایسا کچھ بھی نہیں کروں گی جو دل میں آئے پہن جانا۔"

نعیمہ بیگم نے جیسے اس کی دل کی بات سن لی تھی۔

"آپ سچ کہ رہی ہیں؟"

وہ بے یقین ہوئی تھی۔

"ہاں سچ کہ رہی ہو لیکن چلی جانا تمہارا آخری سال ہے تمہارے دوستوں کو برا لگے گا اگر تم نہیں جاو گی تو۔"

"او کے تھینک یو معما!"

اس نے خوشی سے ان کے گلے میں بانہیں ڈالی تھیں جس پر وہ مسکرائی تھیں۔



"ہاں بھی کیا بنا اس دفعہ تو تمہیں بھی اپنا بکرا لینا چاہیے۔"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

حسن صاحب نے کھانا کھاتے ہوئے البشم سے کہا تھا جس پر اس نے ہاتھ روک کرنا سمجھی سے ان کی جانب دیکھا تھا۔

"کیا مطلب ہے بابا بکر اتو ہمیشہ آپ چاچو اور بھیا ہی لاتے ہیں پھر اس دفعہ میں کیوں لاؤں گا۔"
اس کی حیرت کم ہونے میں نہیں آرہی تھی۔

"کیونکہ تب تم کماتے نہیں تھے صرف پاکٹ منی پر تھے اور اب تم کماتے ہو تو قربانی تم پر بھی فرض ہو گئی ہے۔"

انہوں نے کہا تو کب سے خاموش بیٹھی دادی بھی میدان میں کودی تھیں۔
"ہاں پتر تجھے بھی اپنے نام کی قربانی کرنی چاہیے ماشاء اللہ سے میرا پتر صاحب استطاعت ہے اور پھر قربانی تو سنت ہے تجھے پتہ ہے قربانی اللہ کی راہ میں اپنی سب سے قیمتی اور پیاری چیز دینے کا نام ہے اس کے واجب ہونے کا میں تجھے قصہ سناتی ہوں۔"

دادی سب چھوڑ چھاڑ کر البشم کو قصہ سنانا شروع کرنے والی تھیں۔

"ہاں دادی پلیز سنائیں مجھے بھی سننا ہے۔"

آئزہ بھی جوش سے بولی تھی وہاں بیٹھے سب مسکرائے تھے۔

"تو پتروں قصہ کچھ یوں تھا کہ ایک بار حضرت ابراہیم علیہ سلام سو رہے تھے کہ انہیں ایک خواب آیا

خواب میں انہوں نے دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ سلام تشریف لائے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ

سلام سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ آپ ان کی راہ میں اپنی کوئی قیمتی چیز قربان کریں اسی طرح

مسلسل تین دن تک آپ یہ ایک ہی خواب دیکھتے رہے تیسرے دن بھی جب آپ نے یہی خواب دیکھا تو آپ پریشان ہو گئے اور پریشان ہو کر آپ نے یہ بات اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہی۔ "دادی سانس لینے کو رک کی تھیں سب دم سادھے قصہ سن رہے تھے آئزہ سے صبر نہ ہوا تو جلدی سے بولی تھی۔"

"پھر کیا ہوا دادی جلدی بتائیں نہ۔"

اس نے کہا تو دادی پھر سے گویا ہوئی تھیں۔

"جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری بات سنی تو آپ نے فرمایا بابا جان! آپ کی سب سے قیمتی چیز کیا ہے؟" جس پر انہوں نے جواب دیا کہ آپ میری زندگی کی سب سے قیمتی چیز ہیں میرا سب سے قیمتی اثاثہ۔ "ان کی بات سن کر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ آپ ان کی راہ میں سب سے قیمتی چیز قربان کریں تو آپ کو دیر نہیں کرنی چاہیے آپ مجھے اللہ کی راہ میں ثابت قدم پائیں گئے۔" حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بات سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حوصلہ ہوا تھا اور انہوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

انہوں نے چھری تیز کی تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لیٹایا تھا آپ نے اللہ اکبر پڑھ کر چھری حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چلائی تھی لیکن اللہ کے حکم سے چھری نہیں چلی تھی آپ نے تین بار چھری چلائی اور تینوں بار ہی چھری نہیں چلی تھی تیسری بار حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اللہ تعالیٰ

نے ایک مینڈھے کو حکم دیا تھا اور حضرت اسمائیل علیہ سلام کی جگہ مینڈھے نے لے لی تھی اور چھری چل گئی تھی آپ نے جب اپنی آنکھیں کھولیں تو دیکھا حضرت اسمائیل علیہ سلام کی جگہ مینڈھا ہے اور حضرت اسمائیل علیہ سلام بالکل صبح سلامت ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ سلام کے ذریعے پیغام بھیج دیا کہ اللہ تعالیٰ ان سے بہت خوش ہوئے ہیں اور ان کی ثابت قدمی اور اللہ کی محبت دیکھتے ہوئے ہی اللہ تعالیٰ نے قربانی کے لیے انہیں مینڈھے کا تحفہ دیا ہے۔"

دادی قصہ سنا کر خاموش ہو گئی تھیں جبکہ ابثم اور آئزہ دادی کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔
"دادی کیا کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی اولاد بھی قربان کر سکتا ہے؟"
یہ سوال آئزہ نے دادی سے کیا تھا جس پر وہ مسکرائی تھیں۔

"ہاں بالکل لیکن یہ ہمت اور جرات صرف اللہ کے نیک بندے ہی رکھتے ہیں پتہ ورنہ اگر وہ روایت اب تک چلی آرہی ہوتی تو ہم میں سے کسی ماں باپ نے اللہ کی راہ میں اپنی اولاد قربان نہیں کرنی تھی۔"
دادی افسوس سے کہہ رہی تھیں لیکن ابثم اب اپنا بکرالینے کا پکا ارادہ کر چکا تھا۔
"بالکل صبح کہہ رہی ہیں اماں آپ یہ تو اللہ کے پیغمبروں کے ہی حوصلے تھے کہ وہ اللہ کی خوشی کی خاطر اپنی اولادوں تک کی پرواہ نہیں کرتے تھے ورنہ آج کل کون کر تا ہر سال اپنی ایک اولاد قربان۔"
حسن صاحب نے بھی کہا تھا۔

"بابا آپ شام کو جلدی آجائیے گا پھر ہم بکرالینے چلے گئے مرتضیٰ انکل اور برہان کو بھی ساتھ لے لیں گئے۔"

اس نے کھانے کی ٹیبل سے اٹھتے ہوئے کہا تھا جس پر حسن صاحب نے اثبات میں سر ہلایا تھا اسے اب اپنے اکاونٹ میں رقم دیکھنی تھی جس سے وہ ایک اچھا اور قیمتی بکر اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے خرید سکتا۔

"واہ آپ یہ شام کو مزہ آئے گا میں اور بابا ماموں جان اور ابشم بھیا کے ساتھ اپنا بکرالینے جائیں گئے۔"

برہان نے اس کے پاس صوفے پر بیٹھتے ہوئے پر جوش طریقے سے کہا تھا۔

"یہ ابشم کو کہاں سے یاد آگیا بکرالینا وہ تو کبھی نہیں جاتا بکرالینے؟"

ابہان نے بظاہر عام سے لہجے میں پوچھا تھا لیکن وہ اس حوالے سے متجسس تھی۔

"پتہ نہیں مجھے تو بابا نے بتایا ہے کہ شام کو جائیں گئے۔"

برہان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ بھی آرام سے بیٹھ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شام کو وہ پانچوں بکر امنڈی آئے تھے جہاں منڈی رنگارنگ جانوروں سے سجائی گئی تھی کہیں بچھڑوں کا

ہجوم تھا تو کہیں بکروں کی بھرمار کہیں لوگ اونٹ دیکھ رہے تھے تو کسی کے لیے بیلوں کی جوڑی مرکز

توجہ بنی ہوئی تھی ہر طرف گہما گہمی کا عالم تھا۔ ابشم کا بکر امنڈی آنے کا پہلا تجربہ تھا اس لیے وہ ہر جگہ

خوب حیرت سے دیکھ رہا تھا آتے ہوئے وہ اپنے اکاونٹ سے خاطر خواہ رقم نکلا کر لایا تھا جو خالصتن اس

کی محنت سے کمائی گئی تھی۔ البشم کی توجہ ایک خوبصورت سفید رنگ کے بکرے نے اپنی جانب کروائی تھی۔ وہ سفید رنگ کا بھوری آنکھوں والا بکرا تھا صحت کے اعتبار سے بھی اچھا خاصہ لگ رہا تھا۔ البشم کو وہ پسند آیا تھا۔ حسن صاحب نے اور مبشر صاحب نے بیلوں کی ایک جوڑی پسند کی تھی جبکہ مرتضیٰ صاحب نے بکروں کی ایک جوڑی لی تھی شہرام کا حصہ بھی حسن صاحب کے خریدے گئے بیل میں ہی تھا۔ وہ بکرے خرید کر تقریبات کو ایک بجے واپس آئے تھے البشم نے بیل اور بکرا اپنے لان کے ایک طرف کونے میں باندھ دیا تھا جب کہ برہان نے بھی مرتضیٰ ہاوس کی پچھلی طرف بنی کھلی جگہ پر اپنے بکرے باندھے تھے۔ عید میں تقریباً دس روز باقی تھے۔ صبح صبح سب سے پہلے اٹھ کر ابہا بکرے دیکھنے آئی تھی جن کے پاس برہان اور سوسائٹی کے لڑکے کھڑے اشتیاق سے ان کو جگالی کرتے دیکھ رہے تھے۔ برہان نے ابہا کو آتے دیکھا تو وہ برجوش ہوا تھا۔

"آپہ دیکھا آپ نے میں اور بابا کتنے پیارے بکرے لے کر آئے ہیں؟"

وہ اس سے تعریف چاہ رہا تھا۔

"ہاں ویسے برہان بکرے تو دونوں ہی خوبصورت ہیں یہ تو بتاؤ کہ ماموں اور البشم نے کیا لیا ہے؟"

ابہانے پوچھا تھا جس پر اس نے ساری کاروائی بتادی تھی۔

"آپہ ہم دیکھ کر آرہے ہیں البشم بھیا کا بکرا بہت خوبصورت ہے۔"

حمزہ نے اس سے کہا تھا۔

"تو میں کیا کروں ہے تو ہمارے اپنے اتنے پیارے ہیں۔"

وہ اتر کر بولی تھی۔

"آپیہ آپ کہیں تو ابشم بھیا کا بکرا چوری کر لیں کیا جب وہ ڈھونڈ کر تھک جائیں گئے تو ہم چھپکے سے واپس رکھ آئیں گئے۔"

یہ سرمد کا آئیڈیا تھا۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں کرنا ہے تم لوگ جاو کھیلو باہر جا کر۔"

ابہانے انہیں باہر کی راہ دیکھائی اور خود اندر آگئی۔

آج شام کو ابہا کی فیرویل تھی وہ جانتی تھی کہ ان کے ساتھ ساتھ تازہ گزرے ہوئے بیچ کو بھی پارٹی میں انوائٹ کیا گیا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ ابشم کے کسی دوست کی نظر کا نشانہ بنے اسی لیے اسے بالکل بھی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا پہن کر جائے شام کو جس سے وہ خوبصورت بھی دکھے کیری بھی آرام سے کر لے اور دیکھنے والوں کی نظروں میں کھٹکے بھی نہ۔

وہ قدم قدم چلتی ہوئی اپنی واڈروب کی طرف آئی تھی الماری کھول کر اس نے اس میں موجود کپڑوں کا جائزہ لیا تھا اس نے ایک انتہائی خوبصورت گھٹنوں تک آتا شیفون کا کرتا نکالا تھا جس کے اوپر بلیک موتیوں اور دھاگے سے ایسبر انڈری ہوئی تھی اس کے ساتھ پہننے کے لیے اس نے ریڈ پلازونکالا اسے یہ قدرے مناسب لگا تھا اور دوپٹے کے طور پر اس نے ریڈ اور بلیک سٹولر نکالا تھا کپڑے نکال کر اس نے بیڈ پر پھیلائے اور گھڑی پر وقت دیکھا۔ گھڑی دوپہر کے سواتین بج رہی تھی اسے تھوڑی تھکاوٹ محسوس ہوئی تو وہ وہی بیڈ پر ڈھیر ہو گئی۔



"بھیا! آپ نے پریس کے لیے کپڑے ہی نہیں دیے آپ کی تو آج فیرویل ہے نہ؟"

آنزہ نے کان لچکا کام کرتے ہوئے سر اٹھا کر البشم سے پوچھا جو اپنے آفس والے حویلیے میں ہی جوتے اتار کر صوفے پر آڑا تر چھالیا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔

"چھوڑو یار میں نہیں جا رہا ابھی تھوڑی دیر میں ایک میٹنگ کے لیے جانا ہے مجھے بابا کے ساتھ۔" اس نے لا پرواہی سے کہا تھا۔

"کہاں نہیں جانا اور کس نے نہیں جانا؟"

دادی اوپر سے اپنا ڈنڈا سمبھالتی ہوئی وارد ہوئی تھیں اور البشم کو ایک تھپڑ بھی جڑا تھا۔

"ساتھ ہواٹھ کے بیٹھ اور ریمورٹ ادھر دے میرا ڈرامہ آنا ہے ریشم گلی کی حسنہ جلدی لگا ہم ٹی وی۔" دادی توجہ شیلی ہو گئی تھی۔

"یہ ریشم گلی کی حسنہ میں آپ کو کیا دلچسپی ہے دادی وہاں اس میں لڑائی جھگڑا ہے کافی اور آپ کا فیورٹ کام ہے یہ تو۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

"میں ایک دوں گی تیرے خبیث ویسے ہی زراہلہ گلہ ہے دل بہل جاتا ہے مجھ بڑھیا کا۔" دادی تو صدمے سے چلا ہی اٹھی تھیں۔

"اچھا یہ بتا کہ کدھر جانے کی بات کر رہا تھا تو؟"

دادی اب متجسس ہوئی تھیں۔

"جدھر بھی جانا ہے لیکن یاد رکھیے گا میں نے آپ کو کہیں نہیں لے کر جانا اپنے ساتھ۔"

ابشمن نے دادی کو ہری جھنڈی دیکھائی تھی جس پر دادی نے انتہائی برا منہ بنایا تھا۔

"دفع ہو جا بغیر تیرا مطلب کیا ہے میں ہر جگہ تیرے ساتھ جاتی ہوں۔"

دادی نے رکھ کر اسے اپنا ڈنڈا مارا تھا جس پر وہ چلا ہی اٹھا تھا۔

"مار دیا مجھ معصوم کو کوئی تو بچا واس ظالم دادی سے۔"

اس کی دوہائیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

"ارے چھوڑیں دادی بھیا کی یونیورسٹی میں فیرویل پارٹی ہے تو یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں میٹنگ میں جانا

ہے اس لیے پارٹی میں نہیں جائیں گئے۔"

آئزہ نے دادی سے کہا تھا۔

"ہیں ہیں کہاں جانا ہے فروال کیا ہے یہ؟"

"دادی وہ بس پارٹی ہوتی ہے جو لوگ یونیورسٹی چھوڑ جاتے ہیں نہ ان کے جانے کے غم میں رکھی ہوتی

ہے۔"

آئزہ اپنے ہی الٹے سیدھے انداز میں دادی کو سمجھا رہی تھی۔

"تو پتر کیوں نہیں جانا تو نے؟"

دادی اب ذرا نرم پڑ گئی تھیں۔

"دادی مجھے آفس کے ایک کام سے جانا ہے۔"

البشم نے اپنے ناجانے کی وجہ بتائی تھی۔

"چھوڑ میں حسن کو سمجھالوں گی تو تیاری کر اپنی اور جاشا باش۔"

دادی ہمیشہ کی طرح اس کا ساتھ دینے میدان میں کودی تھیں۔

"لیکن دادی میٹنگ بہت ضروری ہے آج کی۔"

اس نے دادی کو قائل کرنے کی کوشش کی تھی۔

"کوئی بات نہیں حسن اور مبشر سمجھال لیں گے میرے بچے کو فضول میں ہی اتنی سی عمر میں کام پر لگا دیا ہے۔"

دادی اب اس کے صدقے واری جارہی تھیں۔

"ٹھیک ہے پھر جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔"

جانا تو وہ بھی چاہ رہا تھا لیکن میٹنگ کی وجہ سے نہیں جا پارہا تھا۔ سردیوں کی آمد آمد تھی اس لیے موسم خاصا خوشگوار تھا شام کے سائے گہرے ہونے کے ساتھ ساتھ فضا میں خنکی اور سردی بھی بڑھ رہی تھی۔ لاہور میں سردیوں کی شامیں اداس اور خوبصورت ہوتی ہیں آج بھی ایک اداس اور حسین شام تھی اس کے کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی جہاں سے ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کمرے کی فضا کو فرحت بخش بنا رہے تھے۔

وہ کپڑے تبدیل کر کے آئینے کے سامنے کھڑی تھی ریڈ

گھٹنوں تک آتا کرتا جس کے اوپر بلیک موتیوں سے ایمبرائیڈری ہوئی ہوئی تھی ریڈ پلازو کے ساتھ پہنے وہ حسین لگ رہی تھی ریڈ اور بلیک سٹولر بیڈ پر پڑا ہوا تھا اس نے اپنے براؤن شولڈر کٹ بال ایک طرف مانگ نکال کر پشت پر کھلے چھوڑ رکھے تھے ہونٹوں پر لائٹ براؤن لپ اسٹک لگا کر اس نے بلیک بلاک ہیل بند سینڈل پہنے اور سٹولر گردن میں ڈال کر وہ اپنا موبائل تھام کر نیچے آئی جہاں نعیمہ بیگم اور مرتضیٰ صاحب بیٹھے باتیں کر رہے تھے نعیمہ بیگم نے ایک نظر سیڑھیوں سے اترتی ابہا پر ڈالی تھی انہیں وہ خوبصورت لگی تھی۔

انہوں نے سوچا تھا کہ انہوں نے ابہا کو اپنی مرضی کرنے کی اجازت دی ہے تو ضرور وہ کوئی اٹلے سیدھے کپڑے ہی پہن کر آئے گی مگر وہ انتہائی خوبصورت اور مناسب لباس میں ملبوس تھی۔

"اچھا معما میں جا رہی ہوں۔"

اس نے نعیمہ بیگم سے کہا تھا۔

"بیٹا واپس کب تک آو گی۔"

باہر اب شام سے رات ہو رہی تھی۔

"دس بجے پارٹی ختم ہو گی تو بس اس کے بعد سیدھا گھر ہی آؤ گی۔"

اس نے ان سے کہا اور باہر پورچ میں آگئی جہاں گاڑی میں الویرا بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"کب سے انتظار کر رہی ہوں اتنی دیر لگا دی کیا پارلر سے تیار ہونے چلی گئی تھی؟"

الویرا کی تفتیش شروع ہو چکی تھی۔

"میری حالت دیکھ کر لگ رہا ہے تمہیں کہ میں پارلر سے تیار ہو کر آئی ہوں؟"

ابہانے سوالیہ نظریں اس پر مرکوز کیں تھیں جواب گاڑی مین پر لے آئی تھی۔

"ہاں لگ رہا ہے کہ تازہ تازہ پارلر سے ہو کر آئی ہو تب ہی تو اتنی حسین لگ رہی ہو۔"

الویرانے آنکھ دبا کر کہا تھا جس پر ابہانے اسے گھورا تھا تو وہ بالکل خاموش ہو کر گاڑی چلانے لگی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پارٹی یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں منعقد کی گئی تھی جہاں وائٹ اور ریڈ کا خوبصورت تھیم رکھا گیا تھا پورے گراؤنڈ میں خوبصورت گول میزیں لگائی گئی تھیں اور تمام طلباء تھیم کے مطابق سفید یا سرخ ملبوسات میں ملبوس تھے البشم ابھی ابھی پہنچا ہی تھا کہ اسے ایک میز کے پاس معاذ کھڑا نظر آ گیا وہ ریڈ ڈریس شرٹ میں ملبوس تھا جب کہ البشم نے وائٹ پلین ڈریس شرٹ بلیک پینٹ کے ساتھ پہن رکھی تھی بال اس نے حسب عادت جیل لگا کر پیچھے کو سیٹ کر رکھے تھے طلباء اور اساتذہ سب ہی موجود تھے البشم معاذ کی جانب بڑھا تھا جو دانیال کے ساتھ کھڑا تھا البتہ شاہزیب موجود نہیں تھا۔

"ہائے بڈی!"

اس نے پہلے دانیال اور پھر معاذ کو گلے لگایا تھا۔

"اتنی دیر لگادی تو نے آنے میں؟"

معاذ نے البشم سے پوچھا تھا جس پر اس نے آفس میں ہونے والی میٹنگ کی ساری داستان اس کے گوش گزار کی تھی۔ ابھی وہ تینوں باتیں کر رہے تھے رزم راجپوت اپنے دوستوں کے ساتھ آتا ہوا دیکھائی

دیا تھا اس کا سارا گینگ ہی سرخ رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھا اس کو دیکھ کر ہی البشم کے منہ میں کرواہٹ گھلی تھی ابھی وہ اسی کو دیکھ رہا تھا جب پیچھے سے ابہا اور الویرا آتی ہوئی دیکھائی دی تھیں۔ ابہا سرخ جبکہ الویرا سفید لباس میں ملبوس تھی۔ وہ حسین لگ رہی تھی البشم نے اسے دیکھا تھا اور اسی لمحے ابہا نے بھی اس کی جانب دیکھا تھا وہ خوبصورت لگ رہا تھا ابہا کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا وہ اسے نظر انداز کر کے آگے بڑھ گئی تھی۔

پارٹی اپنے جو بن پر تھی ہر طرف مسکراہٹیں، خوش گپیاں تھیں وہ بھی الویرا اور اپنی کلاس کے گروپ کے ساتھ کھڑی باتیں کر رہی تھی جب رزم چلتا ہوا اس تک آیا ساتھ میں اس کے کچھ دوست بھی تھے۔ وہ چلتے ہوئے ان کے قریب کھڑے ہو گئے۔

"یار رزم دیکھا تو نے مس لڑکا آج لال پری بن کر آئی ہیں۔"

اس کے ایک دوست نے ہنس کر رزم سے کہا تھا۔

"ہاں جواد دیکھ رہا ہوں کہ لال پری آج حسین لگ رہی ہے۔"

اس نے بھی جواد کے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا۔ ابہا ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہی تھی اس سے اب برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

"یو دفع ہو جاو یہاں سے ایڈٹ۔"

ابہانے غصہ ضبط کرتے ہوئے دانت پیس کر کہا تھا جس پر ان سب نے قہقہہ لگایا تھا اس لمحے ابشم وہاں نہیں تھا وہ کسی ٹیچر سے ملنے گیا تھا۔ ابہانے الویر اکا ہاتھ پکڑا تھا اور وہ خود ہی دوسری جانب آکر کھڑی ہو گئی تھی۔

کھانا کھانے کے بعد سب لوگ ڈانس فلور کے پاس جا کھڑے ہوئے تھے جہاں جو نیر نے اپنے سینرز کے لیے ایک زبردست ڈانس پر فارمنس کرنی تھی تیز میوزک کے باعث ایک دوسرے کی آواز سننا ناممکن تھا وہ بھی الویر کے ساتھ ڈانس فلور کی طرف آرہی تھی جب اس کا فون بجا تھا اس نے ہاتھ میں تھامے ہوئے اپنے فون کی سکرین پر دیکھا تو معما کا لنگ چمک رہا تھا مگر یہاں پر بات کرنا مشکل تھا۔

اس نے الویر کو ڈانس فلور کی جانب چلنے کو کہا اور خود فون کان کو لگا کر ڈیپارٹمنٹس کی جانب آگئی جہاں شور قدرے کم تھا وہ کوریڈور میں چلتے ہوئے نعیمہ بیگم سے بات کر رہی تھی جیسے ہی وہ کال ختم کر کے موبائل بند کرنے لگی تھی کسی نے اسے پیچھے سے کلاس روم میں دھکا دیا تھا اور دروازہ باہر سے بند کر دیا تھا۔ یہ سب کچھ بہت اچانک ہوا تھا اتنا اچانک کے اسے بالکل بھی سمجھ نہیں آئی تھی۔

اس نے دروازہ زور زور سے پیٹا تھا باہر اسے ایک شناسا قہقہہ سنائی دیا تھا اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ رزم راجپوت اس کے سامنے ہو اور وہ اس کا منہ توڑ دے مگر کبھی کبھی قسمت بہت خراب چل رہی ہوتی ہے ابہام رتضی کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔

"کمینے، جاہل پاگل انسان دروازہ کھولو مجھے باہر نکالو یہاں سے میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔"

اس نے اندر سے دروازہ پیٹتے ہوئے اس سے کہا تھا جو ابھی بھی باہر کھڑا مسلسل ہنس رہا تھا۔

"بے بی سوری ابھی میں تمہارے ساتھ اندر نہیں آسکتا لیکن ڈونٹ وری جیسے ہی پارٹی ختم ہوگی اور سناٹا چھائے گا میں تم سے ملاقات کے لیے ضرور آؤں گاتب تک کے لیے بائے بائے میرا انتظار کرنا تم۔"

باہر خاموشی چھا گئی تھی جس کا مطلب صاف تھا کہ رزم جا چکا ہے مگر اس کے الفاظ ابھی بھی کہیں تھے ابہا کی روح اس کے لفظوں سے فنا ہو رہی تھی اس نے آگے بڑھ کر زور زور سے دروازہ پیٹا تھا مگر وہاں دور دور تک صرف موسیقی کا شور تھا اس کی مدد کو نہ کسی نے آنا تھا اور نہ ہی کوئی آیا تھا وہ بے حد خوفزدہ ہو گئی تھی عزت کی قدر و قیمت اسے زندگی میں پہلی بار محسوس ہوئی تھی۔

عزت کے بغیر عورت کا وجود ہی کیا ہے؟ کچھ بھی تو نہیں عورت عزت کے بغیر بالکل ایک خالی برتن کی ماند ہے جو کبھی بھی کہیں پر لڑک جاتا ہے جس میں کوئی وزن نہیں ہوتا ابہا کو بھی چند لمبے پہلے والے لفظوں سے اپنا وجود بے وزن لگ رہا تھا اسے نہیں معلوم تھا آنسو دھیرے دھیرے نکل کر اس کے گال بھگورے تھے عزت جانے کا خوف اس پر غالب آ گیا تھا اور اس کا وجود خوف سے لرز رہا تھا وہ دھیرے دھیرے دروازے کے ساتھ نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی اسے اچانک اپنے ہاتھ میں پکڑے فون کا خیال آیا تھا۔

اس نے جلدی سے الویرا کا نمبر ڈائل کیا تھا مگر جب قسمت خراب ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے سگنل نہیں آرہے تھے بار بار کوشش کرنے کے باوجود بھی کال نہیں ملی تھی وقت سرکتا جا رہا تھا باہر رات اپنے پر پوری شان سے پھیلا رہی تھی اور اسی کے ساتھ ابہا کا چڑیا جتنا دل لرز رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ تقریباً رات کو بارہ بجے گھر پہنچا تھا وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا لاونج سے عجیب شور و غل کی آوازیں آرہی تھیں۔ پارٹی تو رات دس بجے ہی ختم ہو گئی تھی مگر وہ اپنے دوستوں کے ساتھ چلا گیا تھا اس لیے آنے میں بھی دیر ہو گئی تھی مگر اب گھر میں کیا چل رہا تھا اس بات سے وہ بالکل انجان تھا۔ اس نے لاونج میں قدم رکھا تو سب کی پریشان نظریں اس کی جانب ہی اٹھی تھیں۔

"ارے ابشم تو آگیا پترا بہا کدھر ہے؟"

دادی نے ایک ہی سانس میں اس سے سوال پوچھ ڈالا تھا۔

اس نے حیرت سے پہلے دادی اور پھر باقی گھر والوں کی جانب دیکھا تھا نعیمہ بیگم کو تو جیسے ابہا کو ابشم کے ساتھ نہ دیکھ کر سکتے ہی ہو گیا تھا۔

"کیا مطلب ہے آپ سب کا وہ میرے ساتھ کب گئی تھی میں تو دوستوں کے ساتھ تھا۔"

اس نے بوکھلاتے ہوئے کہا تھا کیونکہ اس کے گھر نہ پہنچنے سے پریشان تو وہ بھی ہو گیا تھا۔ نعیمہ بیگم کے آنسو پٹپٹ کر شروع ہو گئے تھے۔

"اس کا فون بھی نہیں مل رہا ہے وہ کہہ کر گئی تھی کہ میں ساڑھے دس تک گھر آ جاؤں گی پھر اب تو بارہ بج رہے ہیں اس کے ساتھ کوئی حادثہ نہ ہو گیا ہو۔"

نعیمہ بیگم روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"نعیمہ تم فکر مت کرو یونیورسٹی میں ہی ہو گی۔"

مرتضی صاحب نے انہیں دلا سہ دیا تھا۔

"پھوپھو آپ فکر مت کریں میں ابھی یونیورسٹی جا کر چیک کرتا ہوں مل جائے گی وہ آپ پلیز رونا بند کریں۔"

ابشم نے نعیمہ بیگم سے کہا تھا۔

"مر ترضی انکل آپ پلیز پھوپھو کو سمجھالیں میں برہان کو ساتھ لے جاتا ہوں۔"

اس نے مر ترضی صاحب سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

ابشم اور برہان یونیورسٹی کی جانب چل دیے تھے آج زندگی میں پہلی بار ابشم کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی ابہا کے ساتھ کچھ غلط ہونے کا خیال ہی اس کا سارا خون نچوڑنے کے لیے کافی تھا۔ وہ اندھا دھند گاڑی بھگارتھا اسے کوئی ہوش نہیں تھی کہ سڑک پر آگے کیا آرہا ہے اور کیا نہیں اس لمحے اس کے ذہن کی سکرین پر ایک ہی نام گردش کر رہا تھا اور وہ تھا ابہا مر ترضی جو ناجانے کہاں تھی۔ اس نے گاڑی ایک جھٹکے سے یونیورسٹی کے سامنے روکی تھی اور نیچے اترا تھا چونکہ اسے روکنے اس کی جانب بڑھا تھا۔

"یونیورسٹی بند ہو گئی ہے بیٹا تم اندر نہیں جاسکتے۔"

انہوں نے اس سے کہا تھا۔

"پلیز انکل اندر میری کزن ہے آپ ایک بار مجھے دیکھ لینے دیں آپ کی مہربانی ہوگی۔"

اس نے منت بھرے انداز میں چونکدار سے کہا تھا۔

"لیکن بیٹا اندر کوئی نہیں ہے پارٹی کے بعد سب لوگ جا چکے ہیں۔"

چونکدار نے پھر سے اس سے کہا تھا۔

"ایک بار دیکھ لینے دیں بھلے ہی آپ میرے ساتھ اندر آجائیں۔"

اس نے اب کی بار بہت مشکل سے خود پر ضبط کیا تھا۔

"ٹھیک ہے تم دیکھ لو جا کر۔"

چوکیدار نے اسے بولا تو وہ برہان کے ساتھ یونیورسٹی کے اندر آ گیا۔

"برہان تم اس طرف کے ڈیپارٹمنٹس چیک کرو اور اسے آواز بھی دینا اور میں دوسری جانب جاتا ہوں جیسے ہی وہ ملے مجھے فون کرنا اوکے۔"

وہ کہہ کر دوسری جانب بھاگا تھا کوریڈور میں پہنچ کر اس نے اسے آوازیں دینی شروع کی تھیں۔

"ابہا! کہاں ہو تم اگر میری آواز آرہی ہے تو جواب دو آگے سے۔"

ابشم نے چلا کر کہا تھا۔

اندر کمرے میں دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھی ابہا کے جسم میں جیسے کسی نے جان ڈال دی تھی وہ جو مسلسل آنسو بہا رہی تھی ایک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی ابشم کی آواز اب قریب آتی جا رہی تھی اس نے اسے پکارنے کی کوشش کی تھی لیکن جیسے اس کے تمام آنسو حلق میں ہی اٹک گئے تھے اس نے زور سے دروازہ پیٹا تھا۔

ابشم کو دروازے کی آواز آئی تو وہ اسی سمت آیا۔

"ابہا! کیا تم اندر ہو پلینز کچھ بولو میری جان نکل رہی ہے۔"

ابشم کی آواز میں وہ لڑکھڑاہٹ واضح محسوس کر سکتی تھی اس کا دل اس قدر رفتار سے دھڑک رہا تھا کہ اسے لگ رہا تھا ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا اس نے خود میں جتنی بھی ہمت تھی جمع کر لی تھی اور حلق کے بل چلائی تھی۔

"ابشم! میں ہوں اندر پلیز مجھے باہر نکالو۔"

اس نے کہنے کے ساتھ ہی رونا شروع کر دیا تھا اس کی ہچکی بندھ گئی تھی صرف ایک لمہ لگا تھا ملک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا تھا اور وہ اس کے سامنے کھڑا تھا ابہا کتنی دیر سکتے کے عالم میں اسے وہی کھڑی دیکھتی رہی تھی اور پھر ایک دم سے اس کے سینے سے جا لگی تھی اس کے آنسو مزید رفتار پکڑ چکے تھے اور وہ اسے کچھ کہ رہی تھی ابشم کا سارا دھیان اس کی آنکھوں سے نکلتے ہوئے آنسو کی جانب تھا۔

"وہ۔۔۔ اب۔۔۔ ابشم۔۔۔ اس۔۔۔ اس نے مجھ۔۔۔ مجھے یہاں بند کر دیا تھا۔۔۔ اس۔۔۔ اس نے بولا وہ پھر سے آئے گا یہاں او۔۔۔ اور می۔۔۔ میرے۔۔۔ ساتھ۔۔۔۔۔"

اس سے آگے وہ خاموش ہو گئی تھی اور آواز کے ساتھ رونا شروع ہو گئی تھی۔

"شیش! کچھ نہیں ہو رہا کوئی نہیں آرہا میں ہوں نہ یہاں تمہارے ساتھ ادھر دیکھو میری طرف۔"

ابشم نے اس کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر اوپر اپنی جانب کیا تھا بڑی بڑی بھوری آنکھوں میں آنسو کا ایک سیلاب موجود تھا اس نے اس کے بال اس کے چہرے سے پیچھے ہٹائے تھے جو اس کے چہرے پر چپکے ہوئے تھے اور پھر اپنی انگلیوں کی پوروں سے اس کے آنسو صاف کیے تھے۔

"ابشم وہ آئے گا یہاں۔"

ابہا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا تھا جس پر ابثم نے اس کے معصومیت سے بھرے چہرے کو دیکھا تھا جو اسے زندگی میں پہلی بار حد سے زیادہ معصوم لگا تھا ابثم کا دل اپنے اختیار سے باہر ہو چکا تھا اس نے دل کی بدلتی حالت پر دو حرف بیچھے تھے اور خود ابہا کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

"اگر آئے گا تو اپنی ٹانگوں پر واپس نہیں جاپائے گا۔"

ابثم نے مٹھیاں پینچتے ہوئے کہا تھا اور اسے لیے کاریڈور سے باہر آگیا تھا جہاں برہان ہانپتے ہوئے کھڑا تھا۔

"آپیہ آپ کہاں چلی گئی تھیں میں نے الویرا آپیہ کو بھی فون کیا تھا انہوں نے کہا کہ جب آپ انہیں نظر نہ آئیں تو انہوں نے سوچا آپ ابثم بھیا کے ساتھ چلی گئیں ہوگی کیونکہ فون نہیں لگ رہا تھا آپ کا۔"

"اس وقت برہان اس سے کوئی بات مت کرو اور تم پھوپھو کو کال کر کے بتادو کہ ابہا مل گئی ہے وہ خوا مخواہ میں پریشان ہو رہی ہوں گی۔"

اس نے برہان سے کہا تو وہ کال ملانے لگ پڑا جبکہ وہ ابہا کو لے کر گاڑی کی طرف آگیا اور پچھلا دروازہ کھول کر اسے اندر بیٹھا دیا اور خود وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے ہی والا تھا جب رزم راجپوت اپنی گاڑی کی جانب بھاگا تھا ابثم نے گاڑی کا دروازہ ایسے ہی کھلا چھوڑا تھا اور اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

ابہا اور برہان حیرت سے دونوں کو بھاگتے ہوئے دیکھ رہے تھے وہ اپنی گاڑی میں بیٹھنے ہی والا تھا جب ابثم نے اسے پیچھے کالر سے ہی پکڑ کر اپنی جانب کھنچا تھا۔

"تیری ہمت کیسے ہوئے اسے بند کرنے کی اور اس کے لیے کچھ غلط سوچنے کی بھی؟"

ابشم نے اس کے منہ پر مکا مارتے ہوئے کہا تھا۔

ابہا جلدی سے گاڑی سے باہر آئی تھی رات کے ڈیڑھ بجے یونیورسٹی کے باہر ان دونوں نے ہنگامہ مچایا ہوا تھا۔

" تجھے کیوں تکلیف ہو رہی ہے یہ لڑکی خود کو بہت کچھ سمجھتی ہے ابھی مجھے دے دے آدھے گھنٹے بعد تو لے لینا۔ "

اس کے بولنے کی دیر تھی ابشم کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے دماغ کی شریان پھٹ رہی ہو اس نے آندھا دھند بغیر دریغ کے اس کے منہ پر تھپڑوں اور گھونسوں کی بارش کی تھی۔ چوکیدار نے آکر اسے رزم سے الگ کیا تھا تب تک برہان پولیس کو فون ملا چکا تھا اور پولیس کاسٹرن بھی ابشم کے کان میں پڑ چکا تھا اس نے رزم کو دور دھکا دیا اور اپنے ہونٹ سے نکلنے والا خون اپنی سفید شرٹ کی آستین سے صاف کرتا ہوا ابہا کی جانب بڑھا تھا جو مسلسل روتے ہوئے اس کا نام پکار رہی تھی۔

" چلو ابہا! "

ابشم نے اس کے کندھے کے گرد اپنا بازو پھیلا کر اس کا رخ گاڑی کی جانب موڑا تھا۔

" لیکن یہ اس کا بہت خون نکل رہا ہے۔ "

ابہا نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے رزم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا ابشم نے اسے تقریباً گھورنے والے انداز سے دیکھا تھا اور پھر گویا ہوا تھا۔

"تمہیں اس کی اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے اگر اتنا ہی رحم آرہا ہے تو چھوڑ دیتا ہوں تمہیں یہاں کرتی رہنا پھر صاف اس کے زخم۔"

اس نے انتہائی کھردرے لہجے میں کہا تھا جس پر ابہا ایک دم پریشان ہو کر خاموش ہو گئی تھی۔ پھر تقریباً سارے راستے وہ خاموش ہی رہے تھے ابشم کے ماتھے کے دو بل ویسے ہی ابھرے ہوئے تھے جیسے رزم کو پیٹتے ہوئے ابھرے تھے یہ اس کے غصے میں ہونے کی نشانی تھی ابہا کو پہلی بار زندگی میں ابشم سے خوف محسوس ہوا تھا۔

اس نے گاڑی ملک ہاؤس کے پورچ میں روکی تھی اور خود دروازہ کھول کر باہر نکل آیا تھا دوسری طرف سے برہان بھی باہر آ گیا تھا۔ ابشم نے پچھلی جانب سے ابہا کی طرف کا دروازہ کھولا اور برہان سے کہا کہ اپنی بہن کو اندر لے آئے اور خود تیز تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ ابہا کو ابشم کا ایسا رویہ بے حد چب رہا تھا اسے اس پر غصہ آیا تھا کہ وہ اسے خود اندر نہیں لے کر گیا بلکہ برہان کو بول رہا ہے۔

وہ خاموشی سے برہان کے ساتھ اندر آ گئی جوں ہی اس نے لاونچ میں قدم رکھا نعیمہ بیگم والہانہ اس کی جانب بڑھی تھیں اس کے بھی انہیں دیکھ کر رکے ہوئے آنسو پھر سے گالوں پر لڑک گئے تھے اور وہ بھاگ کر ان کے گلے لگی تھی پھر جو اس کا رونا شروع ہوا تو رکنے میں نہیں آ رہا تھا۔ عزت کے ساتھ بخیر و عافیت گھر پہنچ جانا آج ابہا مر ترضی کے لیے بہت بڑی بات تھی۔ ابشم بغیر کسی سے بھی بات کیے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا تو وہ لوگ بھی اپنے گھر آ گئے تھے۔

پوری رات نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور رہی تھی اس کا سارا دھیان ابشم حسن میں ہی اٹکا ہوا تھا ابہا کے دل میں اس کا ساتھ پانے کی خواہش نے سراٹھایا تھا اسے اس لمحے ابشم کی کوئی برائی نظر نہیں آرہی تھی محبت نامی پنجرے نے ابہا کو اپنی قید میں ڈالنے کے لیے چن لیا تھا اور وہ دھیرے دھیرے اس پنجرے کی جانب بڑھ رہی تھی اور آج وہ دن تھا جب بلاخر ابہا مر ترضی ملک ابشم حسن کی محبت کے پنجرے میں قید ہو گئی تھی کبھی نہ نکلنے کے لیے لیکن وہ خود بھی انجان تھی کہ جس محبت کو اس نے ابھی سمجھا بھی نہیں ہے اس پر ہی ضرب لگنے والی ہے۔



ساری رات اس نے آنکھوں میں گزاری تھی ابہا کی ڈری سہمی خوفزادہ آنکھیں اسے اپنی آنکھیں بند کرنے سے روک رہی تھیں گھر میں انہوں نے سب کو یہی بتایا تھا کہ وہ غلطی سے کلاس روم میں لاک ہو گئی تھی رزم راجپوت والا واقعہ ابشم نے گھر بتانے سے منع کر دیا تھا اس لیے برہان نے بھی یہ بات نہیں کی تھی۔

اسے آج کسی نے بھی نہیں اٹھایا تھا کیونکہ سب جانتے تھے کہ وہ رات کو دیر سے سویا تھا اس کی آنکھ دوپہر کو تقریباً دو بجے کھلی تھی وہ جب فریش ہو کر نیچے آیا تو پورا گھر ویران تھا کسی بندے بشر کا کوئی گمان نہیں تھا اسے دیکھ کر قدرے حیرت ہوئی تھی کہ سب آخر چلے کہاں گئے۔

کیچن سے سگریابی کے کھٹ پٹ کرنے کی آواز آرہی تھی تو وہ بھی تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر ان سے پوچھنے کیچن میں آگیا۔

"سگرابی! سب کدھر ہیں؟"

اس نے کیچن میں جھانکتے ہوئے کہا تھا۔ سگرابی اپنے کام کاج چھوڑ کر البشم کی طرف متوجہ ہوئی تھیں۔
"بیٹا وہ سامنے نعیمہ بیٹی کی طرف گئے ہیں ان کے ہاں کچھ مہمانوں نے آنا تھا تو انہوں نے صبح حسن صاحب کو فون کیا تھا۔"

سگرابی اسے اطلاع دے کر واپس اپنے کام میں مگن ہو گئی تھیں جبکہ وہ صرف سوچ کر رہ گیا تھا کہ یہ کون سے مہمان ہیں جن کے آنے پر یہاں سے سب ادھر چلے گئے۔
"البشم بیٹا ناشتہ بنا دوں کیا؟"

سگرابی نے کیچن سے نکل کر اس سے پوچھا تھا۔
"نہیں سگرابی مجھے بھوک نہیں ہے۔"

وہ کہ کر واپس اپنے کمرے کی جانب چلا گیا تھا۔ اسے ایک عجیب احساس ہو رہا تھا وہ نہیں جانتا تھا کیوں مگر اس کا دل بہت بے چین ہو گیا تھا ہر چیز سے جیسے اس کا دل اٹھ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ناشتہ کرنے کے بعد اپنے کمرے میں ہی آگئی تھی رات والا واقعہ یاد کر کے اسے اپنے رونگھٹے کھڑے ہوئے محسوس ہو رہے تھے وہ صرف یہ سوچ رہی تھی کہ اگر البشم نہ وقت پر پہنچتا تو اس کے ساتھ کیا ہو سکتا تھا اس نے گہرا سانس بھر کر خود کو کمپوز کیا تھا جب آئزہ دروازہ کھولتی ہوئی اندر داخل ہوئی تھی۔
"ارے آئزہ تم صبح صبح یہاں کیسے؟"

اس نے حیرانگی سے آئزہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"ارے آپ صبح نہیں ہے یہ گھڑی دیکھی ہے آپ نے دوپہر کے دو بج رہے ہیں۔"

آئزہ نے اس کی توجہ گھڑی کی جانب کروائی تھی۔ اس نے گھڑی کی جانب دیکھا تو گہرا سانس بھرا۔

"اوجھے پتہ ہی نہیں چلا اتنا وقت ہو گیا۔"

اس نے منمناتے ہوئے کہا تھا۔

"آپ کپڑے تبدیل کر کے نیچے آجائیں پھوپھو آپ کو بلارہی ہیں۔"

جیسے نعیمہ بیگم نے آئزہ کو اس سے کہنے کے لیے کہا تھا اس نے من و عن و یسے ہی آکر اس سے کہا تو وہ سر

ہلا کر واشروم کی جانب چل دی اور آئزہ واپس نیچے آگئی۔ کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر نیچے آئی تو اسے

ڈرامینگ روم سے غیر معمولی شور کی آواز آئی اس نے اپنے قدم ڈرامینگ روم کی جانب بڑھا دیے جب وہ

دروازے پر پہنچی تو اس کی نظر اندر بیٹھے ہوئے نفوس پر پڑی بہت سے چہرے اس کے شناساتھے لیکن

ان بہت سے چہروں میں سے چند چہرے ایسے بھی تھے جنہیں وہ نہیں جانتی تھی اس نے تہذیب کا

مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں بیٹھے نفوس کو سلام کیا اس میں سے ایک عورت جو خاصی صوبر لگ رہی تھیں

انہوں نے مسکرا کر اس کے سلام کا جواب دیا تھا نعیمہ بیگم نے ان سے کہا تھا۔

"یہ ہے میری بیٹی ابہا!"

انہوں نے اس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا ان خاتون نے اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا تھا اور

اپنے برابر میں بیٹھایا تھا۔ اسے بالکل بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اتوار کے دن ملک

ہاوس سے سارے نفوس کا مرتضیٰ ہاوس جمع ہونا اور پھر کچھ نئے لوگوں کا اچانک اس کے علم میں لائے بغیر آجانا اس کے اندر خطرے کا الارم بجا رہے تھے۔ اسے شدت سے رتاج یاد آئی تھی وہ یہاں ہوتی تو ضرور اسے بتا دیتی کہ یہ چل کیا رہا ہے وہ نار تھرن ایریاز میں تھے اس لیے فون کے سگنل بھی مشکل سے ہی ملتے تھے تو وہ بات نہیں کر پائی تھی اس سے۔

وہ کچھ دیر وہاں بیٹھ کر اپنے کمرے میں واپس آگئی تھی نجانے کیوں وہ ادا اس ہو رہی تھی وجہ جانے بغیر اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس سے کچھ چھن رہا ہو کوئی پیاری چیز اس کی دسترس سے جا رہی ہو شاید اسے ہونے والے خطرے کا احساس ہو گیا تھا اسے اپنا آپ اندر تک تھکا ہوا محسوس ہو رہا تھا آج ابہا مرتضیٰ ہر چیز سے تھک گئی تھی بہادر بنتے بنتے وہ تھک گئی تھی بولڈ ہوتے ہوتے اسے تھکن کا احساس ہو رہا تھا اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی تھی۔



تقریباً شام کو سب ملک ہاوس واپس آئے تھے ان کے پیچھے وہ چاہ کر بھی مرتضیٰ ہاوس نہیں جاپایا تھا وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اس قدر بوجھل کیوں ہے مگر وہ تھا جب سب لاؤنج میں داخل ہوئے تو وہ صوفے پر بیٹھ کر ٹی وی دیکھ رہا تھا سب سے آگے حسن صاحب اور رزوانہ بیگم تھیں اس نے اپنی ماں سے ہی پوچھا تھا۔

"کیا ہوا تھا معما خیریت پھوپھو کے گھر آپ لوگ صبح سے گئے ہوئے تھے؟"

اس نے دھڑکتے دل سے سوال پوچھا تھا۔

"ہاں بیٹا وہ مرتضیٰ بھائی کے دوست اپنی بیگم کے ساتھ ابہا کے رشتے کے لیے آئے تھے۔"
اس لمبے جیسے رزوانہ بیگم نے ابشم کے کانوں میں سو رہو نکاتھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی جگہ سے کبھی ہل نہیں پائے گا وہ اپنی کیفیت سے خود بھی انجان تھا کہ اتنی بے چینی کیوں محسوس ہو رہی ہے اسے۔

"او اچھا لیکن اچانک!"

اس نے خود کو سمجھال کر کہا تھا۔

"ہاں انہیں پسند تھی ابہا تو انہوں نے بھی بات ڈن کر دی۔"

انہوں نے اسے ساری بات تفصیل سے بتائی تھی۔

"تو کیا ابہا راضی ہے؟"

اس نے جیسے دھڑکتے دل سے یہ سوال کیا تھا۔

"اگر اس کے ماں باپ نے فیصلہ کیا ہے تو اس سے پوچھ کر ہی کیا ہو گا۔"

رزوانہ بیگم نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا جب کہ ابشم کو یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے گلے میں کچھ اٹک

گیا ہو۔ وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا اس کا دم گھٹ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ وہی سو گئی تھی جب نعیم بیگم اس کے قریب آئی تھیں اور پیار سے اسے جگایا تھا۔

"ابہا! اٹھو مغرب کا وقت ہو رہا ہے مغرب کے وقت نہیں سوتے۔"

اس نے دھیرے دھیرے اپنی آنکھیں کھولیں تو وہ اس کے قریب بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھیں۔

"مجھے پتہ ہی نہیں چلا میری آنکھ لگ گئی۔"

اس نے حواس بیدار کرتے ہوئے کہا تھا۔

"کوئی بات نہیں اچھا سنو مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

نعیمہ بیگم نے تمہید باندھی تھی۔

"جی معما بولیں ایسی بھی کیا بات ہے جسے بولنے سے پہلے آپ اتنا سوچ رہی ہیں۔"

اس نے فکر مندی اور تجسس کی ملی جلی کیفیت میں ان سے کہا تھا۔

نعیمہ بیگم نے غور سے اس کے حیرت زدہ چہرے کو دیکھا تھا۔

"اور اچھا ایک بات تو بتائیں یہ مہمان کون تھے جو ایسے اچانک ہی ہمارے گھر آ گئے ہیں۔"

ابہانے ایک بار پھر سے ان کی خاموشی کو توڑا تھا۔

"بیٹا یہ تمہارے بابا کے دوست تھے اور ساتھ میں ان کی بیگم تھیں یہ اپنے بیٹے کے لیے تمہارا رشتہ مانگنے

آئے تھے۔"

نعیمہ بیگم نے ایک ہی سانس میں اس سے کہ ڈالا تھا۔

"کیا مطلب ہے میرا رشتہ مانگنے آئے تھے ایسے کیسے کوئی بھی منہ اٹھا کر میرا رشتہ مانگنے آ گیا اور ابھی

مجھے ویسے ہی شادی وادی کے چکر میں پڑنا ہی نہیں ہے مجھے ابھی اپنی زندگی میں کچھ بننا ہے کچھ کرنا ہے۔"

وہ تو جیسے تڑپ ہی گئی تھی۔

"دیکھو ابہا میں نے تمہیں اس دن بھی سمجھایا تھا اور اب پھر سے سمجھا رہی ہوں کہ لڑکیوں کی زندگی نہ بہت مشکل ہوتی ہے اسے سمجھالنا ایک بہت مشکل کام ہوتا ہے یہ جتنی جلدی اپنی زندگی میں سیٹ ہو جائیں اتنا ہی بہتر ہوتا ہے اور ویسے بھی تم تو میری بہت اچھی بیٹی ہو میرے ایک بار سمجھانے سے ہی میری ساری باتیں سمجھ لیتی ہو اور ان کا بیٹا ہمیں بہت پسند ہے وہ آرمی میں کیپٹن ہے اچھا رینک ہے دیکھنے میں بھی بہت ہینڈ سَم ہے اور لوگ بھی بہت اچھے ہیں تم خوش رہو گی اگر تمہیں کوئی اور پسند ہے تو تم بتاؤ مجھے ہم زبردستی نہیں کر رہے تمہارے ساتھ۔"

انہوں نے ساری بات کر کے ساتھ میں یہ بھی بات رکھ دی تھی جس پر ابہا نے بوکھلا کر ان کی جانب دیکھا تھا۔ ایک پل کو ابشم کا مسکراتا ہوا چہرہ اس کی نظروں کے سامنے گھوما تھا اور اگلے ہی لمحے اس کا عکس دھندلا گیا تھا۔

"نہیں مجھے کوئی پسند نہیں ہے لیکن مجھے ابھی شادی بھی نہیں کرنی ہے۔"

وہ بدستور اپنی بات پر قائم تھی۔

"ابہا اگر کوئی پسند نہیں ہے تو کیوں اپنے بابا کو ان کی نظروں میں شرمندہ کرواؤ گی تم تم تھوڑا وقت لے لو اور سوچ کر جواب دے دینا لیکن یاد رکھنا یہ تمہارے بابا اور میری اولین خواہش ہے سوچا تو ہم نے کچھ اور ہی تھا لیکن وہ تم کبھی نہ مانتی۔"

وہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھیں جبکہ وہ ان کے آخری لفظوں میں رہ گئی تھی۔

"کیا سوچا تھا۔"

Eid ka khas milan by Aiman Khan

وہ صرف یہ سوچ کر ہی رہ گئی تھی اسے ایک بار پھر سے رتاج شدت سے یاد آئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے کمرے میں آگیا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے اسے جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو اس نے اپنا دل ہلکا کرنے کے لیے معاذ کو ہی کال ملائی۔

"ہیلو ہاں ابشم کیسا ہے تو؟"

معاذ نے کال اٹھاتے ہی اس سے پوچھا تھا۔

"ہم ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے۔"

اس نے بے حد اکتا کر کہا تھا۔

"کیوں بھی ایسا کیا ہو گیا تجھے۔"

معاذ کو تفتیش ہوئی تھی۔

"کچھ بھی نہیں یار بس میرا دل عجیب ہو رہا ہے بہت۔"

ابشم نے اپنے دل کی کیفیت بیان کرنے کی کوشش کی تھی۔

"ارے کیوں یار کیا ہوا تو ٹھیک تو ہے نہ؟"

معاذ کو وہ بہت عجیب لگا تھا۔

"پتہ نہیں معاذ مجھے کیا ہو رہا ہے۔"

وہ خود بھی اپنی حالت نہیں سمجھ پارہا تھا۔

"ابنم تجھے محبت ہو رہی ہے۔"

معاذ نے اپنا پہلے کا کہا ہوا جملہ دوبارہ دہرایا تھا لیکن حیرت انگیز طور پر ابنم نے اس بار اسے کچھ کہنے کی بجائے خاموشی سے فون رکھ دیا تھا۔

اور بیڈ پر ڈھیر ہو گیا تھا اسے اپنا سر بھاری محسوس ہو رہا تھا۔

اس کے بعد سے وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔

"صبح ہی تو کہہ رہی تھی معما میں کس کے لیے بابا کو انکار کروں اس ابنم کے لیے جس سے پتہ نہیں کیوں مجھے محبت ہو گئی ہے اور وہ صرف مجھے اپنا دشمن سمجھتا ہے وہ دشمن جن کو ساری زندگی لڑنے کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہیں رہا تھا۔"

وہ ابھی یہ سب سوچ ہی رہی تھی جب اس کے پاس پڑا ہوا اس کا فون چیخا تھا اس نے دیکھا تو اوپر رتاج آپنی کالنگ چمک رہا تھا اسے جیسے اندر تک سکون ملا تھا۔

"اسلام علیکم آپنی!"

اس نے فون اٹھا کر سلام کیا تھا۔

"وعلیکم اسلام ابھی کیسی ہو تم؟"

رتاج کی مسکراتی ہوئی آواز اس کے کانوں نے سنی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟"

اس نے مر جھائی ہوئی آواز میں ہی اس سے پوچھا تھا۔

"ابہا سچ بتاؤ تم ٹھیک ہونہ؟"

رتاج کو فوری سے پہلے محسوس ہو گیا تھا۔

"پتہ نہیں میرے لیے رشتہ آیا ہے۔"

اس نے دھیمی آواز میں کہا تھا۔

"کیا! ایسے اچانک سے کون لوگ ہیں تم خوش ہو کہ نہیں۔"

اس نے ایک ہی سانس میں بہت سے سوال کر ڈالے تھے۔

"پتہ نہیں میں خوش ہو کہ نہیں۔"

اس نے پھر سے ایسے ہی کہا تھا۔

"تم اگر خوش نہیں ہو تو انکار کر دو ابہا زبردستی کی ضرورت نہیں ہے۔"

رتاج نے فوری کہا تھا۔

"کس کے لیے انکار کروں آپ اس کے لیے جو مجھے ایک دشمن سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتا۔"

اس نے کہا تو دوسری جانب کچھ دیر کے لیے خاموشی چھا گئی پھر جب اس کی آواز ابھری تو اس میں کافی

حیرت تھی۔

"کیا مطلب ہے ابھی تم ابشم کی بات کر رہی ہو تم۔۔ تم محبت کر بیٹھی ہو اس سے؟"

وہ خاموش رہی تھی بالکل خاموش شاہد اس کے پاس اس سوال کا کوئی بھی جواب نہیں تھا لیکن جب وہ

بولی تو رتاج کو اس کے لہجے میں ایک عجیب سی تلخی کا احساس ہوا تھا۔

"محبت چھین لینے کا نام نہیں ہے آپنی اگر مل جائے تو خوش قسمتی ہوتی ہے اور اگر نہ ملے تو یہ احساس ہی میرے لیے کافی ہے کہ محبت میری روح کو چھو کر گزری ہے۔"

وہ اسی کی کہی ہوئی بات اسی کے آگے دھرا رہی تھی جسے سن کر کچھ لمبے کے لیے رتاج خاموش ہو گئی تھی پھر رسمی بات چیت کے بعد ابہانے فون بند کر دیا تھا لیکن رتاج سے بات کرنے کے بعد وہ سوچ چکی تھی کہ اس کا جواب کیا ہے۔

رات کو وہ اپنے کمرے سے باہر آئی تھی نعیمک بیگم کیچن میں کھانا بنوا رہی تھیں اس کا چہرہ بالکل بے تاثر تھا۔

"معما مجھے اس رشتے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن شادی انتہائی سادگی سے ہوگی مجھے کوئی دھوم دھام نہیں چاہیے بس نکاح رکھ لیں اتنی بات تو مان ہی سکتے میری۔"

اس نے عجیب سے لہجے میں ان سے کہا تھا کہ وہ ایک دم سے خاموش ہو گئی تھیں۔ وہ کہہ کر وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ وہ سوچ میں پڑ گئی تھیں۔

اس نے ان سے یہ بات کہ تو دی تھی لیکن اسے اندر ہی اندر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے کوئی کاٹ رہا ہو اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو بے تحاشہ آنسو نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے رخساروں پر بہہ نکلے تھے اور وہ انہیں صاف کر رہی تھی۔



اس کا دل گھر سے اکتا گیا تھا وہ رات میں اپنے بکرے کی رسی تھامے بے مقصد سوسائٹی میں چہل قدمی کر رہا تھا اس کا دل اداس تھا بہت وہ اداسی کی وجہ نہیں جانتا تھا مگر وہ خوش نہیں تھا اس کا شہرام سے ملنے کا دل چاہ رہا تھا لیکن وہ نہیں مل سکتا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں دعا کی تھی کہ اللہ شہرام بھی جلدی گھر آجائیں۔

اس نے بیل دی تو اندر بیٹھے چوکیدار نے گیٹ کھول دیا البشم نے بکر اچوکیدار کو تھمایا اور خود اندر آ گیا جہاں سب لاونج میں بیٹھے کسی کی شادی پر تبصرہ کر رہے تھے۔
"کیا ہو گیا بھئی کس کی تاریخ طے ہو گئی ہے؟"

اس نے نارمل انداز میں پوچھا تھا مگر جواب نے البشم کو جی جان سے لرزادیا تھا۔
"پترا بھئی کی تاریخ طے ہوئی ہے چاند رات کو اس کا نکاح ہے عالیان پتر نے واپس جانا ہے پھراپنی ڈیوٹی پر اس لیے ابھی نکاح ہو گا رخصتی اس کی ٹرانسفر کے بعد ہو گی۔"
دادی نے نعیمہ بیگم کی بتائی ہوئی بات اس کے گوش گزار کی تھی۔
"اتنی بھی کیا جلدی ہے نعیمہ پھوپھو کو شادی کی جب ٹرانسفر ہو جائے تب کر لیں۔"
اس نے خود کو سمجھا کر کہا تھا۔

دادی نے اچنبھے سے اس کی جانب دیکھا تھا۔
"ہاں پر پتر وہ لوگ چاہتے ہیں کہ نکاح ہو جائے وہ لوگ تو رخصتی بھی مانگ رہے ہیں مگر مرتضیٰ نے منع کر دیا کہ ابہا کے پیپر ہیں۔"

دادی بول رہی تھیں مگر اس کی سوئی ابہا کے نکاح میں اٹکی ہوئی تھی وہ کسی عجیب سے احساس میں مبتلا تھا۔

"معما اتنی جلدی ڈیٹ فکس کر دی آپ لوگوں نے کیا اتنے تنگ ہیں آپ لوگ مجھ سے کہ مجھے گھر میں برداشت نہیں کر سکتے؟"

وہ مسلسل جھنجھلا کر کہ رہی تھی۔

"ارے نہیں میرے بچے ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے وہ بس عالیان کی مجبوری ہے ورنہ ابھی تو صرف بات ہی کرنی تھی۔"

نعیمہ بیگم نے اسے ساتھ لگاتے ہوئے کہا تھا۔

"پھر بھی معما حد ہی ہو گئی ہے چاند رات میں صرف تین روز بچے ہیں۔"

ابہا نے مریل لہجے میں کہا تھا۔

"تین روز کافی ہیں انہوں نے کچھ بھی کرنے سے منع کر دیا ہے جوڑا اور سب وہ خود ہی کریں گئے۔"

نعیمہ بیگم اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔

"ہرگز نہیں جوڑا میں اپنے گھر کا پہنوں گی اور ان سے کہیں رخصتی بھی اسی دن ہوگی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

اس نے تلخی سے کہا تھا صرف نکاح کر کے وہ یہاں اس کے سامنے رہ کر اپنی اذیت میں مزید اضافہ نہیں کر سکتی تھی اس لیے اس نے یہاں سے جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔

"لیکن ابہا!"

نعیمہ بیگم نے کچھ کہنے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے ہاتھ اٹھا کر انہیں مزید بولنے سے روک دیا تھا۔
"کل بھی تو ہونی ہی ہے پھر آج کیوں نہیں اچھا ہے وقت سے جو کام ہو جائے۔"
اس نے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔ کس قدر مشکل تھا اس کے لیے یہ فیصلہ یہ سب یہ صرف وہی جانتی تھی۔

آج دل کو مارا کچھ اس طرح
کہ ارمان بھی سب یوں ہی مر گئے
کچھ ناکام حسرتیں بھی تھیں باقی
وہ بھی دفن ہو گئی اس دل کے ساتھ
جو بے حساب محبت تھی باقی کہیں
وہ بھی دب سی گئی ہے اس ویرانے میں
قربانی مجھ پر واجب تھی کچھ اس طرح
کہ روح ماری ہے میں نے اپنی بے دردی سے
(ایمن خان)



پوری رات دونوں نے اپنی اپنی جگہ آنکھوں میں کاٹی تھی تکلیف دونوں کو ہی تھی مگر ہمت دونوں میں ہی نہیں تھی ایک میں ہار ماننے کی اور ایک میں سمجھنے کی جب انسان محبت کر کے بزدلی دیکھتا ہے تو زیادہ تکلیف کا شکار ہو جاتا ہے محبت میں انا نہیں ہوتی محبت کا کیا ہے وہ تو دشمن سے بھی ہو سکتی ہے اور ابہا اور البشم کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا ان دونوں کے درمیان محبت پر دشمنی حاوی ہو رہی تھی اور دونوں ہی اس کا شکار ہو رہے تھے دیکھنا یہ تھا کہ کیا محبت ان کی دشمنی پر حاوی ہوتی ہے۔

فجر کے وقت کہیں جا کر اس کی آنکھ لگی تھی وہ ابھی سویا ہی تھا جب اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا اور شہرام پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوا اندر داخل ہوا تھا اس نے دیکھا تو وہ حسب عادت بغل میں تکیہ دبا کر سویا ہوا تھا اس کے سلکی بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے شہرام آج پورے ایک ہفتے بعد اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھ رہا تھا وہ جوتے اتار کر اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا اسے البشم کا چہرہ ستا ہوا لگا تھا اس کے چہرے کے نقوش میں ایک عجیب قسم کا کچا تھا جس نے شہرام کو پریشان کیا تھا۔ وہ منہ میں کچھ بڑبڑا رہا تھا جس کو سمجھنے کی کوشش مسلسل شہرام کر رہا تھا۔

"بھیا آپ جلدی واپس آجائیں میں مس کر رہا ہوں آپ کو میں بہت پریشان ہوں مجھے عجیب محسوس ہو رہا ہے۔"

شاہد وہ غنودگی میں تھا لیکن شہرام کی موجودگی محسوس کر چکا تھا۔ شہرام کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔

"میں واپس آ گیا ہوں البشم!"

شہرام کے کہنے کی دیر تھی اس نے آنکھیں کھولی تھیں اور بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

"ہر روز ایسا ہی ہوتا ہے جب میں جاگتا آپ غائب ہو جاتے۔"

اس نے معصومیت کی حدوں کو چھوتے ہوئے کہا تھا۔ شہرام نے زوردار قبضہ لگایا تھا ابشم کے حواس پوری طرح بیدار ہوئے تھے۔

"آپ سچ میں واپس آ گئے؟"

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ہاں بس ابھی ابھی آیا ہوں۔"

اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

ابشم اٹھ کر اس کے گلے لگا تھا۔

"کیا بات ہے ابشم تم ٹھیک ہو نہ؟"

شہرام نے اس سے پوچھا تھا۔

"ہاں بالکل ٹھیک ہوں بس میں آپ کو مس کر رہا تھا بہت۔"

اس نے کہا تو شہرام کو تھوڑی تسلی ہوئی وہ اسے آرام کرنے کا کہہ کر اس کے کمرے سے باہر آ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرتضیٰ صاحب کے آفس جانے کے بعد وہ اٹھ کر ڈائمنگ ٹیبل پر آگئی کیچن میں زبیدہ باجی ناشتہ بنا رہی تھیں۔

"ناشتہ دے دیں پلیز!"

اس نے زور سے کہا تھا کچھ ہی دیر میں زبیدہ باجی ناشتہ کی ٹرے اس کے سامنے رکھ چکی تھیں اس نے نا چاہتے ہوئے بھی ایک دو لقمے لیے اور ٹرے پر دھکیل دی تب تک نعیمہ بیگم اپنا چائے کا گ لے کر اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ چکی تھیں۔

"تمہارے بابا نے رخصتی کی بات کر لی تھی ان سے انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے آج شام میں وہ مایوں لے کر آئیں گئے۔"

نعیمہ بیگم نے اسے اطلاع دی تھی لیکن وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ وہاں بیٹھی رہی تھی۔

"شادی تمہاری ہے ابھی کسی ہمسائے کی بیٹی کی نہیں جو تم کسی بھی قسم کی دلچسپی نہیں دیکھا رہی ہو۔"

نعیمہ بیگم نے اسے ڈپٹ کر کہا تھا۔

"تو کیا چاہتی ہیں آپ ناچنا شروع کر دوں میں؟ آپ کو جو کرنا ہے نہ کریں جوڑے بنوائیں جو مرضی کریں مجھے کوئی پر اہلم نہیں ہے مجھے تنگ مت کریں مجھے اپنے پیپر کی تیاری کرنے دیں بلکہ آپ نے ان سے بات کر لی تھی نہ کہ میں نے پیپر دینے ہیں شادی کے فوری بعد؟"

اس نے ایک آبرو اچکا کر ان سے پوچھا تھا۔

"ہاں کر لی تھی عالیان کو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

انہوں نے اس سے کہا تو اس نے شانے اچکائے تھے۔

"ہونا بھی نہیں چاہیے۔"

وہ کہہ کر وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی تھی اسے الویرا کو فون کرنا تھا۔
ناشتے کی میز پر اسے ابہا کے نکاح کے ساتھ ساتھ رخصتی کی خبر بھی ملی تھی اور ایک دم نوالہ اس کے حلق
میں اٹکا تھا جو نہی وہ کھانسا آئزہ نے پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا۔
"کیا بات ہے پتر دھیان کدھر ہے آرام سے۔"

دادی نے اسے کہا تھا جبکہ شہرام غور سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا اب شہرام نے شہرام سے نظریں چرائی
تھیں۔

ناشتے کے بعد رتاج ابہا سے ملنے اس کے گھر چلی گئی تھی۔
"اسلام علیکم! پھوپھو!"

اس نے لاونج میں داخل ہوتے ہی نعیمہ بیگم کو سلام کیا جو زبیدہ باجی سے کہہ کر لاونج کی صفائی کروا رہی
تھیں اور رات کے لیے تھوڑی بہت تیاریاں بھی کرنی تھیں۔

"ارے رتاج بیٹا! آجاو آجاو تم لوگ کب آئے تھے؟"

نعیمہ بیگم اسے دیکھ کر مسکرائی تھیں۔

"آج بس صبح ہی آئے ہیں فجر میں۔"

رتاج نے بھی مسکرا کر کہا تھا۔

"کیسا رہا پھر تم لوگوں کا ٹور؟"

انہوں نے اس سے ان کے ٹور کے بارے میں پوچھا تھا۔

"بس پھوپھو کیا بتا بہت اچھا رہا بہت مزہ آیا۔

رتاج نے پر جوش ہوتے ہوئے کہا تھا اچھا یہ ابہا کدھر ہے؟"

اس نے ان سے ابہا کے بارے میں پوچھا تھا۔

"وہ اپنے کمرے میں ہے جاو مل لو تم بھی میں زرا یہ تیاریاں دیکھ لوں آج شام میں مہمان آنے ہیں۔"

انہوں نے کہا تو وہ بھی اٹھ کر اوپر اس کے کمرے میں آگئی۔

اس نے دروازہ کھولا تو وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے کوئی کتاب پڑھ رہی تھی اس نے دروازہ کھلنے کی آواز

پر نظریں اٹھا کر دیکھا تو خوشی سے چیخ ہی اٹھی۔

"آپ آگئی واپس؟"

وہ خوشی سے اس کی جانب بڑھی تھی اور اسے گلے لگایا تھا۔

"ابہا یہ تم نے کیوں کیا؟"

رتاج نے بیڈ پر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کیا کیا میں نے؟"

اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"تم اسے بتا دیتی ابہا اور اوپر سے تم نے نکاح کے ساتھ رخصتی بھی رکھوادی کیوں؟"

رتاج اس کے فیصلے سے شدید خائف تھی۔

"کیونکہ نکاح کر کے میں اس کی نظروں کے سامنے رہ کر خود کو اذیت نہیں دینا چاہتی تھی۔"

اس نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ چلا آپ کی کب اور کیوں اس انسان کے ساتھ کی خواہش نے میرے اندر سر اٹھایا اور کب اس کی ساری برائیاں مجھے اچھی لگنی شروع ہو گئی میں نہیں جانتی بس اتنا معلوم یہ شادی میرے والدین کی اولین خواہش ہے اپنی خواہش تو پوری نہیں کر سکتی تو سوچا ان کی ہی کر دوں۔"

"تمہیں تو میں چھوڑوں گی نہیں بد تمیز عورت شادی کر رہی ہو اور مجھے بتایا بھی نہیں؟"

الویرا فل غصے سے بھری ہوئی دروازے سے اندر داخل ہوئی تھی رتاج اور ابہا نے چونک کر اسے دیکھا۔
"ارے بس بس سانس تو لے لو لڑکی توبہ ہے۔"

ابہا نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی تھی۔

"ہاتھ مت لگاؤ تم تو مجھے اتنا سب کچھ ہو گیا اور مجھے ہوا تک نہیں لگنے دی تم نے۔"

وہ شدید خفا تھی اس سے۔ رتاج نے اس کے خفا چہرے کی طرف دیکھ کر اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

"ابہا اسے ساری بات جلدی بتا دو ورنہ یہ تو تمہارا خون ہی کر دے گی۔"

رتاج نے مسکراتے ہوئے کہا تو ابہا نے اسے ساری صورت حال بتادی۔

"ابہا یہ تم کیا کرنے جا رہی ہو؟"

الویرا بھی رتاج کی طرح ادا اس ہوئی تھی۔

"دیکھتے کہ کیا ہوتا۔"

اس نے کندھے اچکائے تھے۔



وہ داخلی دروازہ کھول کر باہر نکلا ایک دم ٹھٹک کر رک گیا اس کا بکر اغائب تھا جبکہ بیلوں کی جوڑی وہی کھڑی تھی اس کے صبح معنوں میں ہاتھوں کے طوطے اڑے تھے کیونکہ اس نے وہ بکر اپنی خون پسینے کی کمائی سے لیا تھا اور اب اس کے پاس اتنے پیسے نہیں تھے کہ وہ دوسرا بکر الے پاتا اسے اپنا بکر اڈھونڈنا تھا وہ گیٹ کھول کر باہر آگیا تھا اور تھوڑی دیر میں ہی اس نے پوری سوسائٹی چھان ماری تھی لیکن اسے بکر کہیں نہیں ملا تھا وہ حواس باختہ ہو رہا تھا اوپر سے آج ابہا کامیوں تھا یہ بات بھی البشم کے دل میں کسی کانٹے کی طرح اٹکی ہوئی تھی وہ اندر چلا گیا سب تو مرتضیٰ ہاوس چلے گئے تھے اسے بھی ادھر ہی جانا تھا فحل حال وہ کسی کو یہ نہیں بتا سکتا تھا۔

وہ اوپر اپنے کمرے میں آیا تھا اور شاور لے کر واڈروب میں سے واٹ شلوار قمیض نکالی تھی۔ واٹ شلوار قمیض پہن کر اس نے اپنے بال ہمیشہ کی طرح سیٹ کیے تھے اور پیروں کو پشاور چپل میں قید کر کے اس نے گہرا سانس بھر کر خود کو اسے کسی اور کے نام کا ابٹن لگتے دیکھنے کے لیے تیار کیا تھا۔ وہ بعد میں فارغ ہو کر اپنا بکر اڈھونڈنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ مرتضیٰ ہاوس میں داخل ہوا تھا تو چہل پہل نے اس کا استقبال کیا اندر سے گھر کے لوگوں کی ہی آوازیں آرہی تھیں جس کا مطلب صاف تھا کہ ابھی ابہا کے سسرال والے نہیں آئے تھے اس نے اپنے چہرے پر مسکراہٹ سجائی اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔

"ارے مرتضیٰ انکل کوئی کام ہے تو بتائیں؟"

اس نے مرتضیٰ صاحب سے کہا تھا جس پر وہ مسکرائے تھے برہان نے ایک چور نظر البشم پر ڈالی تھی اگر اسے یہ پتہ چل جاتا کہ اس کا بکر ابرہان اور اس کے دوستوں نے ابہا کو خوش کرنے کے لیے چھپایا ہے تو وہ یقیناً اس کا قتل کر دیتا۔

کچھ ہی دیر میں باہر شور بلند ہوا کہ مہمان آگئے ہیں سب ان کے استقبال کے لیے دروازے کی جانب بڑھ گئے ابہا کی سانس کے ہاتھ میں ایک چھانچ تھا جو دھاگے کے پھمنوں سے سجایا گیا تھا انہوں نے وہ چھانچ نعیمہ بیگم کے حوالے کیا۔

"یہ لیں بھابھی ابہا کی مایوں کی چیزیں۔"

انہوں نے نعیمہ بیگم کے ہاتھ میں تھمائی تو انہوں نے رتاج کے حوالے کیں اور اسے تیار کرنے کے لیے کہا۔ البشم نے ان کے ہاتھ میں تھامے ہوئے چھانچ کو دیکھا تھا اور پتہ نہیں کیوں لیکن اسے بے حد غصہ آیا تھا اس نے منہ نیچے کر کے اپنے امڈنے والے غصے کو قابو میں کیا تھا۔

رتاج وہ چیزیں لے کر آئزہ کے ساتھ اس کے کمرے میں آگئی تھی جو الویرا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

"چلو ابہا یہ تمہارے سسرال کی طرف سے آگیا ہے مایوں کا جوڑا اور یہ چیزیں۔"

رتاج نے وہ چھانچ اس کے سامنے بیڈ پر رکھا تھا اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر رتاج کو۔

"تیار ہو جاؤ تم ابہا ابھی نیچے سے بلاوا آجائے گا الویرا تم ابہا کے ساتھ رک کر اس کی مدد کرو میں اور آئزہ پھوپھو کی مدد کرتے ہیں۔"

رتاج نے کہا تو الویرا نے سر ہلایا اور وہ دونوں باہر نکل گئیں۔

"چلو ابہا تم چلیج کر آؤ۔"

الویرانے جوڑا ابہا کی طرف بڑھایا تو وہ تھام کر ڈریسنگ روم کی جانب چل دی تقریباً پانچ منٹ بعد وہ باہر نکلی تھی وہ زرد گھٹنوں سے تھوڑی سی اوپر تک آتی گوٹے والی قمیض میں ملبوس تھی جس پر سبز، گلابی کڑھائی ہوئی ہوئی تھی اور اس کڑھائی کے ساتھ ساتھ گوٹا لگا ہوا تھا اس کے نیچے کھلے گھیر والی چنٹ دار شلوار تھی گوٹے سے بھرا ہوا زرد دوپٹہ اس نے کندھے پر ڈالا ہوا تھا شولڈر کٹ بال کھلے ہوئے تھے وہ بغیر میک اپ کے بھی بہت حسین لگ رہی تھی اس کا چہرہ بے حد بچھا ہوا تھا۔

"آؤ ابھی ادھر بیٹھو!"

الویرانے ڈریسنگ کے سامنے رکھے ہوئے سٹول کی جانب اشارہ کیا تو وہ چپ چاپ بغیر کچھ کہے اس سٹول پر آکر بیٹھ گئی۔

"کیا ہوا اتنی خاموش کیوں ہو؟"

الویرانے اسے پھولوں کے زیور پہناتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کروں؟"

ابہانے اس کے ہاتھ سے پھولوں کا سرخ بوند الیتے ہوئے کہا۔

"یہ مت کرو ابہا پلیر!"

الویرانے اسے گجرے پہناتے ہوئے کہا تھا۔

"میرے نہ کرنے سے کیا ہو گا الویرا اسے مجھ سے محبت تو ہو نہیں جائے گی۔"

اس نے ٹیگا لگاتے ہوئے کہا تھا۔

"پھر بھی ابہا۔"

وہ ایک بار پھر سے منمنائی تھی۔

"کچھ نہیں ہوتا الویرا جو انسان کے نصیب میں ہوتا ہے وہ اسے مل کر رہتا ہے میرے نصیب میں عالیان

ہی تھا سو وہ مجھے مل رہا ہے۔"

الویرا نے اس کے سر پر گوٹے والا دوپٹہ ڈالا تو اس نے آئینے میں مکمل اپنا جائزہ لیا۔ کھلے ہوئے شولڈر

کٹ بال درمیان میں مانگ نکال کر دونوں طرف سے آگے تھے بیچ میں موتیے اور گلاب کا ٹیگا لگا ہوا تھا

اور سر پر دوپٹہ تھا کانوں میں بھی موتیے اور گلاب کے آویزے تھے ہاتھوں میں گجرے تھے پیروں کو

ملٹی شیڈ کے کھسے میں قید کیے بغیر کسی بھی قسم کے میک اپ کے وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

"تم بہت حسین لگ رہی ہو ابہا!"

الویرا نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا تھا۔ جس پر ابہا مسکرائی تھی۔

"چلیں نیچے؟"

اس نے اسے نظر انداز کر کے کہا تھا۔

"ہاں چلو"

اور وہ پھر اسے تھام کر سیڑھیوں سے نیچے آگئی جہاں ساری خواتین تھیں کیونکہ مایوں خالصتن خواتین کا فنکشن ہوتا ہے اس لیے کوئی مرد نہیں تھا۔ اسے ان کے لاونج میں پڑے ہوئے جھولے پر بیٹھایا گیا لیکن آج وہ جھولہ ویسے سجا ہوا نہیں تھا جیسے رتاج کی مایوں میں سجا یا گیا تھا۔

"ماشاء اللہ میری ابھی بالکل چاند کا ٹکرا لگ رہی ہے۔"

یہ دادی تھیں جو بلائیں لینے سب سے پہلے پہنچی تھیں اس کے بعد باقاعدہ رسم کا آغاز کیا گیا تھا سب نے باری باری اسے ابٹن لگایا تھا انٹن کے زرد رنگ کے پیچھے اس کے چہرے کا زرد رنگ کافی حد تک چھپ گیا تھا پیلے جوڑے میں وہ سوگوار حسن لیے وہاں بیٹھے نفوس کے دل میں اتر رہی تھی تھوڑے بہت ہلے گلے کے بعد مہمانوں نے اجازت چاہی تھی تو وہ بھی اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی تھک تو وہ بھی گئی تھی بے وجہ کا مسکرا کر اس قدر مشکل ہوتا ہے یہ اسے آج سمجھ میں آیا تھا۔

الویرا، رتاج آئزہ سب ہی تو اپنے گھر چلے گئے تھے وہ اکیلی رہ گئی تھی اسے اپنی آنکھیں تھوڑی بھیگی ہوئی محسوس ہوئی تھیں چاند رات کو وہ ابہام رضی سے ابہا عالیان بن جائے گی آہ زندگی! کتنی مختصر ہوتی ہے ایک وقت ہوتا ہے جب انسان چھوٹا لاپرواہ ہوتا ہے بچپن میں قدم رکھتا ہے پھر بچپن سے جوانی کی دہلیز لمہوں میں آجاتی ہے اور جس گھر میں اپنی زندگی کا ایک عرصہ گزارا ہوتا ہے اسے چھوڑ کر کسی اجنبی کے گھر جا کر رہنا یہ حوصلہ اور جگر اللہ نے صرف عورت کو ہی دیا ہے ورنہ مرد میں شاید کبھی بھی اتنی ہمت نہ ہوتی کہ وہ سب چھوڑ کر جاتا اس دفعہ کی عید ابہام رضی کے لیے سب سے بری عید تھی کم از کم وہ تو ایسا ہی سمجھتی تھی۔

نظر آیا جو ماہ تاب عید کا
میری دھڑکنیں بھی تیز ہوئیں
مہتاب کو ڈھانپنے بادل جو جھٹے
کچھ کیے ہوئے وعدوں کی پرچار ہوئیں
چمکا جو مہتاب اپنے جو بن پر پوری طرح
اس سے ملن کی میری رات ہوئی
(ایمن خان)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے ابھی اپنا ٹیکا اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا ہی تھا جب برہان اندر آیا تھا۔

"آپ یہ! آپ کو ایک خبر دینی تھی۔"

اس نے رازداری سے کہا تھا۔

"کیا خبر ہے جلدی بتاؤ؟"

وہ اپنے سارے کام چھوڑ کر اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

"وہ ہم نے نہ البشم بھیا کا بکر اچھپا دیا تھا وہ بیچارے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پاگل ہو رہے ہیں۔"

اس نے مزے لے کر کہا تو ابہانے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر رکھ کر اس کی گردن پر ایک لگائی۔

"تمہیں شرم نہیں آئی پاگل وہ کتنا پریشان ہو رہا ہو گا اپنے بکرے کی وجہ سے کہاں ہے اس کا بکرہ؟"

اس نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا تھا۔

"وہ میں نے اپنے بکروں کے ساتھ پیچھے گلی میں باندھا ہے۔"

برہان نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"جاہل ہو تم ایک نمبر کے۔"

ابہان نے اس سے کہا اور اپنا فون اٹھا کر اسی حویلی میں نیچے آگئی۔

سب اتنا تھکے ہوئے تھے آکر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے کسی نے غور ہی نہیں کیا کہ لان سے اس کا بکر اغائب ہے وہ شہرام کے کمرے کے باہر کھڑا تھا اسے یہ بتانے کہ اس کا بکر اچوری ہو گیا ہے جب اس کے ہاتھ میں تھا ماہوا اس کا فون بجاتھا اس کی آنکھیں تب کھلی تھیں جب اوپر مینڈ کی کالنگ آرہا تھا اس نے فون یس کر کے کان سے لگایا تو اس کی آواز ابھری۔

"الہتم مجھے تم سے ابھی ملنا ہے سوسائٹی کے پارک میں تم مجھے ابھی ملو میں وہی تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

اس نے اس کی بات سنے بغیر فون کاٹ دیا جبکہ اسے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ابہا اس سے آخر کیوں ملنا چاہتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابہان نے اپنے گھر کی پچھلی طرف سے اس کا بکر اکھولا اور رسی تھام کر سوسائٹی کے پارک میں آگئی وہ غور سے بکرے کی جانب دیکھ رہی تھی جمع رات کو اس وقت گھاس چر رہا تھا یہ بکر الملک الہتم حسن کا تھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگتی تھی

Eid ka khas milan by Aiman Khan

وہ ابھی مسکراہی رہی تھی جب البشم پارک میں داخل ہوا تھا اور ابہا کے قریب اپنے بکرے کو دیکھ کر چونک گیا تھا۔

"یہ تمہیں کہاں سے ملا میں دوپہر سے پاگل ہو رہا ہوں اسے ڈھونڈنے کے لیے۔"

وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بس بکرے کو دیکھ کر شروع ہو چکا تھا۔

"یہ برہان اور اس کے دوستوں نے شرارت کی تھی تمہارے ساتھ آئی ایم ریلی سوری ان کی وجہ سے تمہیں اتنی پریشانی ہوئی۔"

وہ بول رہی تھی جبکہ وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا کھلے ہوئے شولڈر کٹ بال کانوں میں پھولوں کے آویزے ہاتھوں میں گجرے زرد مایوں کا جوڑا البشم کو اپنا دل آج ابہا مر تفضی پر رکنا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ اس کی آواز سے حال میں واپس آیا تھا۔

"یہ لو اپنا بکرا اور عید تک اس کا دھیان رکھنا یہ نہ ہو پھر کوئی کھول کر لے جائے۔"

اس نے رسی اس کے ہاتھ میں تھمائی تھی اور مڑ کر واپس جانے لگی تھی جب اس کی آواز پر اس کے بڑھتے قدم ایک دم رک گئے تھے۔

"تم خوش ہو ابہا؟"

اس نے نجانے کیوں اس سے یہ سوال پوچھا تھا۔

ابہا نے گہرا سانس بھرا تھا اور اس کی جانب دیکھتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔

"خوشی ڈھونڈنے سے ملتی ہے اور میری تلاش ابھی جاری ہے مینڈھے۔"

آخر میں اس نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

"ہوں ڈائیلوگ تو دیکھو زرا مینڈ کی نہ ہو تو چمکا دو۔"

وہ منہ بنا کر کہہ رہا تھا جس پر ابہا مسکرا کر سر جھٹک کر باہر نکل گئی تھی اور البشم حیران تھا کہ اس نے اسے جواب نہیں دیا وہ اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

"اوائے چمکا دو جوابی کاروائی تو کرتی جاو۔"

اس نے اسے پیچھے سے آواز دیتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ مڑی تھی۔

"آج سے ہماری لڑائی ختم ملک البشم حسن ہمیشہ کے لیے۔"

اس نے اس سے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گئی اس کی آنکھوں میں پانی جمع ہو رہا تھا۔ اس کے جملے سے البشم کے دل کو کچھ ہوا ت

وہ تو ہمیشہ اس سے لڑنا چاہتا تھا لیکن یہ کیا وہ تو ساری لڑائی ہی ختم کر گئی تھی۔

اس نے اپنے بکرے کی رسی تھامی اور ملک ہاؤس کی جانب چل پڑا اب اس کی پوری رات جاگ کر گزرنی تھی۔

تم سے ہے وابسطہ میری عید

میری رونقیں اور میری دید

سب پوچھ رہے ہیں

سب میری اداسی کا

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

کس کس کو بتاؤ کہ

آرہی ہے پھر عید

(عزہ)

یہ ایک دن کیسے گزرا تھا کسی کو بھی پتہ نہیں چلا تھا کل ابہا کا نکاح تھا۔ آج نعیمہ بیگم اس کی شادی کا جوڑا لینے گئی تھی جو انہوں نے کسی ڈیزائزر کو آرڈر پر تیار کرنے کے لیے دیا تھا کل چاند رات بھی تھی انہیں عید کے لیے بھی کچھ شاپنگ کرنی تھی اس لیے وہ بازار گئی ہوئی تھیں جب کہ وہ اسی پیلے جوڑے میں لاونج کے صوفے پر لیٹی ہوئی تھی نعیمہ بیگم نے اسے وہ سوٹ بدلنے سے سختی سے منع کیا تھا جب کہ وہ بے حد چڑ رہی تھی اس کا دوپٹہ تو ادھر ہی کہیں صوفے پر پڑا ہوا تھا جب مرتضیٰ صاحب اندر داخل ہوئے تھے۔

"بابا پانی پلاؤں آپ کو؟"

اس نے انہیں صوفے پر بیٹھتے دیکھ کر پوچھا تھا۔

"ہاں ایک گلاس پلا دو۔"

انہوں نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا تو وہ کیچن کی جاب بڑھ گئی اور پانی کا گلاس لا کر انہیں تھمایا انہوں نے گلاس خالی کر کے ٹیبل پر رکھا اور اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے برابر میں بیٹھایا وہ از حد حیران تھی۔

"ابہا میرے بچے! کیا تمہیں یہ تو نہیں لگ رہا جیسے ہم نے تمہارے ساتھ کوئی زبردستی کی ہے؟"

وہ مرتضیٰ صاحب کے چہرے سے ان کی پریشانی کا اندازہ لگا سکتی تھی ان کی بات پر وہ مسکرائی تھی۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan

"بابا! آپ کبھی بھی میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے یہ صرف میں ہی نہیں پوری سوسائٹی جانتی ہے آپ بے فکر ہو جائیں۔"

اس نے ان کا ہاتھ تھام کر کہا تھا۔

"پھر بھی بیٹا سب کچھ اتنی جلدی ہو گیا تمہیں وقت بھی نہیں ملا۔"

انہوں نے ایک بار پھر سے کہا تھا۔

"ہر چیز اپنے وقت پر ہوتی ہے بابا شاہد میری شادی کا یہی وقت تھا اس لیے یہ اب ہو گئی ہے آپ خوا مخواہ فکر مت کریں۔"

اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"جیتی رہو بیٹا خوش رہو اللہ تمہارے بہت اچھے نصیب کرے آمین۔"

انہوں نے کہہ کر اس کی پیشانی چومی تھی جب اوپر سے نعیمہ بیگم کی آمد ہوئی تھی۔

"واہ جی بڑا لاڈ پیار چل رہا ہے باپ بیٹی میں؟"

"ہاں جی نعیمہ بیگم جب بیٹیوں کے رخصت ہونے میں ایک روز رہ جائے نہ تو باپوں کو ایسے ہی پیار آیا کرتا ہے۔"

انہوں نے ابہا کو اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا تھا۔

"اچھا چھوڑیں یہ دیکھو ابہا تمہارا کل کا جوڑا میب لے آئی ہوں ڈیزاینر سے۔"

انہوں نے کہتے ہوئے باکس اس کی جانب بڑھایا تھا جس میں خوبصورت نیوی بلو اورڈل ریڈ شادی کا جوڑا

تھا۔

اس نے وہ باکس پکڑ لیا اور اوپر سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں آگئی اس نے وہ ڈبہ ایک طرف رکھ دیا اسے اس جوڑے سے جیسے کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ صرف آج کی رات تھی اور کل وہ کسی اور کی ہو جاتی جس سے وہ بالکل ہی انجان تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے کمرے میں اپنے بیڈ پر سیدھا لیٹا ہوا چھت کو گھور رہا تھا آج کی رات اسے اپنی زندگی کی سب سے مشکل ترین رات لگ رہی تھی کیونکہ اس رات کے ایک ایک لمحے کے سرکنے کے ساتھ ساتھ ابشم کا دل ڈوب رہا تھا۔ معاذ کا کہا گیا وہ آخری جملہ اس کے کانوں میں بار بار گونج رہا تھا۔
"وہ وقت مجھے دور نظر نہیں آ رہا ابشم جب ابہام رضی سے جدائی کا خیال تیری روح فنا کرنے کے لیے کافی ہو گا۔"

وہ کتنی بار کانوں پر ہاتھ رکھ کر اس جملے کی اذیت کو دبانے کی کوشش کر چکا تھا مگر آج کی رات جیسے یہ ایک جملہ اس سے ابہام رضی سے محبت کا اقرار کرانے کا درپے تھا اس کا دروازہ کھڑکا تھا اور پھر دروازہ کھلا تھا اور شہرام اندر داخل ہوا تھا ابشم اس کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ سکتا تھا مگر وہ خاموشی سے چھت کو گھورتا رہا۔

"ایسے چھت کو گھورنے سے اس کی شادی رک نہیں جائے گی۔"

شہرام نے اس کے سر پر چت لگاتے ہوئے کہا تھا جس پر اس نے حیرت سے شہرام کو دیکھا تھا۔

"میں کہاں روک رہا ہوں اس کی شادی؟"

اس نے الٹا اس سے سوال کیا تھا۔

"اچھا پھر اپنی اس شکل پر تم نے تب سے بارہ کیوں بجائے ہوئے ہیں جب سے اس کی شادی طے ہوئی تھی ابہام رتضی کی شادی پر تو سب سے زیادہ خوش تو تمہیں ہی ہونا چاہیے کہ چلو ملک البشم کی جان چھوٹی۔"

شہرام نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا تھا جس پر البشم تڑپ ہی تو گیا تھا۔

"کون کم بخت چاہتا ہے کہ اس سے جان چھوٹے۔"

وہ منہ میں منمنایا تھا۔

"تو پھر اپنی جان بنا لو اسے۔"

شہرام نے کندھے اچکا کر کہا تھا۔

"استغفر اللہ بھیا کس قدر بے حودہ باتیں کر رہے ہیں آپ دیکھ رہا ہوں جب سے شادی ہوئی ہے بہت

ہی بے حودہ ہو گئے ہیں آپ۔"

البشم نے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا۔

"ڈونٹ وری تم مجھ سے بھی زیادہ بے حودہ ہو جاو گئے۔"

"چلو اب مذاق ختم مجھے معاذ نے سب بتا دیا ہے البشم اور دیکھو وقت ابھی بھی تمہارے ہاتھ میں ہے وہ کسی

اور کی ابھی ہوئی نہیں ہے۔"

شہرام نے کہا تو اس نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"مطلب؟"

ابشم نے کہا تو اس نے اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلا کر اس سے کہا۔

"دیکھو! بشم اللہ تعالیٰ انسان کو تب تک اس کی چاہی ہوئی چیز نہیں دیتا جب تک وہ اس کے لیے کوشش نہیں کرتا اگر تم شرمندہ ہو کہ تمہیں اس لڑکی سے محبت ہو گئی ہے جس سے تمہاری ایک منٹ نہیں بنتی تھی تو ابشم محبت ہوتی ہی ایسی ہے کسی کی سالوں پرانی خامیاں بھی آپ کو بری نہیں لگتی اور پھر ایک بار تو دل کی سن کر دیکھ لو جو مسلسل اتنے دنوں سے چلا چلا کر رہا ہے کہ تم محبت کرتے ہو یا اس سے اگر کوشش نہیں کرو گئے تو ساری زندگی اسے کسی اور کے ساتھ دیکھ کر پچھتاتے رہو گئے تھینک اباوٹ ڈیٹ اب میں مزید تمہیں کچھ نہیں کہوں گا خود سوچ لو اس بارے میں۔"

وہ کہہ کر اس کے کمرے سے باہر نکل گیا تھا جبکہ اسے اپنا دل تیزی سے دھڑکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ رات ایک بار پھر سے آنکھوں میں ہی کٹی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے روز شام کو جہاں صبح عید ہونے کی خوشی تھی وہی ابہا کی رخصتی کے خیال سے سب اداس بھی تھے گھر کے لان میں ہی سجاوٹ کر کے نکاح کا انتظام کیا گیا تھا وہ آج پھر سے کریم کلر کی شلوار قمیض پر مہرون ویس کوٹ پہنے انتظامات دیکھ رہا تھا شام کے سات بجے مہمانوں کی آمد و رفت شروع ہو چکی تھی۔ ابہانے کسی بھی پارلر جانے سے منع کر دیا تھا اس لیے بیوٹیشن کو گھر ہی بلا یا گیا تھا۔

تقریباً آٹھ بجے بارات آگئی کاشور بلند ہوا تھا باہر خوب ڈھول ڈھمکا چل رہا تھا البشم کو اس لمبے ڈھول کی آواز زہر سے بھی بری لگ رہی تھی بارات کے ساتھ عالیان بھی دولہوں جیسی آن بان سے اندر داخل ہوا تھا سب لڑکیاں، خواتین بارات کے استقبال کے لیے گیٹ پر موجود تھیں اسے دیکھ کر البشم کو ایک عجیب سے حسد کا احساس ہوا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ سیٹج پر بیٹھ گیا تو مولوی صاحب کی آمد بھی ہو گئی۔
"رتاج، الویرا! ابہا کو لے آئیے۔"

نعیمہ بیگم نے کہا تو وہ دونوں سر ہلاتی ہوئی اندر کی جانب بڑھ گئیں البشم کے دل کی دھڑکن بہت تیز چل رہی تھی۔ سیٹج کے درمیان میں پردہ لگایا گیا تھا۔ البشم نے دوسری جانب دیکھا تھا جہاں سے وہ آرہی تھی نیوی بلو کم دانی گاؤں میں ڈل ریڈ دوپٹہ سر پر لیے ہلکی پھلکی جیولری پہنے ٹیکا لگائے اور ہونٹوں پر ڈل ریڈ لپ اسٹک لگائے وہ اپنے سوگوار حسن کے ساتھ اسے پاگل کرنے کے لیے کافی تھی۔
اسے پردے کے دوسری جانب بیٹھایا گیا تھا۔

"مولوی صاحب نکاح شروع کروائیں۔"

مرتضیٰ صاحب نے کہا تو مولوی صاحب نے نکاح کے کلمات دھرانے شروع کیے۔

"ابہا مرتضیٰ ولد مرتضیٰ ملک آپ کا نکاح سکھ رجو لوقت دس لاکھ روپے عالیان احمد ولد احمد ہمدانی سے کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

"پوری کی پوری مینڈ کی لگتی ہوں مس چمگاڑ مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے تمہاری مدد کرنے کا وہ تو پھوپھو

کی عزت کا خیال نہ ہوتا تو کبھی نہ آتا۔"

ابشم کا کہا گیا جملہ اس کے کانوں میں گونجتا تھا۔

وہ خاموش رہی تھی۔

"بیٹی میں ایک بار پھر دھرا رہا ہوں کہ ابہامر ترضی ولد مر ترضی ملک آپ کا نکاح سکھ رجو لوقت دس لاکھ

روپے عالیان احمد ولد احمد ہمدانی سے کیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔

"آئینہ تم مجھے اس طرح کے کپڑوں میں بغیر دوپٹے کے نظر آئی نہ تو پھر دیکھنا میں کیا حشر کرتا ہوں

تمہارا۔"

ایک بار پھر سے اسی کے جملے گونجتے تھے۔

"بیٹی آخری بار دھرا رہا ہوں ابہامر ترضی ولد مر ترضی ملک آپ کا نکاح سکھ رجو لوقت دس لاکھ روپے

عالیان احمد ولد احمد ہمدانی سے کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔

"کسی غیر سے ڈرنے سے بہتر اپنوں پر بھروسہ کرنا ہوتا ہے۔"

ایک بار پھر سے اس کا کہا گیا جملہ گونجتا تھا اور ساتھ ہی ابہامر کے آنسو بھی بہتے تھے وہ کچھ بولنے ہی والی تھی

جب وہ بالکل خاموش اور ساکن ہو گئی تھی۔

"ابہامر! تم یہ نکاح نہیں کرو گے۔"

وہ بالکل سامنے ہی تو کھڑا تھا سارے مجھے کی توجہ ایک اپنی ذات کی طرف مبذول کرائے۔

"کیا مطلب ہے ابشم یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟"

حسن صاحب نے اس کے قریب آکر پوچھا تھا۔

"ہاں البشم بیٹا یہ مذاق کا وقت نہیں ہے نکاح کا وقت نکل رہا ہے۔"

رزوانہ بیگم نے بھی اس کے قریب آکر کہا تھا۔

"مما وقت تو تب نکلے نہ جب یہ نکاح ہونا ہو۔"

اس نے سینے پر بازو باندھتے ہوئے ان سے کہا تھا۔

"یہ کیا حرکت ہے البشم سب مہمان بیٹھے ہوئے ہیں۔"

مرتضیٰ صاحب بھی اس کے قریب آگئے تھے۔

"مرتضیٰ انکل مجھے معاف کر دیں اس سب کے لیے لیکن میں ابہا کی شادی کہیں اور نہیں ہونے دے

سکتا۔" اس نے منہ بنا کر کہا تھا۔

"کیا مطلب ہے کہیں اور؟"

نعیمہ بیگم بھی ادھر آگئی تھیں۔

"ارے جاہلو اس کا مطلب ہے کہ میرے پتر کی شادی کر او میری ابہی کے ساتھ۔"

دادی اپنا ڈنڈا سمبھالتی ہوئی سیٹج سے اتری تھیں۔

"لیکن اماں یہ دونوں مانتے ہی نہیں ہیں ہم سب تو یہی چاہتے تھے مگر ان کی وجہ سے ہم نے ان سے یہ

بات نہیں کی تھی۔" مرتضیٰ صاحب نے کہا تھا۔

"مرتضیٰ تجھے دونوں کی شکلوں سے پتہ نہیں چل رہا کہ کتنے دکھ میں ہیں دونوں؟ ان دونوں کا گزارا

صرف ایک دوسرے کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے پھر چاہے لڑیں یا جو مرضی کریں۔"
رتاج اور آنزہ تو بہت پر جوش ہو گئی تھیں جبکہ ابہا ابھی بھی ساکن تھی۔

"مر تھی یہ سب کیا ہو رہا ہے؟"

احمد ہمدانی بھی آگئے تھے اگر تم نے اپنی بیٹی کی شادی میرے بیٹے سے کرنی ہی نہیں تھی تو ہماری بے عزتی کرنے کے لیے بلایا تھا تم نے یہاں؟"
وہ کافی ناراض ہو گئے تھے۔

"دیکھیں ہمدانی صاحب بچے ہیں یہ ایک دوسرے کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں آپ سے ہم معذرت چاہتے ہیں۔"

حسن صاحب نے ان کے آگے ہاتھ جوڑے تھے تو وہ تن فن کرتے ہوئے بارات لے کر واپس چلے گئے تھے۔

"چلو اب تم بیٹھو بھی سیٹج پر کہ پھر سے کوئی ڈرامہ باقی ہے تم زرا گھر چلو تمہیں میں پوچھوں گا۔"
حسن صاحب اسے کالر سے پکڑ کر سیٹج پر چھوڑ کر گئے تھے اور پھر دونوں کا نکاح ہوا تھا قبول و احباب کے بعد دعا کروائی گئی تھی اور پھر کھانے کے بعد ابہا کو مرتضیٰ ہاوس سے ملک ہاوس رخصت کر دیا گیا تھا۔
وہ البشم کے کمرے میں اس کے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی ابہا البشم ملک بن کر سب کچھ اتنی جلدی میں ہوا کہ اسے بالکل بھی یقین نہیں آرہا تھا۔

جس عید کو وہ اپنی بدترین عید سمجھ رہی تھی وہ اس کی سب سے خوبصورت عید بن گئی تھی وہ ابھی اپنی

سوچوں کے جال میں ہی تھی جب وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا اور قدم قدم چلتا ہوا بیڈ کے قریب آگیا تھا جہاں وہ بیٹھی ہوئی تھی وہ اس کے قریب کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا تھا۔
"ابہا خود کو جوابی کاروائی کے لیے تیار کر رہی تھی۔

"کیسی ہو مینڈ کی؟" البشم نے مسکراہٹ دبا کر اس سے پوچھا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں مینڈھے تم کیسے ہو؟" ابہا نے اسے گھور کر کہا تھا۔

"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا ابہا کہ میرے اس کمرے میں میری بیوی کی حیثیت سے کبھی ابہا مرتضیٰ ہوگی لیکن اس بار سچ کہوں تو تمہارے دور جانے کا خیال ہی میری روح فنا کر رہا تھا۔"
البشم نے اس کے قریب ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"اگر میرا نکاح ہو جاتا تو پھر میں کسی اور کی ہو جاتی تو پھر؟"
وہ غصے سے اس سے کہہ رہی تھی۔

"ایسے کیسے ہو جاتی کسی اور کی میں جان نہ لے لیتا کسی اور کی۔"
اس نے اسے اپنی جانب کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

"میں سچ بتاؤ مجھے اب تمہاری کوئی برائی نہیں دکھتی البشم مجھے اب صرف تمہاری اچھائیاں دکھتی ہیں تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو البشم مجھے تم سے بہت محبت ہے۔"

اس نے اس کے سینے میں سر چھپایا تھا تو البشم مسکرایا تھا۔

"بے شک ابہا انسان کو وہی ملتا ہے جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔"

اس نے اس کی پیشانی چومی تھی۔

"میں ہمیشہ تم سے محبت کروں گا۔"

اس نے کہہ کر اس کے گال چومے تھے اور پھر اپنے لب اس کی گردن پر رکھے تھے۔

ان دونوں کی زندگی کی حسین شروعات ہوئی تھی۔

"آج چاند رات ہے ابشم اور کل عید۔"

اس نے اپنا دوپٹہ سر سے الگ کرتے ہوئے کہا تھا وہ اسے ہی مسلسل دیکھ رہا تھا۔

"ہاں تو؟"

ابشم نے اسے پھر سے اپنی جانب کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

"تو یہ کہ چاند رات تمہاری نئی نویلی دلہن موجود ہے تم نے اس کو رونمائی کا تحفہ بھی نہیں دیا اور چوڑیاں

بھی نہیں دلائیں۔"

وہ منہ بناتے ہوئے اس کی گرفت میں اس سے کہہ رہی تھی۔

"او میری حسین چمگاڈرونمائی تو میں نے خریدا ہی کچھ نہیں اتنا ہنڈسم ہر بنڈ ملا ہے تمہیں یہ کیا کم رونمائی

ہے تمہاری؟"

وہ اس کے گال چومتے ہوئے کہہ رہا تھا شہرام نے صبح کہا تھا وہ اس سے بھی زیادہ بے حودہ ہونے والا تھا۔

"ہو شرم نہیں آتی خود کو رونمائی میں پیش کرتے ہوئے تمہیں"

اس نے اس کی ناک چومی تھی جب وہ اس سے یہ کہہ رہی تھی۔

"نہیں بالکل بھی نہیں آتی؟"

ابشم نے اس کے بال جوڑے سے آزاد کیے تھے وہ اس کے شانوں پر بکھر گئے تھے ابشم نے انگلی سے اس کے بال پیچھے ہٹائے تھے۔

"میری زندگی کا سب سے حسین تحفہ ہو تم ابہا بہت محبت کرتا ہوں میں تم سے۔"

اس نے اس کے بالوں کی چند آوارہ لٹوں سے کھیلنے ہوئے کہا تھا۔

"تو چلو پھر چوڑیاں دلو اوں صبح عید ہے۔"

اس نے اسے بازو سے کھنچا تھا۔

"اس حویلیے میں؟"

اس نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے اس کے حویلیے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"ہاں تو لوگوں کو بھی تو پتہ لگے کہ ایک شوہر اپنی نئی بیوی کو چاند رات پر چوڑیاں دلو رہا ہے ہاں

رومینٹک نہ؟"

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹیٹاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"ہاں لوگوں کو کیا پتہ ہو میری ساری رات تم نے ایسے ہی مجھے گھما کر ضائع کر دینی ہے۔"

اس نے منہ بنا کر ذومعنی لہجہ اپنایا تھا جس پر ابہا سرخ ہوئی تھی۔

"ہائے میری مینڈکی کو شرم آرہی ہے؟"

اس نے ٹھوڈی کے نیچے ہاتھ رکھ کر اس کی جانب دیکھتے ہوئے آنکھیں جھپکی تھیں۔

"چلو بھی۔"

ابہا نے اسے کھنچا تو دونوں سب سے چھپ کر نیچے آگئے پورچ میں ابشم کی گاڑی کھڑی تھی دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے تو ابشم اسے لیبرٹی مارکیٹ لے آیا جہاں چاند رات کی وجہ سے پورا بازار بارونق تھا ہر جگہ مہندی کے سٹال لگے ہوئے تھے چوڑیوں کے سٹال بھی موجود تھے۔

"ابہا ہاتھ دیکھاؤ؟"

اس نے اس کے ہاتھ پکڑ کر دیکھے جو مہندی سے خالی تھے۔

"تم نے مہندی کیوں نہیں لگوائی؟"

اس نے ابہا سے پوچھا تھا۔

"ایسے ہی بس دل نہیں تھا۔"

اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔

"چلو آؤ میں تمہیں مہندی لگواں۔"

اس نے اس کا ہاتھ تھاما اور مہندی کے سٹال پر لے گیا وہ ابھی بھی اپنے شادی کے جوڑے میں تھی مہندی والی ان دونوں کو معشوق نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"ارے ارے ایسے مت دیکھیں میری بیوی ہے بھگا کر نہیں لے کر آ رہا سب گھر والوں کی مرضی سے شادی ہوئی ہے۔"

وہ مہندی والی کو وضاحت دے رہا تھا جس پر وہ مسکرائی تھی۔

"اس کے اچھی سی مہندی لگاوا اور بیچ میں میرا نام بھی لکھنا" ابشم۔

اس نے کہا تو مہندی والے اپنے کام میں مصروف ہو گئی مہندی کے دوران اس کے بال بار بار آگے آرہے تھے جنہیں ابشم پیچھے ہٹا رہا تھا۔ مہندی لگوانے کے بعد اس نے اسے خوب ساری چوڑیاں دلوائی تھیں اور پھر ڈھیر ڈھیر شاپنگ کے بعد وہ گھر آئے تھے۔

"پہلی بیوی یو یار تم جس نے شادی کی پہلی رات ہی اپنے شوہر کا اتنا خرچہ کرادیا۔" وہ منہ بناتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"یہ صرف ابہا ہی کر سکتی تھی ابہا ابشم ملک۔"

اس نے کہا اور سیڑھیوں کی جانب بھاگ گئی وہ بھی اس کے پیچھے ہی سیڑھیاں چڑھ رہا تھا جب دادی کی آواز نے دونوں کا سانس خشک کیا۔

"کہاں سے آوارہ گردی کر کے آرہے ہو دونوں؟" دادی نے ان دونوں سے کہا تھا۔

"دادی آپ کی نواسی کے ہاتھ خالی تھے مہندی لگوانے لے کر گیا تھا۔"

اس نے کہہ کر ابہا کے پیچھے اوپر ڈوڑ لگا دی جب کہ دادی اونچی بولی تھیں تاکہ اسے آواز جائے۔

"بن گیا زن مرید نہ ہو تو۔"

دادی نے بولا تو اس نے بھی سن لیا۔

"الحمد للہ دادا جی پر گیا ہوں۔"

اس نے کہا اور مسکراتا ہوا چلا گیا۔

"خمس نہ ہو تو ٹھہر تیری ہڈی توڑتی ہوں۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلے دن صبح بے حد حسین ہوئی تھی اس کی آنکھ کھلی تو البشم اپنی سائیڈ پر نہیں تھا اس نے سامنے دیکھا تو وہ شیشے کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔

لائٹ بلو کرتا شلواری میں وہ بے حد وجہ لگ رہا تھا۔

"تم اتنی صبح اٹھ بھی گئے؟"

ابہانے آنکھیں ملتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"جی میڈم عید کی نماز کا وقت ہو گیا ہے آپ بھی اٹھ جائے میں نماز پڑھ کر آؤں تو تم مجھے تیار ملو پھر عید بھی تو ملنی ہے۔"

اس نے مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔

"او عید مبارک البشم!"

اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا تھا۔

"خیر مبارک لیکن تمہارے گندے منہ کو چومنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے پہلے صاف ستھری بن جاو پھر عید ملنا مجھ سے سمجھی نہ؟"

وہ اسے حیرت سے منہ کھولے چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

Eid ka khas milan by Aiman Khan

اگر آپ بھی "ماہنامہ لکھاری آن لائن میگزین" کا حصہ بننا چاہتے ہیں تو ابھی اپنی تحریر اردو میں نائپ کر کے ہمیں واٹس ایپ، فیس بک یا ای میل پر بھیجیں۔

- آپ کی تحریر میں کسی بھی مذہب پر، مذہبی فرقے یا مذہبی معاملات پر تنقید نہیں ہونی چاہئے۔
 - آپ کی تحریر میں ملکی قوانین، سیکورٹی ایجنسیوں اور پاک فوج پر تنقید نہیں ہونی چاہئے۔
 - تحریر املاء کی غلطیوں سے پاک ہونی چاہئے۔ اور پہلے سے کہیں پر پوسٹ نہ ہوئی ہو۔
 - تحریر کو مکمل طور پر اردو میں ہونا چاہئے۔ انگلش الفاظ کا استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔
 - تحریر کو فحش مناظر، ڈاکٹراٹز، رومانس سینز اور عریانیت کے عنصر سے پاک ہونا چاہئے۔
 - سلسلے وار ناولز کے لئے معیاری رائٹرز کا انتخاب ادارہ خود کرے گا۔
 - مکمل ناولز کے لئے سب رائٹرز کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی تحریر ہر ماہ کی دس تاریخ تک ادارے کو بھیج دے جو کہ تیس ہزار سے زائد الفاظ پر مشتمل ہو۔ آپ کی تحریر کو ہماری ٹیم چیک کرے گی اور اس کے بعد ہی قابل اشاعت ناولز کو "لکھاری آن لائن میگزین" میں شائع کیا جائے گا۔ اور لکھاری کو اس کی محنت کا معاوضہ دیا جائے گا۔
 - افسانے، شارٹ ناولز کے لئے جو کہ تیس ہزار الفاظ سے کم ہوں گے رائٹرز کو معاوضہ نہیں دیا جائے گا۔
- مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں۔

Whatsapp no :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- PRIME URDU NOVELS,
FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST, SEARCH
AND REQUEST FOR NOVELS

Eid ka khas milan by Aiman Khan

اس کے جانے کے بعد وہ اٹھی تھی اور فریش ہونے واشر روم میں چلی گئی تھی جب وہ باہر آئی تو وہ ڈریسنگ کی واڈروپ کے ساتھ ایک سوٹ ہینگ ہوا تھا۔ وہ مہرون اور سکین کلر کا سوٹ تھا مہرون ٹراؤزر کے اوپر سکین کرتا تھا جس کے گلے پر لمبی مہرون جماوار کی پٹی لگی ہوئی تھی اور ہلکی ہلکی ڈھاگے کی ایمبرائیڈری ہوئی ہوئی تھی اس سوٹ کے ساتھ دوپٹہ بے حد خوبصورت تھا بڑا سادہ دوپٹہ جس کے چاروں طرف مہرون جماوار کی پٹی لگی ہوئی تھی اور دونوں طرف کے کونوں میں ٹسل لٹک رہے تھے اسے سوٹ واقعی ہی بہت خوبصورت لگا تھا۔ سوٹ کے اوپر ایک سٹکی نوٹ بھی لگا ہوا تھا۔

"To wifey"

♥ this is the gift from husband

!Eid mubarak love

"from husband

اسے پڑھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی اور اس نے وہی سوٹ پہن لیا تھا۔ شو لڈر کٹ بالوں کو کھلا چھوڑے ہلکے پھلکے میک اپ اور جیولری میں وہ قیامت لگ رہی تھی۔ اسے زندگی میں پہلی بار کسی کے لیے دل سے تیار ہونا اچھا لگ رہا تھا۔

وہ تیار ہو کر نیل پینٹ لگانے والی تھی جب وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔

اسے دادی سے ڈانٹ پڑی تھی کہ ابہا کے ساتھ نیچے آئے تو اس لیے وہ اسے لینے اوپر آیا تھا۔

"واوا اب ہوئی ہونہ تم صاف ستھری وہ اس کے قریب آیا تھا لیکن وہ اپنے اٹے ہاتھ سے سیدھے پر نیل

پینٹ لگانے میں بے حد محو تھی اسے مشکل پیش آرہی تھی۔ ابتم اس کے قریب گیا تھا اور اس کے ہاتھ سے نیل پینٹ کی شیشی لی تھی اور اس کے ہاتھ تھام کر نیل پالش لگائی تھی وہ صرف اسے دیکھ کر رہ گئی وہ اتنی صفائی سے نیل پالش لگا رہا تھا کہ ابہا کو شک ہی ہونے لگا۔

"مینڈھے تم کیا ساری عمر لڑکیوں کو نیل پینٹ ہی لگاتے رہے ہو؟"

ابہا نے مشکوک ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔

"ہاں نہ یونیورسٹی میں سٹال لگایا تھا میں نے ساری یونی کی لڑکیاں نیل پالش لگوانے آگئی تھیں۔"

وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ ابہا نے ایک دم اپنا ہاتھ کھنچا تھا اور اسے گھورا تھا۔

"قسم لے لو تم پہلی ہو جس کے ساتھ میں نے یہ واجیات کام کیا ہے ورنہ تو۔"

اس نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا تھا جس پر وہ مسکرائی تھی۔

"ہائے پہلے ہی حسین اتنی لگ رہی ہو اوپر سے مسکرا بھی رہی ہو جان لو گی کیا؟"

"بس کرو ہر وقت فضول بولتے ہو۔"

اس نے کہا تو دونوں ساتھ چلتے ہوئے نیچے آگئے ان دونوں میں اتنا سلوک دیکھ کر تو گھر والوں کو غش

آتے آتے رہے تھے۔

"عید مبارک سب کو!"

دونوں نے کہا تھا اور پھر سب سے ملے تھے۔ سب نے ان کی خوب بلائیں لی تھیں۔ سب نے اکٹھے ناشتہ

کیا تھا اور پھر گھر کے مرد قربانی کی طرف چلے گئے تھے قصائی کے ساتھ مل کر سب نے قربانی کروائی تھی

Eid ka khas milan by Aiman Khan

وہ دونوں مرتضیٰ ہاوس بھی گئے تھے دونوں بہت خوش تھے۔

اگر کوئی محبت کرنے والا ساتھی ہو تو انسان بدل بھی سکتا ہے جیسے آج ابہانے البشم کی محبت میں اس کی پسند کے کپڑے پہنے تھے اور اسے بالکل بھی آوازاری نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ خوش تھی۔
اللہ آپ سب کو بھی خوش رکھے اور عید حسین بنادے۔

میری طرف سے میرے سب پڑھنے والوں کو دلی عید مبارک۔

(ختم شد)